کم قیمت اور معیاری جاسوسی ادب

سمالڈی کا ہار

مصنف ...... جیمز ہیڈلے چیز

مترجم ...... سراج الدین شیدا

کامران سیریز۔ راولپنڈی

کامران سیریز کی ۹۹ ویں پیشکش

سمالڈی کا ہار

EAR TO THE GROUND
کا آزاد ترجمہ

AN EAR TO THE GROUND

مصنف ...... جیمز ہیڈلے چیز

مترجم ...... سراج الدین شیدا

کامران سیریز، ڈی ۴۷۶، اقبال روڈ، راولپنڈی (پاکستان)

پہلی بار .... جنوری ۱۹۷۵ء

شمارہ نمبر ۹۹

ناشر .... ملک غلام محمد

مطبع .... نور آرٹ پریس راولپنڈی

سول ایجنٹ :-

کتابیات گھر نیا بازار راولپنڈی

پیش لفظ

حال ہی میں ایک کرمفرما نے "قاتل کی روح" پر تنقید کرتے ہوئے اسے پاکستانی طبعزاد جاسوسی ناولوں سے بھی گیا گزرا بتایا ہے۔ پیش لفظ میں اتنی تفصیلی جواب عرض کرنے کی گنجائش نہیں۔ ان کرمفرما کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ "قاتل کی روح" کو ایک مرتبہ پھر پڑھیں اور اس میں جو عقلی توجیہات اور منطقی استدلال پایا جاتا ہے اسے پاکستانی طبعزاد جاسوسی ناولوں میں تلاش کرنے کی کوشش کریں۔ یقیناً وہ موخر الذکر ناولوں کو اس صفت سے محروم پائیں گے

زیر نظر ناول بھی جیمز ہیڈلے چیز کی تخلیق ہے اس کہانی کا راوی ایک بازاری آدمی ہے اور اس نے بازاری انداز میں ہی کہانی بیان کی ہے راقم الحروف نے کوشش کی ہے کہ ہر ممکن حد تک اسی انداز بیان کے ساتھ کہانی کا ترجمہ مکمل ہو لیکن پھر بھی چند مصلحتوں کے پیش نظر کہیں کہیں انحراف کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اس انداز بیان کے متعلق اپنی رائے سے ضرور آگاہ فرمائیں

شکریہ۔

صباح الدین شیدا

اسلام آباد

کامران سیریز کے ادیب کی ڈائمنڈ جوبلی پیشکش

- ہرمن رالف — ایک امریکن کروڑپتی جو بوڑھا بھی ہے اور جنسی طور پر ناکارہ بھی
- ہلگا رالف — ہرمن رالف کی عیاش بیوی۔ جو اپنے شوہر سے چوری چھپے جنسی تسکین کا سامان کرتی رہتی ہے۔
- ٹاری — ایک خوبصورت اور تندرست و توانا لڑکا۔ جو ایک علت بد کا شکار ہے۔
- جیک آرچر — سوئٹزرلینڈ میں ہرمن رالف کا ایجنٹ جو بیس لاکھ ڈالر کی رقم خرد برد کرنے کے بعد جیل سے بچنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔

ان چار مرکزی کرداروں سے جیمز ہیڈلے چیز نے اس عظیم کہانی کا تانا بانا بنا ہے جس کا ہر باب قاری کے ذوق تجسس میں وہ چند اضافہ کرتا رہتا ہے انسانی کمزوریوں ہیجان انگیزیوں، اضطراب اور انتشار کی اس زندہ جاوید کہانی کو سراج الدین ثیلا نے خاص نمبر کے لئے ترجمہ کیا ہے۔ ایک لازوال مصنف کی لازوال تخلیق چوتھا یکہ

قیمت ڈائمنڈ جوبلی سات روپے

۱

ہیرالڈ انڈسٹی کے ساحل سمندر پر تیراکی سکھانے والا اور ہر وقت بیئر کے نشے میں ڈوبا رہنے والا البرنی اس کہانی کا راوی ہے وہ ہمیشہ کسی ایسی سامی کی تلاش میں رہتا ہے جو اسے بیئر پلا سکے۔ تیراکی کی بہترین تربیت دینے کے علاوہ چھوٹی موٹی شاگردوں اور موسم کے دوران سیاحوں کی بیویوں کا شکار بھی اس کا مرغوب مشغلہ ہے لیکن اب بیئر نے اسے تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔

جسیم تن البرنی کا وزن دو سو پچاس پونڈ اور عمر تریسٹھ سال کے قریب تھی۔ گرم موسموں کی دھوپ کی وجہ سے تانبے کی سی رنگت، انڈے کی شکل کا سر، چھوٹی چھوٹی سبز آنکھیں، نصف چہرے پر پھیلی ہوئی ناک، کھلا سا منہ — یہ البرنی کا حلیہ تھا۔ اس نے اپنی پچکی ہوئی ناک کے متعلق بتایا کہ ایک حاسد اور نامعقول شوہر نے بیوی کے ساتھ رنگ رلیاں مناتے دیکھ کر اسے ایک مکہ رسید کر دیا تھا۔

ایک ناول کی رائلٹی وصول کرنے کے بعد ان دنوں میں نیویارک کی یخ بستہ ہواؤں سے کنی کترا کر فلوریڈا میں واقع ہیرالڈ انڈسٹی چلا گیا تھا۔ تاکہ ایک آدھ مہینہ تفریح کے بعد دوبارہ کام شروع کر دوں۔ میں نے وہاں فلوریڈا کے بہترین اور آسائش بخش پینشن میں

سے تمام کیا!

ایک شام جب میں ہوٹل کے منور اور تاباں چبوترے پر بیٹھا قلب و نگاہ کی تسکین کا سامان کر رہا تھا۔ تو ہوٹل کے خوش خلق اور زندہ دل منیجر جین ڈولاک میرے پاس آیا۔ میرے ایک ناول کی وجہ سے وہ میرا بڑا مداح تھا۔ اسی نے البرنی کا غائبانہ تعارف کراتے ہوئے کہا۔ "یہ یہاں کا خصوصی کردار ہے اور اس شہر کی ہر شخصیت اور ہر شے سے واقف ہے۔ اگر تمہیں نئے ناول کے لئے مواد کی تلاش ہو تو اس سے ضرور ملو۔"

تقریباً ایک ہفتہ تک تیراکی، خوش خوراکی، غسل آفتابی اور بے دماغ مگر خوبصورت جسموں والی لڑکیوں کے ساتھ عیاشی کے بعد مجھے البرنی کے متعلق جین ڈولاک کی بات یاد آئی۔ جلد یا بدیر مجھے نیا ناول لکھنا ہی تھا۔ اور چونکہ ابھی تک ذہن کوئی کہانی تخلیق نہ کر پایا تھا۔ سو میں نے کار لی اور البرنی کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔

تھوڑی سی تلاش کے بعد وہ مجھے پنچولن ریستوران میں مل گیا۔ بیر کی بوتل حسب توقع اس کے سامنے میز پر رکھی تھی اور اس کی نگاہیں آتی جاتی کشتیوں پر مرکوز تھیں۔ میں نے ڈولاک کے حوالے سے اپنا تعارف کرایا تو اس نے فولادی پنجہ ملاتے ہوئے بڑی مسرت ظاہر کی۔ مقصد ملاقات بتانے کے بعد وہ مجھے شراب خانے کے اندر لے گیا۔ رنگدار نسل کا بارمین ہمارے ورود پر بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ چمکتی نگاہوں سے البرنی کو ایک اسامی ڈھونڈ لینے پر خراج تحسین پیش کر رہا تھا۔

بیٹھنے کے بعد اس نے کہا۔ "میں پرانی فورڈ کی طرح ایک گیلن پر پانچ میل چلتا ہوں اور تمہیں اسکانڈی کے ہیروں کے ہار کے متعلق ساری باتیں تفصیل سے بتا دوں گا۔"

میں نے بارمین کو بلا کر صورت حال بتا دی اور ہدایت کر دی کہ جیسے ہی البرنی کا

جام خالی ہوتے ہی فوراً بھر دیا جائے۔ مصارف میں ادا کروں گا۔ چنانچہ البرنی کی زبان چار گھنٹوں تک چلتی رہی اور وہ جام پر جام لنڈھاتا رہا۔ اس قماش کا شرابی میں عمر میں پہلی مرتبہ دیکھ رہا تھا۔

"اس شہر میں مجھے پچاس سال سے اوپر ہو گئے ہیں۔" اس نے سفید جھاگ والے پہلے جام کو گھونٹتے ہوئے کہا۔ "میری عادت ہے کہ میں اپنے کان زمین سے لگا کر سنا کرتا ہوں۔ اس طرح مجھے بڑے کام کی چیزیں معلوم ہوتی رہتی ہیں۔ پولیس سے لے کر اخباری نمائندوں تک ہر قسم کے لوگوں سے میری جان پہچان اور صاحب سلامت ہے۔" اس نے ایک طویل گھونٹ بھر کر ہلکی سی ہچکی لی۔ "جیل کے پنچھیوں اور طوائفوں سے بھی میرا یارانہ ہے۔ چنانچہ جب بھی کوئی دھماکہ ہوتا ہے۔ اس کی خبر فوراً مجھ تک پہنچ جاتی ہے۔ میرا خیال ہے۔ زمین سے کان لگا کر سننے والی میری بات تمہاری سمجھ میں آ گئی ہو گی!"

میں نے ہاں کہنے کے انداز میں سر ہلایا۔ اور اسما لڈی کے ہار کے متعلق پوچھا۔ جواب دینے سے پہلے اس نے اپنی لیپنہ آلود قمیض کے اندر ہاتھ ڈال کر اپنی غبارے جیسی توند کو سہلایا۔ پھر گلاس خالی کر کے بار مین کی طرف دیکھا۔ بار مین نے آ کر خوشی سے اس کا گلاس بھر دیا۔ البرنی نے کہا۔ "تو تم اسما لڈی کے ہار کے متعلق کہانی لکھو گے؟"

"ہاں اگر اس قابل ہوئی تو؟"

اس نے اپنا انڈے جیسا سر ہلایا۔ "مگر کچھ مال بھی خرچ کرنا پڑے گا۔"

ڈوناک نے اس بارے میں پہلے سے مجھے آگاہ کر دیا ہوا تھا۔ میں نے کہا: "ٹھیک ہے۔" پھر میں نے جیب میں بیس بیس ڈالر کے دو نوٹ نکال کر اسے دیئے اس کی آنکھوں

کی چمک تیز ہو گئی اور اس نے ایک گھونٹ بھر کر کہا۔ "ٹھیک ہے۔ اب مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے دوستو۔ اسمالڈی کے ہار کا واقعہ دو سال پہلے کی بات ہے۔ اس کی کچھ تفصیلات مجھے پولیس سے اور کچھ اپنے یار دوستوں کے ذریعے حاصل ہوئی تھیں۔ یہ ایک سچی کہانی ہے اور کہیں کہیں میں اپنے قیاسات سے بھی کام لوں گا۔ مگر ایسے قیاسات سے جن کی حیثیت دو اور دو برابر چار کی سی ہو گی۔ یہ واقعہ میامی میں پیش آیا۔

ایپسٹین اپنی کاروباری چالوں کی وجہ سے بیس سال کے دوران اچھا خاصا کاروباری آدمی بن چکا تھا۔ فلوریڈا کے ساحلوں کی سیاحت کرنے والی امیر عورتیں ہیرے جواہرات اور زیوروں کی مدد سے اپنی شان و شوکت اور امارت کی نمائش کیا کرتی ہیں۔ ان جواہرات کی وجہ سے ہیروں کے چور بھی موسم کے موسم بھنبھناتی مکھیوں کی طرح یہاں جمع ہو جاتے ہیں اور اپنی تیز انگلیوں اور ذہین دماغوں کی مدد سے ہیرے جواہرات اڑانا شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن جواہرات ان کے لئے بیکار رہتے ہیں؛ انہیں تو نقدی کی ضرورت ہوتی ہے اور جواہرات کو نقدی میں بدلنے کے لئے وہ ایپسٹین سے رجوع کرتے تھے۔

سب بالائی منزل میں اس کے دفتر کے باہر ایک بڑے سے بورڈ پر سنہرے حروف میں لکھا ہوا تھا۔

ہیرے کا تجارتی مرکز۔

کاروباری شاخیں — میامی، نیویارک، ایمسٹرڈم

پریذیڈنٹ — ایپسٹین۔

یہ ٹھیک ہے، کہ اس مرکز میں کبھی کبھار ایک آدھ کاروباری سودا بھی طے پا جاتا تھا لیکن اصلی کاروبار تو سرقہ شدہ ہیرے جواہرات کا تھا۔ چوری کا مال اس کے پاس لایا جاتا وہ بڑی حاضر دماغی سے لوٹ کے مال کا جائزہ لیتا اور پھر ان کی ایک چوتھائی قیمت چور کو ادا کر دی جاتی۔ اس کے بعد ان قیمتی پتھروں کو ایسے تاجروں کے پاس بھیجوا دیا جاتا جو ایپ کو آدھی قیمت ادا کرتے ہوئے کوئی سوال نہ کرتے اور مناسب ردوبدل اور نئی تراش خراش کے بعد آگے بیچ دیتے۔

ایپ کافی کچھ کما چکا تھا۔ اور پولیس سے بھی کافی ڈرتا تھا۔ مگر اس کے باوجود جب کبھی کوئی ایسا موقع آتا۔ تو وہ فائدہ اٹھانے سے ذرا نہ چوکتا۔ بلکہ اب تو یہ مذموم سودے بازی اس کے لئے ایک تفریح کا درجہ اختیار کر چکی تھی۔

وہ چھوٹے قد کا ایک گول مٹول سا شخص تھا۔ اس کے جسم پر بال اس کثرت سے تھے کہ ناک، کانوں اور قمیض کے کالر سے باہر نکلے پڑتے تھے۔ وہ جب کبھی میز پر ہاتھ رکھ کر آگے بڑھاتا تو موٹی موٹی بھدی انگلیوں کے پچھلے حصوں پر بالوں کے جھنڈ کی وجہ سے یوں گمان ہوتا۔ جیسے زہریلی ترن تلا مکڑی آگے بڑھ رہی ہو۔

البرٹ نے مجھے بتا دیا تھا۔ کہ دو سال پہلے مئی کے مہینے میں ایک گرم دن ایپ اپنی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ اور مردہ سگار کو دانتوں کے درمیان لٹکائے وہ تیز آنکھوں اور کسی تاثر سے محروم چہرے کے ساتھ کرنل ہنری شیلے کو دیکھ رہا تھا۔

کرنل شیلے اپنی ظاہری شکل و شباہت سے پرانے زمانے کا کوئی جاگیردار معلوم ہوتا تھا۔ اس کا طویل قامت والا جسم چربی سے محروم تھا۔ اس کے سر اور مونچھوں کے سفید بال ادھر ادھر بکھرے ہوئے تھے۔ جسم کی جھلی زرد رنگ کی تھی۔ اور اندر

گہری دھنسی ہوئی بھوری آنکھوں سے، ذہانت کی چمک ظاہر تھی۔ اس نے ہلکے رنگ کا سوٹ زیب تن کیا ہوا تھا۔ ٹائی البتہ اصلی ریشمی تھی۔ پتلون کی موہری میکسیکو کے نرم جلد والے بوٹوں میں ٹھنسی ہوئی تھیں۔

کرنل ہنری شیلے کا نام کچھ اور تھا۔ مگر مجرموں کی زیرزمین دنیا میں وہ اسی نام سے مشہور تھا۔ اپنی ادھیڑ عمری سے پہلے پندرہ سال وہ جیل میں گزار چکا تھا۔ پیسہ اس کے پاس ٹکتا نہیں تھا۔ اس نے بہت دولت کمائی مگر سب پانی کی طرح اس کی انگلیوں سے بہہ گئی۔

ایب نے کچھ دیر تعریفی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔ اور کہا۔ "بڑی تلاش کے بعد وہ آدمی مجھے ملا تھا۔ تم اس کی صلاحیتوں سے مطمئن ہو جاؤ گے۔"

اگر تمہیں اطمینان ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اس کے متعلق تفصیل سے کچھ بتاؤ۔" شیلے نے پوچھا۔

"اس کا نام جان رابنس ہے۔" ایب بولا۔ "عمر چھبیس سال اور خاصا قبول صورت ہے۔ پندرہ سال کی عمر میں اس نے ریلین قفل ساز کارپوریشن میں ملازمت حاصل کی۔ اور پانچ سال تک وہاں ملازم رہا۔ اور اس دوران تالوں، سیف اور نمبروں والے قفلوں کے متعلق ہر قسم کی معلومات حاصل کر لیں۔ ایب نے اپنے پیچھے دیوار گیر سیف کی طرف انگوٹھے سے اشارہ کیا۔ "میرا خیال تھا۔ کہ یہ سیف کھولنا کافی دشوار ہے۔ لیکن اس نے صرف چار منٹ میں سیف کھول کر دکھا دیا۔ ویسے میں اس سیف میں کوئی قیمتی چیز نہیں رکھا کرتا۔" وہ مسکرایا اور پھر کہنے لگا۔ "خیر تو وہ پھر کاروں کی دوڑوں میں حصہ لینے لگا۔ مگر کافی شاطر اور نرم طبیعت کا ہے۔ چنانچہ وہاں سے اسے نکال دیا گیا۔ اس نے منتظمین میں سے ایک کا

جبڑا توڑ دیا تھا۔ پھر اس نے ایک گیراج میں نوکری کر لی۔ مگر مالک کی بیوی اس پر مہربان ہو گئی۔ گیراج کے مالک نے ان دونوں کو رنگے ہاتھوں پکڑ لیا۔ جھگڑا ہوا اور جانی نے مکہ مار کر اس کی ناک پچکا دی۔ مالک نے پولیس بلوائی۔ تو جانی نے ان میں سے ایک کے دانت توڑ دیئے چنانچہ اسے تین ماہ جیل میں رہنا پڑا۔ اس کا کہنا ہے کہ تجوریوں کے تالے کھولنا اس کے بائیں ہاتھ کا کام تھا۔ اور وہ کسی وقت بھی وہاں سے بھاگ سکتا تھا۔ لیکن اسے وہاں اپنے ساتھی قیدیوں کی صحبت پسند آ گئی تھی۔ اور جیل کا وارڈن بھی اس پر مہربان تھا سو اس نے ہنسی خوشی تین ماہ کاٹ دیئے۔ اب وہ جیل سے چھوٹا ہے۔ جوان اور خوبصورت ہے اور تالوں کے ساتھ کھیلنا اس کا شغل ہے۔"

"ہمارے دھندے کے متعلق تم نے اسے کیا بتایا ہے؟"

"بس یہی کہ کافی لمبا چوڑا ہاتھ مارا جا سکتا ہے۔"

"ہوں۔ اچھا میں اسے کہاں مل سکتا ہوں؟"

"سی ویو ہوٹل میں وہ تمہارا منتظر ہے۔ وہاں اس نے اپنا اصلی نام رابنس ہی لکھوایا ہے" ایپ نے کہا۔ "اور ہاں مال تھا کیسی ہے؟"

"بس ویسی ہی ہے۔" شیلے نے جیب سے سفید ریشمی رومال نکالا اور اسے خاص جاگیردارانہ انداز سے اپنی کن پٹی سے لگایا

"دراصل وہ حصے کے متعلق تمہاری پیش کش سے مطمئن نہیں ہے ایک چوتھائی کو وہ دھوکے اور فریب سے تعبیر کرتی ہے۔ اور میں بھی اس کی تائید میں ہوں۔ تمہیں معلوم ہے ہم نے ایک بڑا ہاتھ مارنا ہے ہمارا حصہ ایک تہائی ہونا چاہیئے۔"

"ایک تہائی؟" ایپ نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔ "بھلے آدمی مجھے تو نصف

سے بھی کم ملنے کی امید ہے وہ پاگل ہے جو ایک تہائی مانگ رہی ہے۔ اور تمہارے دماغ کی کوئی کل بھی شاید ڈھیلی ہو گئی ہے!"

شیلے نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "دیکھو نا ایپ۔ اگر کوئی گڑبڑ ہو جاتی ہے تو پولیس ہمارا گلا دبائے گی۔ تم پر ذرا سی بھی آنچ نہ آئے گی۔ تم نے تو بس یہاں بیٹھے بیٹھے سودا کرنا ہے دراصل میں اور مارتھا چاہتے ہیں کہ اتنا بڑا ہاتھ ماریں کہ آئندہ زندگی میں کوئی ضرورت نہ رہے۔ ایک چوتھائی سے ہماری آئندہ زندگی نہیں گذر سکتی البتہ ایک تہائی سے ایسا ہونا ممکن ہے۔"

چند لمحوں تک سوچنے کے بعد ایپ نے انکاری انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا: "مجھے افسوس ہے شیلے۔ یہ ناممکن ہے اگر میں تم لوگوں کو ایک تہائی دے دوں تو میرا بھٹہ بیٹھ جائے گا۔ اگر میں نے یہ سودا کرنا ہے تو معقول نفع بھی ملنا چاہیئے۔"

"مگر مارتھا تو بضد ہے کہ ایک تہائی حصہ ہونا چاہیئے۔" شیلے نے اصرار کیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میرا خیال ہے۔ میں خود مارتھا سے مل کر فیصلہ کر لوں۔ یہ زیادہ بہتر ہے۔"

شیلے نے کہا۔ "تمہیں معلوم ہے برنی بام بھی یہی کاروبار کرتا ہے۔"

ایپ نے یوں جھٹکے سے پہلو بدلا۔ جیسے اس کی کمر میں سوئی چبھو دی گئی ہو۔ "بام! تم نے اس سے تو بات نہیں کی؟ یا کی ہے؟"

"ابھی تو نہیں۔" شیلے نے آہستگی سے کہا۔ "لیکن اگر تم نہ ملنے تو مارتھا اس سے ضرور رابطہ قائم کرے گی۔"

"تو میری یہ بات لکھ لو۔ بام مر کر بھی اسے ایک تہائی نہ دے گا۔"

"شاید کاروباری رقابت کے زیر اثر دے رہی ہے۔"

ایب نے میز پر آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا: "میرے ساتھ یہ پتہ بازی نہ کرو وہ کبھی ایک تہائی نہ دے گا۔"

"بحث بیکار ہے۔" ہنری شیلے نے نرمی سے کہا۔ "مارتھا کو تم جانتے ہی ہو۔ اور یہ بھی جانتے ہو کہ وہی اس منصوبے کی خالق ہے۔ اگر تم ایک تہائی پر نہ مانے تو وہ یہ منصوبہ دوسروں کے سامنے رکھ سکتی ہے اور اس کام کا آغاز وہ بڑی بام سے کمائے گی۔ یہ بھی تمہیں معلوم ہے کہ اس منصوبے سے تقریباً بیس لاکھ ڈالر ملنے کی توقع ہے اگر تم اس میں سے چوتھائی بھی کما لو تو کافی بڑی رقم بنتی ہے اب سوچ لو۔ اگر ایک تہائی نامنظور ہو تو پھر ہم بڑی بام سے طے کر لیں گے۔"

چند لمحوں کی سوچ بچار کے بعد ایب پھنکارا۔ "وہ بیہودہ عورت مارتھا بڑی حریص اور لالچی ہے۔ جب کھانے پر آتی ہے تو..."

"کھانے کی بات چھوڑو۔" ہنری شیلے کی آواز سے فتح مندی ٹپک رہی تھی۔ "یہ بتاؤ۔ ایک تہائی منظور ہے!؟"

"منظور ہے۔" ایب نے تلخی سے کہا۔ "لوٹ لو مجھے چور و!"

"مگر لڑنے کی کیا ضرورت ہے ایب۔ ہم سب کے حصے میں خاصی معقول رقم آجائے گی...... اور ہاں ایک بات اور!"

"اب کیا ہے۔" ایب نے بگڑے ہوئے تیوروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"مارتھا کو ہیروں کا ایک زیور بھی چاہیئے.... مثلاً ہیروں کا ہار یا گھڑی۔ یہ زیور بہت قیمتی ہوگا۔ منصوبے کا آغاز کرنے کے لئے اسے اس زیور کی ضرورت ہوگی۔ تمہیں یاد

بنا دو کہ تم بیوقوف ہو......

"اکثر سوچتا ہوں کہ میں اپنے دماغ کا معائنہ کراؤں۔" ایب نے خوشگوار انداز میں کہا۔ "گڈ۔" وہ ہنری شیلے کی میز کی دراز کھول کر اس میں سے زیور کا ایک ڈبہ نکالا۔ "کوئی چالاکی نہ کرنا ہنری۔ میں یہ واپس لے لوں گا۔ سمجھے!"

ہنری نے ڈبہ کھولا۔ اور پلاٹینم اور ہیروں کے چمکتے دمکتے ہار کو تحسین آمیز نگاہوں سے نوازا۔ "بلاوجہ شکی مت بنو ایب، اس کی کیا قیمت ہوگی؟"

"اٹھارہ ہزار ڈالر۔ مجھے اس کی رسید دے دو۔" ایب نے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر چند حروف گھسیٹے اور کاغذ شیلے کی طرف بڑھا دیا۔ ہنری شیلے نے کاغذ پر دستخط کئے اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"اچھا میں چل کر جانی رانس سے ملتا ہوں۔"

"اگر یہ منصوبہ اس سور کی چربی مارتھا کا نہ ہوتا تو میں کبھی اس میں ہاتھ نہ ڈالتا۔ بیوقوف ہونے کے باوجود وہ بڑے بڑے منصوبے بنا لیتی ہے۔"

شیلے سر ہلاتا ہوا وہاں سے چل دیا۔

"مسٹر یہ بات ذہن میں بٹھا لو۔" البرٹی نے پانچویں جام کا پہلا گھونٹ حلقوم سے اتارتے ہوئے کہا۔ "کہ اس کہانی میں میں تھوڑے سے رنگ ملا رہا ہوں۔ مگر اشوریں میں اسے ترتیب نہیں دے سکتا ورنہ خود ہی ناول لکھ لیتا۔ جو واقعات میں سنا رہا ہوں، ہو سکتا ہے ہو بہو اسی طرح وقوع پذیر نہ ہوئے ہوں۔ تفصیلات میں کچھ ردوبدل ہوا ہو۔ بہر حال میرے بھاء جام ہاتھ میں لئے میں.... سوچ سکتا ہوں کہ تفصیلات سے قطع نظر واقعات کا تانا بانا اسی طرح بنا دیا گیا تھا!

"کہتے جاؤ!" میں بولا۔ "میں سن رہا ہوں۔"

البرفی نے ایک اور گھونٹ بھر کر گلاس میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں تو مسٹر! ایپٹامین اور ہنری شیلے سٹیج پر آچکے ہیں۔ اب ہم ذرا مارتھا کا جائزہ لیتے ہیں۔ مارتھا جیل سے نکلی تو ہنری کے ساتھ نتھی ہوگئی۔ یہ سمجھنا کہ دونوں نے شادی کر لی تھی۔ نہیں، ایسا نہیں ہوا۔ گندے لوگوں کی دنیا میں ہنری شیلے ایک نرم دل مجرم مشہور تھا۔ اور مارتھا مانی ہوئی ہیروں کی چور تھی۔ لیکن یہ جان لو کہ وہ خود کبھی چوری نہ کرتی تھی۔ بلکہ چوری کے منظم اور ذہین منصوبے مرتب کیا کرتی تھی۔ وہ خود اتنی موٹی تھی کہ کسی بچے کے منہ سے چاکلیٹ بھی نہ چھین سکتی تھی۔ لیکن اس کا دماغ بڑا تیز تھا اور ہنری شیلے اس کے تیز دماغ کا مداح تھا۔ ہنری شیلے سے اشتراک کے وقت مارتھا ابھی ابھی پانچ سال کی سزا بھگت کر جیل سے رہا ہوئی تھی۔ مارتھا نے مر کر یہ پانچ سال کاٹے تھے۔ کیونکہ وہ بڑی خوش خوراک تھی۔ ظاہر ہے کہ جیل میں جس قسم کی خوراک اسے ملی ہوگی اس سے اس کی صحت کتنی متاثر ہوئی ہوگی۔ رہائی کے وقت اس کا وزن اسی پونڈ کم ہو چکا تھا۔ اور وہ ذہن میں یہ فیصلہ کر چکی تھی۔ کہ آئندہ کبھی بے احتیاطی سے کام نہ لے گی۔ اور جیل جانے سے ہر طرح بچنے کی کوشش کرے گی۔ ہنری شیلے سے اس کی ملاقات لاس اینجلز کے قریب ایک موٹل میں ہوئی۔ یہ ایک اتفاقیہ ملاقات تھی۔ البتہ دونوں ایک دوسرے کی شہرت سے خوب واقف تھے۔ قید کے دوران مارتھا کے ذہن میں چوری کی ایک بہترین سکیم تیار ہوئی تھی۔ ہنری سے اتفاقیہ ملاقات نے اس سکیم پر تازیانے کا کام کیا۔ اور وہ اپنے منصوبے پر عملی کام کرنے پر تل گئی۔ اس نے ہنری کے سامنے اپنی تجاویز رکھیں۔ پھر دونوں نے مل کر فیصلہ کیا کہ یہ منصوبہ ایپٹامین کے تعاون کے بغیر ہرگز پورا

نہیں ہو سکتا۔ مارتھا کی ایک جوان بھتیجی بھی جس کا نام گلڈا تھا۔ وہ اپنے ماں باپ کی وفات کے دوران دنوں ایک سرکس کے ورزشی جھولے پر جسمانی کرتب دکھایا کرتی بھی جیل سے آنے کے بعد مارتھا نے اسے اپنے پاس بلایا اور اپنے منصوبے سے آگاہ کیا۔ مارتھا اس منصوبے میں گلڈا سے بڑی مدد لے سکتی تھی۔ کیونکہ بالائی منزلوں کی کھڑکیوں کو کھولنے کے لئے سرکس کی تربیت یافتہ لڑکی بڑی مفید ثابت ہو سکتی تھی۔" البرنی نے رک کر ایک اور چسکی لگائی۔ "میں چاہتا ہوں کہ مارتھا کی تصویر تمہارے ذہن پر نقش ہو جائے اس جیسی موٹی اور بھتل بھتل کرنے والی عورت میں نے اور کہیں نہیں دیکھی۔ نیویارک سے تفریحی ٹور پر آنے والی عورتیں بھی کسی قدر موٹی ہوتی ہیں۔ مگر مارتھا کو نمبر ون قرار دیا جا سکتا ہے ہر وقت کچھ نہ کچھ کھاتے رہنا اور اپنی توند بھرتے رہنا اس کی کمزوری تھی جب وہ کانٹے اور چمچ استعمال نہ کر رہی ہوتی۔ تو کریم والے بند اور ٹافیاں چباتی رہتی ورنہ پھر مٹھائیوں سے پیٹ بھرتی رہتی۔ میرا خیال ہے اس کا وزن کسی طرح بھی دو سو اسی پونڈ سے کم نہیں تھا۔ عمر پچپن سال، پوٹا سا قد اور پھیلا ہوا جسم۔ اس کی چھنگلی میں ہنری کے سر سے زیادہ عقل تھی۔ وہ بڑی ذہین اور فطین عورت تھی یہ منصوبہ بھی اس کے ذہن کی پیداوار تھا۔ اور اسی کے اشارے پر ایپ شیلین نے منصوبے پر کام کرنے کے لئے ایک اور کارکن تلاش کیا تھا۔ منصوبے کو دوسری شارکوں تک پہنچنے سے بچانے کے لئے بھی مارتھا نے بڑی ہوشیاری برتی تھی۔ اگر یہ منصوبہ کسی اور گروہ کے ہاتھ لگ جاتا تو ہو سکتا تھا۔ ان میں سے کوئی ایک مارتھا کے قدم اٹھانے سے پہلے میدان میں کود پڑتا۔

روپے پیسے کے معاملے میں بھی ہنری شیلے کے برعکس مارتھا بڑی محتاط تھی۔

مان لی ہیں۔"

"بوڑھے لیچر" گلڈا نے چادر کو تھوڑی تک سے جاتے ہوئے کہا۔ "اپنی لالچی نگاہیں مجھ سے دور رکھو!"

"کہتے ہیں کہ آدمی نے روزہ رکھا ہو تو مینو (کھانوں کی فہرست) دیکھنے میں کوئی حرج نہیں" ہنری شیلے نے شرارت بھری آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا اور مارتھا کے قریب جا بیٹھا۔

"بس بس۔" مارتھا نے تیزی سے کہا۔ "یہ بتاؤ۔ ایب نے کیا کہا تھا؟"

"پہلے تو اس نے کافی چوں وچرا کی لیکن آخر ایک تہائی دینے پر راضی ہو گیا ہے اس نے ایک اچھا سا لڑکا بھی ڈھونڈ لیا ہے جو دو دونوں میں یہاں آ جائے گا۔ ان دو دنوں میں وہ وردی اور کار خرید لے گا۔ اس کے بعد ہم کارروائی شروع کر سکتے ہیں۔"

"تم اس سے مل آئے ہو؟" مارتھا نے پوچھا۔

ہنری شیلے نے اثبات میں سر ہلایا۔ اب اس کی نگاہیں ہلڈا کی ننگی ٹانگوں پر جمی ہوئی تھیں۔ اور وہ اداسی سے سوچ رہا تھا۔ کاش یہ لڑکی ماضی میں کہیں میرے سامنے آئی ہوتی۔ وہ بولا۔ "کافی سخت قسم کا لونڈا ہے مگر ہم اسے سنبھال لیں گے۔"

"سخت سے کیا مطلب ہے تمہارا؟" مارتھا نے کریم کے ڈبے میں غوطہ لگاتے ہوئے پوچھا

"کافی تیز مزاج ہے۔ اگر اسے کوئی بات پسند نہ آئی تو وہ کسی وقت بھی الگ ہو سکتا ہے باقی ہر طرح سے موزوں اور مناسب ہے۔" اس نے گلڈا سے مارتھا کی طرف نظریں گھماتے ہوئے کہا

نگاہیں گھمانے کا یہ انداز دیکھ کر جہاں دیدہ مارتھا چونک گئی اور گلڈا سے بولی۔ "تم جا کر لباس پہن لو۔ پھر ہم سب کیسینو جائیں گے؟"

"گویا تم دونوں کی بڈھی روحیں سرگوشیاں کرنا چاہتی ہیں!" گلڈا نے کہا اور چادر

کو مضبوطی سے تھامے چبوترے سے اندر کی طرف چل دی۔ اس کے باوجود اس کے سفید کولہے دکھائی دے رہے تھے۔ اور ہنری شیلے کی نگاہیں دور تک پیچھا کیے جا رہی تھیں۔ پھر اس نے اپنی مونچھوں کو تاؤ دیا اور ہولے سے بڑبڑایا۔

"شکر پارہ ہے۔"

"ہونٹ مت چاٹو۔" مارتھا نے ڈانٹا۔ "اس لڑکے کے متعلق تفصیل سے بتاؤ۔"

ہنری نے ایب شلمین کی بتائی ہوئی باتیں دہرا دیں اور پھر کہا۔ "ملاقات کے بعد مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اس کام کے لئے وہ ہر طرح ٹھیک رہے گا..... ہاں البتہ یہ ڈر ہے کہ کہیں وہ گلڈا کو نہ گھسیٹ لے۔"

"کیا وہ گلڈا سے الجھ جائے گا؟" مارتھا نے پوچھا۔

"ہاں۔ گمان تو یہی ہے۔"

"تو چلو اچھا ہے۔" مارتھا نے کہا۔ "گلڈا کو بھی تو مرد کی ضرورت ہے۔ یہ اچھا ہی ہوگا۔ کہ اسی کی قماش کا آدمی اسے مل جائے گا۔ کیا وہ آسانی سے سیف کھول لیتا ہے؟"

"ایب قسم کھاتا ہے کہ وہ اس کام میں ماہر ہے۔"

"کوئی زیور لائے ہو؟"

ہنری نے جیب میں سے ڈبہ نکالا۔ "ایب نے بڑے حوصلے سے کام لیا ہے۔ اس کی قیمت اٹھارہ ہزار ہے۔"

ہار دیکھنے کے بعد مارتھا نے سر ہلا کر خوشنودی ظاہر کی۔ اور پھر کہا۔ "کیا ایب ہمارے لئے کسی الجھن کا باعث تو نہیں ہوگا۔"

"آدمی ٹیڑھا ہے مگر ابھی تک تو اچھا جا رہا ہے ٹھیک طور سے تو اس وقت معلوم ہوگا

جب رقم دینے کا سوال پیدا ہو گا۔"

چند لمحوں تک سوچنے کے بعد مارتھا نے ہار کا ڈبہ اٹھا کر اپنے ہینڈ بیگ میں رکھ لیا اور پھر اچانک کسی قدر مشکوک ہو کر بولی۔ "تمہیں یقین ہے کہ ہم کامیاب ہو جائیں گے۔ ہینری!"

"ہاں کامیابی یقینی ہے۔" ہنری شیلے نے ایک ٹانگ دوسری پر رکھ لی۔ اور نیچے پھیلے ہوئے ساحل کی طرف دیکھنے لگا۔

دو دن بعد وہ دونوں دھوپ چھتری کے نیچے چبوترے پر بیٹھے ہوئے تھے اور گلڈا بکنی پہنے دھوپ میں دراز تھی۔ دھوپ سے اس کی جلد چمک رہی تھی۔ مارتھا فریم میں کسے ہوئے کپڑے پر سوزن کاری میں مصروف تھی۔ کبھی کبھی وہ جھکتی اور کرسی کے بازو میں نیچے پڑے ہوئے ڈبے میں سے چاکلیٹ اٹھا کر منہ میں ڈال لیتی۔ ہنری نیویارک ٹائمز اخبار میں سٹاک ایکس چینج کا کالم دیکھ رہا تھا۔

ٹیلیفون بجنے کی آواز پر وہ سب چونک اٹھے۔ پھر ہنری اخبار رکھ کر اٹھا۔ اور تیز تیز قدموں سے رہائشی کمرے کی طرف چلا گیا۔

"ہاں۔" ہنری کی پروقار جاگیرداروں کی سی آواز چبوترے پر سنائی دی۔ "اسے بھیج دو۔" واپس آکر اس نے مارتھا سے کہا۔ "لو بھئی ہمارے منصوبے کا شوفر آ پہنچا۔"

"گلڈا۔" مارتھا بولی۔ "چادر سے جسم ڈھانپ لو۔"

"کیا مصیبت ہے!" گلڈا نے بد دلی سے کہا۔ اور اٹھ کر چادر اوڑھنے کے بعد چبوترے کی ریلنگ پر جا کر نیچے ساحل پر ٹہلتے ہوئے لوگوں کو دیکھنے لگی۔

کچھ دیر بعد جانی رائنس چبوترے پر نمودار ہوا۔ اس نے نفیس سلی ہوئی وردی پہن

... انداز میں پی کیپ دبا رکھی تھی۔ بلند قامت اور مضبوط۔ چھوٹے چھوٹے بال۔
... پیشانی، بیٹھی ہوئی ناک، سرخی مائل بڑی بڑی سبز آنکھیں اور بھنچا ہوا منہ جانی
... شیلے نے مارتھا پر خاص اثر چھوڑا۔ اس کے ہر انداز سے سختی ٹپکتی تھی۔ وہ کمرے
... کے مخصوص انداز میں اچھل اچھل کر قدم اٹھا رہا تھا۔

"ہیلو جانی۔ خوش آمدید۔" مارتھا نے کہا۔

"ہیلو۔" جانی کا چہرہ مسکراہٹ سے روشن ہو گیا۔ "اس بوڑھے جنٹلمین نے تمہارا تعارف غائبانہ کرا دیا تھا۔"

"مجھے بوڑھا مت کہو۔ ہنری شیلے نے رکھائی سے کہا۔ "تم مجھے کرنل کہہ کر بلا سکتے ہو۔"

"ضرور۔ کیوں نہیں!" جانی نے لاپرواہی سے سر کو جھٹکا دیا اور ہنس کر گلاڈا کے تندرست و توانا جسم کی طرف دیکھا۔ چادر کے باوجود گلاڈا کے جسم کے ابھار اور گولائیاں ظاہر ہو رہی تھیں۔ جانی کی آنکھوں میں دلچسپی کی لہر اٹھتی ہوئی محسوس ہوئی۔ وہ بولا۔ "کیا یہ مس گلاڈا ہے جس کے متعلق میں سن چکا ہوں!"

گلاڈا چبوترے کی ریلنگ پر سے ہولے ہولے مڑی اور سر سے پیر تک جانی کا جائزہ لیا۔ اس شخص کو دیکھ کر سنسنی کی ایک لہر سی اس کی رگوں میں دوڑ گئی۔ لیکن اس نے بظاہر بے توجہی برتی۔ چند لمحوں تک وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے پھر جانی نے اپنے جبڑے کو انگوٹھے سے تھپکاتے ہوئے مارتھا کی طرف مڑ کر کہا۔ "میرا خیال ہے میرا دل یہاں لگ جائے گا۔" وہ مسکرایا اور جیکٹ کے بٹن کھولتے ہوئے بولا۔ "اف وہ۔ کافی گرمی ہے۔ ذرا اس گاڑی پر نظر ڈال لو۔ جو میں لایا ہوں۔"

مارتھا نے گھسیٹ کر اپنے فربہ جسم کو کرسی سے اٹھایا پھر ہنری بھی اس کے ساتھ چبوترے

کے جنگلے پر آگیا گلڈا پہلے سے وہاں کھڑی تھی۔ سوٹ کے دروازے پر کیڈلک فلیٹ
وڈ بروغام گاڑی دیکھ کر مارتھا کا دم گھٹنے لگا۔ اور وہ جلدی سے بولی۔ "ہوہ! مجھے
اس کی کیا قیمت دینا ہو گی!"

"دو ہزار آٹھ سو ڈالر" جانی نے کہا۔ "بڑی سستی ملی ہے۔ جب چاہو گی چار ہزار
ڈالر میں بک سکتی ہے نقصان نہیں ہوگا۔"

مارتھا نے دوبارہ کار کی طرف دیکھا۔ واقعی یہ ایک کار تھی۔ ایسی ہی کار کی تمنا وہ
جیل میں بھی کرتی رہی تھی۔ ریڑھ کی ہڈی میں خوشی کی رقصاں لہر محسوس کرتے ہوئے وہ
بولی: "تمہیں یقین ہے کہ دوبارہ چار ہزار میں بیچ سکو گے!"

جانی نے اچٹتی ہوئی نظر سے اسے دیکھا اور خفگی سے کہا۔ "میں یونہی بڑ نہیں ہانکا کرتا"

مارتھا نے غور سے اسے دیکھتے ہوئے سوچا۔ ایپ نے صحیح آدمی چنا ہے۔ ممکن
ہے ہمارے لئے یہ کچھ سخت واقع ہو۔ مگر منصوبے کے لئے بے حد موزوں ہے۔ وہ بولی
"جانی۔ کچھ پیو گے!"

"نہیں۔ شکریہ۔" جانی نے جیکٹ اتار کر کرسی کی بیک پر ڈالتے ہوئے کہا۔ "معاملے
کی بات ہو جائے۔ اس بوڑھے..... کرنل نے مجھے خاکہ سا بتایا ہے۔ تفصیلات کیا ہیں؟"

مارتھا نے اپنا پھیلا ہوا جسم ایک قریبی کرسی میں پٹخا ہتری بھی کرسی گھسیٹ لائی۔
گلڈا نے چادر کو اشتعال انگیز انداز سے اپنے جسم کے گرد اور لپیٹا اور وہیں کھڑی رہی۔

جانی نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ "کیا مس گلڈا اس منصوبے میں نہیں ہے!"
"کیوں نہیں" مارتھا بولی۔ "گلڈا آؤ۔ یہاں بیٹھ جاؤ۔"
"تم باتیں کرو۔ میں نہانے جا رہی ہوں۔" اور جانی پر نظر ڈالے بغیر وہ جبوترے سے چلی گئی

البرنی نے ہیر کا آخری گھونٹ حلق سے اتارا اور بے صبری سے جام کو اس وقت تک میز پر کھٹکھٹاتا رہا۔ جب تک بار مین دوبارہ اس کا جام بھر نہیں گیا۔ وہ میری طرف دیکھ کر بولا۔ بولنے سے پیاس لگ جاتی ہے اور حلق خشک ہو جاتا ہے۔"

میں نے تائید کرنے کے انداز میں سر ہلا دیا۔

"ہاں تو مسٹر۔ اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ مارتھا کے ذہن میں یہ منصوبہ کیسے آیا۔" ایک بڑا سا گھونٹ بھرنے کے بعد البرنی نے دوبارہ کہنا شروع کیا۔ "تقریباً آٹھ سال پہلے تین آدمیوں پر مشتمل ہیروں کے چوروں کے ایک گروہ کی وہ لیڈر تھی۔ اس گروہ نے ایک مرتبہ ایک بھونڈی سی واردات کی۔ ایک بوڑھی امیر کبیر عورت کے پاس کافی قیمتی جواہرات تھے۔ اور وہ عورت ہر روز ایک مقررہ وقت پر میامی کیسینو جانے کی عادی تھی۔ مارتھا کا گروہ اس گلے کے جواہرات پر ہاتھ ڈال بیٹھا اور اسے لوٹنے میں کامیاب بھی ہو گیا مگر یہ کامیابی مارتھا کو بڑی مہنگی پڑی۔ دراصل بات یہ تھی کہ مارتھا کو یہ معلوم نہیں تھا۔ کہ اس بوڑھی گلے نے اپنے جواہرات کیلیفورنیا کی نیشنل فائیڈیلیٹی کارپوریشن کے پاس بیمہ کرا رکھے ہیں اور اس بیمہ کمپنی کے پاس بیمہ کرا رکھے ہیں اور اس بیمہ کمپنی کے کلیمز کے شعبے کا انچارج میڈوکس تھا جو بڑا اکایاں شخص تھا۔ اور کسی کو بیمہ کی رقم کی ادائیگی کرتے وقت یوں محسوس کرتا تھا۔ جیسے اس کا اپنا خون دیا جا رہا ہو۔

مارتھا نے گروہ کے ایک رکن کی انگلی کٹی ہوئی تھی۔ اور واردات کے وقت خوفزدہ ملازم نے یہ بات ذہن میں رکھ لی تھی۔ میڈوکس کو جب اس بات کا پتہ چلا تو اس نے وہ الماری کھولی جس میں ہیرے جواہرات چرانے والوں کی مکمل فائلیں رکھی ہوئی تھیں۔ ان فائلوں میں دنیا بھر کے چھوٹے بڑے چوروں کے متعلق تمام تفاصیل درج تھیں ایک فائل میں کٹی

ہوئی انگلی والے کا نام جو سالک لکھا ہوا تھا. میڈوکس کے اپنے جاسوسوں نے تین دن دوڑ دھوپ کے بعد جو سالک کو پکڑ لیا اور جب اس کی زبان کھلوانے کے لئے مخصوص طریقے اختیار کئے گئے تو مارتھا کے متعلق اس نے سب کچھ اگل دیا. چنانچہ مقدمہ چلا اور مارتھا آہنی سلاخوں کے پیچھے پہنچا دی گئی.

جیل میں مارتھا کو غبن کے الزام میں سزا یافتہ ایک عورت ہیٹی کے ساتھ مشترک کوٹھڑی ملی. ہیٹی بڑی باتونی عورت تھی اور کسی زمانے میں پیراڈائز سٹی کے مشہور انشورنس بروکر الان فریسی کے پاس ملازم رہ چکی تھی. ہر بیمہ کمپنی کے تمام معاملات اور امور پر الان فریسی کی معلومات حیرت خیز تھیں. ہیٹی کی گفتگو سے ہی مارتھا کو بڑی بیش قیمت معلومات مہیا ہوئیں اور اس نے جیل کے دوران ہی ایسا اچھوتا اور نادر منصوبہ بنا لیا کہ باقی زندگی عیش سے گذر سکتی." البرٹی نے قدرے توقف کے بعد پہلو بدلا. اور مجھ سے مخاطب ہوا." اب تک ساری باتیں سمجھ رہے ہو مسٹر؟"

میں نے بتایا کہ ہاں سمجھ رہا ہوں.

گروہ میں جانی کی شمولیت کے بعد مارتھا نے اپنے منصوبے کی تکمیل کے لئے اگلا قدم اٹھایا اور لینیڈ ون ایمونیو پر واقع ایک گھر والائی لوکرائے پر حاصل کر لیا. یہ ایک چھوٹی سی یک منزلہ خوبصورت اور بڑی سی نشست گاہ، چار کاروں کے لئے گیراج باورچی خانہ، ملازم کے لئے کوارٹر، ساحل سمندر پہ کھلنے والے چبوترے کے دونوں طرف دیواریں بنی ہوئی تھیں. مارتھا نے کٹ حجتی اور بحث مباحثہ کے بعد یہ رہائش گاہ اس کے مالک جیک کارسن سے تیرہ سو ڈالر ماہوار کرائے پر حاصل کر ہی لی. اور تین مہینے کے

لیے کمائے ملنے کا معاہدہ پر دستخط کر دیئے۔ یہ رہائش گاہ کافی مہنگی پڑی تھی۔ لیکن مارتھا جانتی تھی کہ اس منصوبے کی تکمیل کے لیے ایسی رہائش گاہ ناگزیر تھی۔

جانی کی آمد کے بعد یہ لوگ پلازا ہوٹل سے خوبصورت کیڈلک میں یہاں منتقل ہو گئے۔ جانی ڈرائیور کی مخصوص وردی میں ملبوس تھا۔ اس کے قریب ہی فلو بیٹھی ہوئی تھی۔ لمبے قد کی یہ حبشی ملازمہ مارتھا کے پاس گزشتہ تین سالوں سے ملازم تھی۔ جیل سے رہائی کے فوراً ہی بعد مارتھا کو یہ مل گئی تھی۔ فلو کسی زمانے میں دکانداروں کی نظر بچا کر چیزیں پار کر لیا کرتی تھی۔ مگر ایک مرتبہ پکڑی گئی۔ اور مارتھا کی رہائی سے چند دن پہلے رہا ہوئی تھی۔ فلو میں یہ خوبی تھی۔ کہ وہ نہ تو کبھی نشہ میں رہتی تھی اور نہ ہی کبھی کچھ پوچھنے کی کوشش کرتی تھی۔ دو سو ڈالر فی ہفتہ کے عوض باورچی خانے اور گھر کا سارا انتظام کیا کرتی تھی۔

کیڈلک کی پچھلی سیٹ پر مارتھا، ہنری اور گلڈا بیٹھے ہوئے تھے۔

پلازا ہوٹل میں آخری چوبیس گھنٹے کے دوران گلڈا اور جانی کے باہمی تعلقات اس کتے اور کتیا کے سے رہے تھے۔ جنہیں یہ معلوم نہ ہو کہ اگلے لمحے وہ غراتے ہوئے ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑیں گے یا ایک دوسرے سے پیار کرنا شروع کر دیں گے۔

آدمیوں کے متعلق کوئی بات گلڈا سے ڈھکی چھپی نہ تھی پندرہ سال کی عمر میں اس نے جنسی زندگی کا اولین تجربہ کامیابی سے کیا تھا۔ اور اس کے بعد آئندہ سالوں میں متعدد مردوں کو اپنے بستر کی زینت بنائی رہی تھی اب وہ پچیس سال کی تھی اور کسی توانا مرد کی مستقل ضرورت محسوس کرنے لگی تھی۔ اسے امید تھی۔ کہ مارتھا کی کامیابی کے بعد اسے اتنا حصہ ضرور ملے گا جس سے وہ ایک مرد ایک گھر اور ایک کنبے کی بنیاد رکھنے میں کامیاب ہو سکے گی۔

اپنے طویل رنگین تجربات کی روشنی میں وہ دیکھ چکی تھی۔ کہ جانی پہلی ہی نظر پڑنے کے بعد اس پر ریشہ خطمی ہو گیا ہے شریک حیات کے طور پر جانی بھی گلڈا کو بھا گیا تھا۔ لیکن وہ اس کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کی نیت سے عشق و محبت کو "ہتھیلی پہ سرسوں" کے مصداق پکانے کا فیصلہ کر چکی تھی۔ اور ہر قسم کے دباؤ کے باوجود آسانی سے مار نہ کھانے کا تہیہ کر چکی تھی۔ وہ منگنی کی انگوٹھی پہنے بغیر جانی کو اپنے بستر کے قریب بھی پھٹکنے نہ دینا چاہتی تھی۔

نئی رہائش گاہ کو سبھی نے پسند کیا۔ اور اپنے بھاری تن و توش کے باوجود مارتھا بڑے فخر سے نئی رہائش گاہ کی ہر چیز باقیوں کو دکھاتی پھری اور ساتھ ہی ساتھ بار بار یہ بھی جتاتی رہی کہ یہ رہائش گاہ تیرہ سو ڈالر ماہوار میں پڑی ہے

مارتھا نے سب سے بڑی اور بہترین خوابگاہ اپنے لئے چنی۔ ساتھ والی خواب گاہ ہنری کو دی۔ اور باقی دو خواب گاہیں جانی اور گلڈا کو نصیب ہوئیں۔ ان سب کمروں سے ساحل اور سمندر صاف دکھائی دیتا تھا۔

کمرے دیکھنے کے بعد فوراً ہی گلڈا اپنی خوابگاہ میں گئی اور پھر بکنی پہن کر سمندر کی طرف بھاگ گئی۔ چند لمحوں بعد جانی بھی خالی جانگیہ پہنے وہیں جا پہنچا۔ اس کا ابھرا ابھرا اور مضبوط جسم دیکھ کر گلڈا چند لمحوں کے لئے جاگتے سپنے دیکھنے لگی۔ اس جیسے بھرپور آدمی کی توانا محبت کتنے سرور اور انبساط کی حامل ہو گی۔ پھر اس نے مشکل سے نگاہیں پھیریں اور دوبارہ تیرنے میں مصروف ہو گئی۔ اسے اپنی تیراکی پر بہت ناز تھا۔ اور وہ اس خوش فہمی میں مبتلا تھی۔ کہ مشاق تیراکی سے وہ جانی کو مرعوب اور متاثر کر سکے گی۔ لیکن جب کافی دور تک تیرنے کے بعد اس نے جانی کو پہلو میں پایا تو اسے دکھ سا ہوا اور وہ بولی: تم

بڑے اچھے تیراک ہو۔"

"تم بھی تو کچھ بری نہیں ہو۔" جانی نے جواب دیا۔ "آؤ واپس چلیں"۔ اور وہ دونوں مقابلہ کرتے ہوئے واپس تیرنے لگے۔ جانی نے ڈھیل دے دی رکھی اور جب کنارہ میں گز دور رہ گیا۔ تو لمبے لمبے ہاتھ مار کر اس سے پہلے کنارے پر پہنچ گیا۔

جیمز ٹیرے پیر مار بھلانے یہ منظر دیکھ کر کہا۔ "کاش وہ جیت جاتی۔"

جیکب نے جواب دیا۔ "عورت سے ہار جانا مردانگی کی توہین ہے۔"

۲

الان فریسی نے زیر مطالعہ فائل نیچے رکھی اور آنکھیں اٹھا کر دروازے میں کھڑی اپنی سیکرٹری کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔ سیکرٹری نے بتایا۔ "کرنل اور مسز مشیلے ملاقات کے لئے آگئے ہیں۔"

"انہیں اندر بھیج دو۔" دبلے پتلے اور لمبے قد کے الان فریسی نے ہدایت کی۔ بیمہ کے کاروبار میں اس کی عمر گذر چکی تھی۔ اور اب پچپن سال کی عمر میں وہ توقع کر رہا تھا کہ اس کا لڑکا بہت جلد یونیورسٹی کی تعلیم سے فارغ ہو کر اس کا کچھ بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھا لے گا۔

مارتھا کا حدود اربع دیکھ کر وہ حیران رہ گیا اور اسے اپنا دفتر چھوٹا چھوٹا سا لگنے

لگا۔ مارتھا کے پیچھے بنگلے جیسے شخص کو دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ یہی کرنل شیلے ہوگا۔ اس نے اٹھ کر دونوں کا استقبال کیا اور انہیں کرسیاں پیش کیں۔ مارتھا تو بیٹھ گئی مگر کرنل کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا۔ وہ بار بار اپنی مونچھوں کو تاؤ دے رہا تھا۔ اور کچھ چڑچڑا دکھائی دے رہا تھا اسے کرنل کی طرف متوجہ پا کر مارتھا آگے کی طرف جھکی اور اپنے موٹے بے ڈول ہاتھ سے اس کا بازو تھپتھپا کر بولی۔ "مسٹر قریبی۔ میری طرف توجہ دو۔ کرنل کو یہاں لاتے ہوئے مجھے کافی زحمت ہوئی ہے کیونکہ اسے بیمہ پر کوئی اعتماد نہیں۔"

"اور ہو بھی کیوں۔" کرنل نے دفتر میں چہل قدمی کرتے ہوئے کہا: "خواہ مخواہ وقت اور رقم کا نقصان کرنا ہے۔ اگر کوئی چیز کھو جاتے تو محض اپنی ہی غلطی کی وجہ سے۔ بڑی بات تو یہ ہے۔ کہ چیزیں سنبھال کر رکھی جائیں۔"

اس قسم کے سنکی آدمیوں سے قریبی اکثر ملا رہتا تھا۔ چنانچہ اس نے کاروباری مسکراہٹ سے کرنل کو نوازنے کے بعد مارتھا کی طرف دیکھا۔

"بات یہ ہے مسٹر قریبی۔" مارتھا نے کہا۔ "میرے پیارے شوہر نے ہماری شادی کی سالگرہ پر مجھے ایک قیمتی تحفہ دیا ہے اور میں اسے انشورنس کرانا چاہتی ہوں۔"

"کیا واہیات بات ہے!" کرنل اب گھومتا پھرتا قریبی کی کرسی کے پیچھے پہنچ چکا تھا "بھئی اگر کوئی چیز تم سے کھو جائے تو یہ سمجھنا چاہیے کہ تم اس کی حقدار ہی نہ تھیں یا اس کی اہل ہی نہ تھیں۔"

"اس کی بات کا خیال نہ کرو۔" مارتھا نے مسکرا کر کہا: "میں بہرحال فیصلہ کر چکی ہوں کہ اس تحفے کا بیمہ کرا لوں۔" یہ کہہ کر اس نے بڑے نمائشی انداز میں زیور کا ڈبہ قریبی کی میز پر رکھ دیا۔ "آخر ہمارا دو ہزار ڈالر کی چیز ہے۔ چوری بھی تو ہو سکتی ہے۔"

فریسی نے ڈبہ اٹھا لیا اور ہار کا جائزہ لینے لگا۔ ادھر کرنل نے سرعت سے فریسی کے پیچھے پڑی ہوئی الماری کے تالے پر نقش اتارنے والے ٹیپ کو چسپاں کر کے تالے کا نقش حاصل کیا۔ اور پھر اسے ایک ڈبیہ میں بند کر کے جیب میں ڈالا۔ اور ٹہلتا ہوا کھڑکی کی طرف چلا گیا۔

"بے حد خوبصورت ہار ہے؟" فریسی نے تعریف کی۔ "اسے ضرور انشور کرا لینا چاہئے۔"

"میرا باقی زیور لاس اینجلز اینڈ کیلیفورنیا انشورنس کمپنی کے پاس انشور ہے۔"

"ٹھیک ہے یہ بھی اس کمپنی کے پاس انشور کرانے کا بندوبست ہو جائے گا۔ میرا خیال ہے۔ ایک سال کے لئے بیمہ ٹھیک رہے گا۔"

"ہاں مگر بیمہ کے نرخ کیا ہوں گے؟" مارتھا نے پوچھا۔

فریسی نے ایک کتاب اٹھا کر نرخ دیکھے۔ "تیس ڈالر میں ہر نوعیت کے نقصان کی ضمانت دی جا سکتی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی کرا لیتی ہوں۔" اس کے بعد مارتھا۔ کرنل سے مخاطب ہوئی۔ "پیارے تیس ڈالر دینا۔"

ہنری شیلے نے منہ بناتے ہوئے جیب میں سے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور اس میں سے دس دس ڈالر کے تین نوٹ نکال کر دیتے ہوئے کہا۔ "خواہ مخواہ رقم ضائع کر رہی ہے۔"

فریسی نے دراز میں سے رسید بک نکالتے ہوئے پوچھا۔ "مسٹر شیلے قیام کہاں ہے؟"

"لینڈن ایونیو پر واقع والابی لو میں۔"

فریسی متاثر سا دکھائی دیا۔ میرا خیال ہے یہ جگہ جیک کارسن کی ملکیت ہے؟"

"ہاں۔" مارتھا نے لاپرواہی سے کہا۔ "ہم نے تین مہینے کے لئے یہ رہائش گاہ کرائے

پڑی ہے۔

"کیا پالیسی نمبر ابھی دے دوں!"

"نہیں۔ وہیں بھجوا دینا۔ مارتھا نے ہدایت کی۔

"بہت بہتر" فریسکی نے کہا۔ اور پھر یہ دیکھ کر کہ کرنل کھڑکی کے قریب پڑی تصویری نقش اتارنے والی مشین کا جائزہ لے رہا تھا" وہ کرنل سے مخاطب ہوا "کرنل کیا آپ کو مشینوں سے بہت دلچسپی ہے!"

"نہیں۔" ہنری نے مڑ کر جواب دیا۔ "مشینوں کے معاملے میں میں ہمیشہ سے کند ذہن واقع ہوا ہوں۔ شکر ہے۔ کہ اس کاروبار سے نجات پالی تھی۔ اور اب تو بوڑھا ہو گیا ہوں۔ دماغ اور بھی کند ہو گیا ہے۔"

"اچھا اب چلیں" مارتھا نے ہار کا ڈبہ ہینڈ بیگ میں رکھتے ہوئے کہا۔

ان کے جانے کے بعد فریسکی نے فون پر لاس اینجلز اینڈ کیلیفورنیا انشورنس کمپنی فون کر کے ان کے بیانات کی تصدیق کی۔ مارتھا نے پہلے سے پیش بندی کر لی تھی۔ فریسکی کو بتایا گیا کہ کرنل شیلے ایک نیا موکل ہے جس کے ڈیڑھ لاکھ ڈالر مالیت کے زیورات لاس اینجلز اینڈ کیلیفورنیا انشورنس کمپنی کے پاس انشور کرائے گئے ہیں۔ اب یہ بات تو نہ کمپنی کو معلوم تھی اور نہ ہی فریسکی کو کہ یہ ڈیڑھ لاکھ ڈالر کے زیورات ایڈ شیلے نے مارتھا کو بطور تحفہ دیئے تھے۔

فریسکی کے دفتر کے باہر مارتھا نفیس کیڈلک میں کسی قدر دشواری سے سوار ہو گئی۔ ہنری نے روانہ ہونے کے بعد جانی نے کیڈلک کو حرکت دی اور پوچھا۔ "ہاں تو کیا نیا آئی؟"

"کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔" ہنری نے جواب دیا۔ "لیکن لازم نہیں۔ دفتر کا

دروازہ بھی آسانی سے کھل جائے گا۔ ہاں الماری کا قفل کچھ پیچیدہ ہے مگر میں تمہارے لئے اس کا نقشہ لیتا آیا ہوں۔"

"دربان کیسا ہے؟"

"ایک کاہل سا آدمی ہے۔ دفتر آٹھ بجے بند ہو جاتا ہے اور تم اندھیرا ہونے سے پہلے پہلے کام آسانی سے ختم کر سکو گے۔"

دلا پہنچ کر ایک چھوٹی سی کانفرنس منعقد ہوئی اور مارتھا نے طریقہ کار کی یوں وضاحت کی۔ "جس عورت سے میں نے معلومات حاصل کی ہیں۔ وہ فریسی کے پاس ملازم رہ چکی ہے" یہ کہتے ہوئے بکس میں سے چاکلیٹ نکال رہی تھی۔ "فریسی کے پاس بیمہ کرائے گئے جواہرات کا جو ریکارڈ ہے مجھے اس کی ضرورت ہے۔ اس عورت نے بتایا تھا۔ کہ یہ فائل الماری میں رہتی ہے۔ فائل کو ڈھونڈنا کچھ دشوار نہ ہوگا۔ اس پر یہ عنوان لکھا ہوگا۔ "بیمہ شدہ قیمتی جواہرات" اس فائل میں تمام متعلقہ معلومات موجود ہیں مثلاً یہ کہ مالکوں کے نام اور پتے جواہرات کی قیمت اور یہ بات بھی کہ آیا یہ جواہرات کس سیف میں ہیں، گھر پر یا کہیں جمع کرائے جاتے ہیں یہ معلومات حاصل کر کے ہمیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ ہاتھ مارنے کے لئے کون سے مقامات موزوں اور مناسب رہیں گے۔ اس فہرست کے بغیر کام کرنا محض وقت ضائع کرنے کے برابر ہوگا۔ دفتر میں تصویری نقل اتارنے والی مشین موجود ہے۔ تمہارا کام یہ ہوگا۔ کہ الماری کا تالا کھول کر فائل نکالو۔ تصویری نقل اتارنے والی مشین پر اس فائل کی ایک نقل اتارو۔ فائل کو دوبارہ الماری میں رکھ کر دوبارہ تالا لگا دو اور اپنی انگلیوں کے نشانات وغیرہ مٹا کر تصویری نقل لے آؤ۔

"فوٹو سٹیٹ مشین یعنی تصویری نقل اتارنے والی مشین زیادہ کس سے ہے؟" ہنری نے کہا۔

کو بتایا۔ "مشین کے ڈھکنے پہ اسے آپریٹ کرنے کا طریقہ درج ہے۔ مشین میں کافی کاغذ موجود ہیں۔ تمہیں بس یہ کرنا ہوگا۔ کہ مطلوبہ کاغذوں کو ایک ایک کر کے مشین میں رکھ کر بٹن دباتے جاؤ۔"

گلاڈ نے ہاں کہنے کے انداز میں سر ہلا دیا۔ ہنری نے جیب سے ڈبیہ نکالی اور جانی کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ "الماری کے تالے کا نقش اس میں ہے کیا یہ کچھ مدد کر سکتا ہے؟"

جانی نے ڈبیہ کھولی اور نقش دیکھنے کے بعد بولا۔ "ہاں۔ یہ ہرمن کمپنی کا بنا ہوا تالا ہے اور کافی پیچیدہ ہوتا ہے۔ مگر میرے لئے اسے کھولنا کچھ زیادہ مشکل نہ ہوگا۔ البتہ کچھ سادہ چابیاں میامی سے لانی پڑیں گی۔ اگر یہاں سے سادہ چابیاں حاصل کی گئیں۔ تو خطرے کی بات ہوگی۔"

"تو گویا تم کامیاب ہو جاؤ گے؟" مار بھا نے پوچھا۔

"ہاں۔ ہمیں ایک اور کار کی بھی ضرورت ہے۔ کیڈلک نمائش کے لئے موزوں ہے لیکن دوسرے کاموں کے لئے ہرٹز کی اپل مناسب رہے گی۔"

"تو پھر انتظام کر لو۔"

"اچھا۔" جانی اٹھا اور کمرہ نشست میں جا کر اپل کار کے لئے فون کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آ کر اس نے کہا۔ "انتظام ہو گیا ہے۔ کار ان کے دفتر سے لانی پڑے گی میں ابھی جا رہا ہوں۔ آٹھ بجے تک لوٹ آؤں گا۔"

"میامی جا رہے ہو۔ تو ایک کار بھی لیتے جاؤ۔" وہ خواہ مخواہ پریشان ہو رہا ہے۔ مار بھا! اسے جانے دو۔"

مار بھا نے جھجکتے ہوئے۔ ہار کا ڈبہ جانی کے حوالے کیا اور کہا۔ "خیال رکھنا ہیں

گنوانہ دینا۔"

جانی کی تیوریاں چڑھ گئیں۔ "تمہارا خیال ہے میں یہ لے کر بھاگ جاؤں گا۔"

"میں نے کہا ہے۔ گنوانہ دینا۔" مادھتا نے جلدی سے کہا۔

جب وہ چلا گیا تو ہنری نے سگار سلگا کر ٹانگیں پھیلاتے ہوئے کہا۔ "ایبے نے بڑے

کام کا آدمی چنا ہے۔ یہ تو پیشہ ور ہے۔"

جانی آٹھ بجے لوٹ آیا۔ مارا ایبے کے حوالے کر کے وہ اس سے ہنری کی رسید لیتا

آیا تھا۔ ایبے کے ایک دوست کی معرفت وہ سادہ چابیاں اور دوسرے ضروری اوزار بھی

لے آیا۔ چونکہ آج سادہ چابیوں کو ٹھیک کرنا تھا اس لئے فربی کے دفتر پر دھاوا کل

کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔

فلو نے شام کے کھانے میں جھینگا مچھلی کے تیلے دیئے کھانے کے بعد وہ چبوترے پر جا

بیٹھے۔ گلڈا ٹیلیویژن کی شیدائی تھی۔ وہ ٹیلیویژن کا بٹن دبا کر بیٹھ گئی۔ ہنری نے سائنڈ پنسل

لے کر شاک ایکس چینج کا حساب کتاب جوڑنا شروع کر دیا۔ کھانے کے بعد مادھتا نے آئس کریم

کا ایک بڑا سا کپ چڑھا لیا۔ اور سوزن کاری میں مصروف ہو گئی۔ جانی ان سے کچھ ہٹ کر بیٹھا

ہوا ساحل، کشتیوں اور سڑک پر کاروں کی روشنی کی دوڑ رہی قطاروں کا منظر دیکھنے لگا۔

ساڑھے گیارہ بجے مادھتا نے اٹھ کر بستر پر جانے کا اعلان کیا۔ مگر کسی نے بھی جواب نہ

دیا۔ ٹیلیویژن ڈوبی ہوئی گلڈا کے پاس سے منہ بنا کر گذرتی ہوئی مادھتا سیدھی باورچی خانے

میں پہنچی۔ جسم تو تھا فلو نے احمد کے لئے فرج میں خشک اور سرد خوراک رکھ چھوڑی تھی۔ بلی

ہوا ئی بیٹی چپکی اور بجتے ہوئے بچوں سے میں سے ایک آدھ کو چننے میں مادھتا نے چند لمحے

ضائع کئے بغیر چہرنے کو کاغذی پلیٹ میں رکھ کر وہ اپنی خوابگاہ میں چلی گئی۔

بیس منٹ بعد ہنری نے بھی کاغذ و اخبار تہہ کیا اور اٹھتے ہوئے سب سے مخاطب ہوا "گڈ نائٹ" وہ اپنی خوابگاہ کی طرف چلا گیا۔ اس کی خوابگاہ کا دروازہ بند ہونے کی آواز سن کر گلڈا کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں جانی ابھی تک جنگلے پر پاؤں لٹکائے چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی نگاہیں سامنے منظر پر مرکوز تھیں۔ سیٹ بند کر کے گلڈا اٹھی اور ٹہلتے ٹہلتے جانی کے قریب چلی گئی۔ اس نے سفید پتلون اور سرخ فراک پہن رکھا تھا۔ چھوٹی چھوٹی زلفیں کھلی تھیں۔ اور اس کے شانوں پر اڑ رہی تھیں اپنے حسن کے احساس سے وہ آگاہ تھی۔ اور اس میں بلا کی خود اعتمادی پیدا ہو رہی تھی۔ جنگلے پر ہاتھ رکھ کر وہ چند لمحوں تک جانی کی طرف سے خطاب کا انتظار کرتی رہی مگر جیسے بے حس و حرکت بیٹھے پایا تو خود ہی بولی۔ "رقم ملنے کے بعد تمہارا کیا ارادہ ہے؟"

"ابھی تو رقم ہی نہیں ملی؟"

"جب مل گئی تو اس کا کیا کرو گے؟"

اس نے سر اٹھا کر پوچھا۔ "تمہیں اس بات سے کیا غرض؟"

"بس مجھے یونہی دلچسپی ہے۔"

"تو پھر بتائے دیتا ہوں۔" اس نے جیب سے سگرٹ کی ڈبیا نکالی "سگرٹ پیو گی؟"

"نہیں۔ شکریہ۔"

"میں ایک گیراج خریدنا چاہتا ہوں" جانی نے ایک لمبا کش لگا کر دھواں تاروں بھرے آسمان کی طرف اچھالتے ہوئے کہا۔ "تیز رفتار کاروں کا لین دین کرنے والا ایک گیراج میری نظر میں ہے۔ اس کا مالک کچھ زیادہ نہیں کما رہا کیونکہ وہ اس کاروبار کو سمجھتا

بھی نہیں۔ اگر یہ گیراج میں نے حاصل کر لیا۔ تو شاندار کاروبار کر سکوں گا۔"

یہ مرد ذات ہمیشہ ہی کمائی کے منصوبے باندھتی رہتی ہے۔ گلڈا نے حاسدانہ انداز میں سوچا اور حیرت و دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے پوچھا۔ "یہ گیراج کہاں واقع ہے؟"

"بحر الکاہل کے ساحل پر کار مل میں۔" جانی نے مستقبل کے خوابوں میں ڈوبے ہوئے انداز میں کہا۔

اس کا یہ انداز محسوس کر کے گلڈا نے جل کر کہا۔ "بہر حال زیادہ امید نہ باندھنا۔ ہو سکتا ہے رقم نہ ہی ملے۔"

"کوشش تو بہر حال کروں گا۔"

کچھ دیر خاموشی رہی۔ جانی کو دوبارہ ساحلی نظر میں ڈوبا پا کر گلڈا نے کہا۔ "تمہیں اس بات سے تو کوئی دلچسپی نہ ہوگی کہ میں اپنی بچت سے کیا کروں گی۔"

جانی نے سگریٹ کی راکھ جھاڑی۔ "تم اسے خرچ کر دو گی۔ عورتیں عموماً یہی کیا کرتی ہیں۔"

"ہاں واقعی۔" گلڈا نے اپنے آپ سے جدوجہد کرتے ہوئے کہا۔ اس کا دل بے اختیار چاہ رہا تھا کہ جانی کی آغوش میں جا بیٹھے۔

اس کی آواز میں خفیف سی لرزش جانی سے چھپی نہ رہ سکی۔ اس نے سر اٹھا کر سر سے پاؤں تک گلڈا کا جائزہ لیا۔ اس گہری نظر سے گلڈا کو اپنے سر پستان سخت ہوتے ہوئے محسوس ہوئے۔ اس نے جلدی سے نظر بچا کر دوسری طرف دیکھا۔

اچانک جانی نے سوال کیا۔ "کیا ابھی ہمبستر ہونے کا ارادہ ہے؟"

گلڈا کا جی چاہا۔ چیخ کر کہے۔ "ہاں۔ وہاں بدھو بنے بیٹھے کیا دیکھ رہے ہو! آؤ مجھے اپنی مضبوط بازوؤں میں سمیٹ کر میری دھجیاں اڑا دو۔ ریزہ ریزہ ہو کر بکھر نے

کے لئے ہی تو میں ہوں۔"

لیکن اس نے غصے سے کانپتی ہوئی بلند آواز میں کہا۔ "کیا ملاقات پر ہر لڑکی سے تم یہی سوال کیا کرتے ہو؟"

وہ مسکرا دیا۔ اس کی نگاہیں گلنڈا کے جسم پر پھیل رہی تھیں۔ "اس طرح وقت کی بچت ہو جاتی ہے۔ ہے نا! اچھا بتاؤ کیا ارادہ ہے ...... کیا ابھی؟ ..
"نہیں۔" وہ چیخ کر بولی اور غصے سے پیر پٹختی ہوئی چلدی دو قدم چلی کہ اس نے جانی کی بڑبڑاہٹ سنی۔ ہلکی سی امید کے تحت اس نے مڑ کر دیکھا اور پوچھا۔ کیا کہا تم نے؟"

جانی نے ایک قہقہہ لگایا اور کہا۔ "جانے بھی دو یہ نخرے!
"اوہ۔ مجھے تم سے نفرت ہے۔" گلنڈا نے دانت پیس کر کہا۔
"وہی گھسے پٹے جملے۔ ٹی وی زیادہ نہ دیکھا کرو۔"
گلنڈا دوڑ کر اپنی خوابگاہ میں پہنچی اور زور سے دروازہ بند کر لیا۔

اگلی رات ساڑھے دس بجے کے بعد مارتھا اور ہنری کے دل انجانے خوف سے دھڑکنے لگے۔ وہ چبوترے پر بیٹھے انتظار کر رہے تھے۔ ہنری سگار کے تیز تیز کش لگا رہا تھا۔ اور مارتھا ایک ترکی مرغ کی پسلیاں بھنبھوڑتے ہوئے بار بار گھڑی دیکھ رہی تھی۔

"بار بار گھڑی مت دیکھو۔" خود بھی اپنی گھڑی دیکھنے کے بعد ہنری نے کہا۔ "میں خود پریشان ہو رہا ہوں۔ ویسے انہیں گئے ابھی اڑھائی گھنٹے ہی ہوئے ہیں۔"

"کہیں وہ پھنس نہ گئے ہوں۔" مارتھا نے جھک کر مرغ کی ٹانگ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "جانتی میں ڈرتی ہوں وہ سب کچھ اگل دے گا۔"
ہنری نے مایوسی سے سگار دیکھنے کے بعد اسے ایش ٹرے میں کچلتے ہوئے کہا۔
"خواہ مخواہ پریشان ہونے سے فائدہ۔ ممکن ہے تالا کھولنے میں دشواری ہوئی ہو۔"
"لیکن ایب کے بیان کے مطابق تو کوئی تالا اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔"
"ہاں" ہنری بولا۔ "مگر ایب سے متعلق بھی وثوق سے کیا کہا جاسکتا ہے شاید اس نے جھوٹ ہی کہا ہو۔"
"کچھ بھی ہو۔ میں دوبارہ جیل کا منہ نہیں دیکھنا چاہتی خدا بچائے۔ اگر گڑبڑ ہوگئی تو جیل جانے کی بجائے میں گولی کھا کر سو رہوں گی۔"
"ایسی باتیں سوچنے کی ضرورت نہیں۔" ہنری نے کہا اور اسے ان پندرہ سالوں کا خیال آگیا جو اس نے سال کوٹھڑیوں میں گذارے تھے۔ اب وہ بھی یہ تلخ تجربات دہرانا نہیں چاہتا تھا۔ ایک گولی۔ برا خیال نہیں۔ اس نے سوچا۔ وہ اڑسٹھ سال کا ہو چکا تھا۔ اور اپنی موت کے متعلق سوچ کر کبھی کبھی خوش ہوا کرتا تھا۔ اگر مارتھا نہ مل گئی ہوتی۔ تو جانے اس کا کیا انجام ہوتا۔ مارتھا کے منصوبے کو وہ بھی زندگی کا آخری داؤ خیال کرتا تھا۔ اگر پانسہ سیدھا پڑ گیا تو اس کا ارادہ تھا۔ کہ فرانس کے شہر نائیس میں سکون سے بیٹھ کر اپنی بچی ہوئی باقی عمر گذار دے گا۔ لیکن اگر ..... کوئی الجھن پڑ گئی۔ تو دس سال سے کیا کم سزا ملے گی۔ پہلے ہی ریکارڈ کونسا اچھا ہے۔ اس سے تو بہتر ہے کہ گولی کھا کر ہمیشہ کے لئے .....
"میں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔" مارتھا نے کہا۔ "وہ مجھے زندہ گرفتار نہ کر سکیں گے"
"سب ٹھیک ہو جائے گا مارتھا۔ تم خواہ مخواہ ہلکان ہو رہی ہو۔" اس نے رک کر

نے سیدکیس میں سے ایک اور سگار نکالا اور پھر کہا۔ " ویسے تمہارے پاس کیا کوئی گولی وغیرہ ہے؟ "

" ہاں۔ "

ہنری نے ایک ٹانگ دوسری پر رکھی اور ہچکچاتے ہوئے کہا۔ " تو پھر ایک میرے لئے بھی رکھ لینا — ویسے ہمیں ان کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ لیکن احتیاطاً یہ پاس ہونی چاہیئں۔ "

گلڈا اور جانی آواز کئے بغیر چبوترے پر آ گئے۔ مارتھا اور ہنری نے پرامید نگاہوں سے ان کی طرف دیکھا۔ کمرے میں سماتے ہوئے گلڈا نے سر جھٹک کر اپنی تراشیدہ زلفوں کو کندھوں پر پھیلایا۔ جانی مارتھا کے قریب آ بیٹھا اور چار بڑے کاغذ ان کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے بولا۔ " یہ لو۔ یہ رہے۔ کافی مشکل کام تھا۔ "

مارتھا نے ادھ۔ کھائی مرغ کی ٹانگ پیپر پلیٹ پر رکھ کر تنی ہوئی نگاہوں سے جانی کی طرف دیکھا۔ " کیا کوئی الجھن پیش آئی؟ "

" دربان کے ہاتھوں پکڑے جانے سے بال بال بچے۔ وہ اتنا بدھو نہیں تھا۔ بہرحال سب کام ٹھیک ٹھاک ہو گیا۔ " جانی نے کہا۔

" جانی نے بڑی پھرتی سے تالے کھولے اور دوبارہ بند کئے۔ البتہ الماری کا تالا کھولنے میں اسی منٹ لگے اور اسے دوبارہ بند کرنے میں تیس منٹ صرف ہوئے۔ " گلڈا نے جانی کے کام کو سراہا۔

" اچھا اب میں ذرا نہالوں۔ " جانی یہ کہہ کر اٹھ گیا۔

" میں نے پہلے ہی کہا تھا۔ کہ یہ اپنے کام میں ماہر ہے۔ " ہنری بولا۔

ماہر" گلڈا بولی: "یہ تو جادو گری تھی۔ جس تیزی سے اس نے دروازے کو ... اور پھر جس طرح وہ گھٹنوں کے بل سارا وقت جھکا الماری کے تالے پر جھکا رہا۔ وہ اس تالے سے یوں سرگوشیاں کر رہا تھا۔ جیسے اپنی محبوبہ سے اظہار محبت کر رہا ہو۔ پھر تالے نے یوں ہتھیار ڈال دیئے جیسے عورت اپنے آپ کو مرد کے سپرد کر دیتی ہے۔ جانی کے منہ سے خوشی کی ایسی سسکاری نکلی جیسے ..... جیسے ..... " اس نے اپنا فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔ اور شرم سے تمتمائے ہوئے چہرے کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی اور جنگلے کے قریب جا کر سمندر میں جانی کو نہاتے ہوئے دیکھنے لگی۔

مارتھا نے انگلیاں صاف کیں اور فوٹو سٹیٹ کا پیپر اٹھا کر دیکھنے لگی۔

فریبی کے دفتر کے تالے توڑنے کے ہیجان، دربان کے ہاتھوں بال بال بچ جانے کے سنسنی خیز لمحات، الماری کے تالے کے ساتھ جانی کی جدوجہد کی جانگسل گھڑیوں سے گزرنے کے بعد گلڈا بری طرح تھک چکی تھی۔ ہنری اور مارتھا کو جیبوتی سے پر ہی چھوڑ کر وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔ ٹھنڈے پانی سے غسل خانے میں غسل کیا اور پھر لباس پہنے بغیر بستر پر آ لیٹی۔ چاند کی ٹھنڈی کرنیں کھڑکی کی راہ سے خوابگاہ میں چلی آ رہی تھیں۔ اضطراب و ہیجان کے مرحلوں سے گزرنے کے بعد وہ سوچ رہی تھی۔ کاش ایسے میں جانی آ جائے تو میں بھی پہلو نہ بچاؤں۔ جانی کے لئے اس کا جسم شدت طلب سے ہولے ہولے کپکپایا مگر جانی نہ آیا۔

ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے صبح ناشتے کی ٹرالی کو دھکیلتی ہوئی مارتھا کے کمرے میں گئی تو ... بستر میں بیٹھی پنسل سے کاغذ پر کچھ لکھ رہی تھی۔ ٹرالی کو دیکھ کر اس نے [illegible] ... سر کو ہلا دیا۔ اور بستر سے اترتے ہوئے بولی: "[illegible]

کہہ دو۔ میں کافی نیچے چبوترے پر ہوں گی وہاں پہنچ جائے۔"

لیکن آدھ گھنٹہ میں وہ چار میٹھی ٹکیاں کریم اور ٹماٹر لگے ہوئے بھیڑ کے چار گردے پانچ سلائس توسٹ اور جام پیٹ میں اتار کر فارغ ہوئی ہی تھی۔ کہ دروازے پر دستک ہوئی اور پھر کرنل ہنری انگلیوں میں سگار دبائے اندر آگیا۔

رسمی بات چیت کے بعد مارتھا نے بتایا۔" میں نے ایک لسٹ تیار کر لی ہے ذرا اس پر نظر ڈال لو۔" اس نے ہنری کو وہ کاغذ دیا۔ جس پر وہ لکھتی رہی تھی۔

ہنری اپنی مونچھوں کو مروڑتے ہوئے لسٹ دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔ میں نے بھی ایک لسٹ بنائی ہے جو تمہاری لسٹ سے ملتی جلتی ہے۔ البتہ تم اسمالڑی کے ہیروں کے ہار کو چھوڑ گئی ہو۔"

مارتھا نے منہ بنا کر نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔" میں اتنی احمق نہیں ہوں۔ کہ اس ہار پر نظر میلی کروں۔

ہنری نے گھور کر اسے دیکھا۔" مگر اس ہار میں کیا خرابی ہے؛ ساڑھے تین لاکھ ڈالر کا ہار ہے۔ ایب تو اسے دیکھ کر خوشی سے پاگل ہو جائے گا۔"

" ایب خوشی سے نہیں بلکہ غم سے پاگل ہو جائے گا۔ جب اسے معلوم ہو گا۔ کہ یہ ہار نیشنل فائیڈیلیٹی کے پاس بیمہ کرایا گیا ہے تو وہ سر پیٹ لے گا۔ جانتے ہو نیشنل فائیڈیلیٹی کا کیا مطلب ہے! اس کا مطلب ہے میڈوکس۔ اسی سور کے بچے نے پانچ سال کے لئے مجھے جیل بھجوایا تھا۔ انشورنس کے کاروبار میں اس سے بڑھ کر اور کوئی تخم حرام نہیں ہے میں دوبارہ اس سے الجھنا نہیں چاہتی۔"

ہنری نے سر ہلا کر کہا:" یہ بات مجھے معلوم نہ تھی۔"

"بہر حال یہ اچھا ہی ہے کہ اب معلوم ہو گئی ہے۔ جانی کہاں ہے؟"

"چبوترے پر۔"

"اسے یہیں بلا لو۔"

ہنری اٹھا اور ادھر مارتھا نے ٹرال میں بچھے ہوئے ایک سلائس کو مکھن لگایا اور ہڑپ کر گئی۔ جانی کے آنے پر اس نے [illegible] نیپکن سے منہ صاف کیا۔ اور بولی۔

"آؤ بیٹھو۔ ہم نے ایک لسٹ بنائی ہے۔ جس میں ان تمام لوگوں کے نام ہیں۔ جو اپنے گھروں میں نصب رلین سیفوں میں ہیرے جواہرات کے انبار دبائے بیٹھے ہیں۔ اس لسٹ کے مطابق ان جواہرات کی مالیت اٹھارہ لاکھ ڈالر بنتی ہے۔ ایب نے تمہیں بتایا ہوگا کہ وہ ہمیں ایک تہائی رقم دے گا۔ اس طرح ہمارے حصہ میں چھ لاکھ ڈالر آئیں گے۔ میں نے طے کیا ہے کہ اس میں سے تمہاری پتی ایک لاکھ پچیس ہزار ڈالر ہوگی۔ کیا خیال ہے؟"

چہرے پر کوئی تاثر لائے بغیر جانی غور سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔ "ٹھیک ہے مجھے منظور ہے۔"

مارتھا نے دل ہی دل میں اور کم پتی نہ تجویز کرنے پر متاسف ہوتے ہوئے کہا "ہم نے ان لوگوں کی فہرست بنائی ہے۔ جن کے پاس رلین کے سیف ہیں۔ تم رلین کے پاس کام کر چکے ہو نا؟"

جانی نے سگرٹ سلگایا۔ "ہاں۔ اور میں یہ بتا دوں۔ کہ رلین کے سیف سپیشل قسم کے ہوتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ دنیا کا ماہر سے ماہر چور بھی انہیں نہیں کھول سکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ سیفوں کی حفاظت کا خاص انتظام ہوتا ہے اور جو کوئی بھی انہیں کھولنے کی کوشش کرے۔ سیدھا جیل پہنچ جاتا ہے"

مارتھا کا بگڑا ہوا چہرہ دھندلا گیا۔ اس کی آنکھوں میں غصے کی چنگاریاں سی اڑیں، وہ بولی۔ "کیا مجھے یہ بتانا ہے کہ تم ان سیفوں کو نہیں کھول سکتے۔"

"پھولنے اور چیخنے کی ضرورت نہیں" جانی نے سکون سے کہا۔ "نیز کم کھایا کرو۔ ورنہ سال ختم ہونے سے پہلے ہی چلتی بنو گی۔"

"اوہ خدا۔" غصے سے مارتھا چیخ اٹھی۔ "تم کل کے لونڈے ہو اور مجھ پر چوٹیں کس رہے ہو۔"

"خاموش رہو۔" جانی نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ "اپنا پلپلا منہ بند رکھو اور میری بات غور سے سنو۔"

"تم مجھے چپ ہونے کا کہہ رہے ہو... تم....." غصے کے مارے مارتھا کو کوئی بدترین بات سوجھ رہی تھی۔

جانی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ "نہیں۔ جی بھر کر چیخو چلاؤ۔ میری غلطی تھی جو میں یہاں چلا آیا۔ تم جیسے لوگوں کے ساتھ میں کام نہیں کر سکتا۔ کسی اور کو ڈھونڈ لو۔ کوئی ایسا شخص جو ریس کا سیف کھول سکے۔" اور وہ باہر کی طرف قدم اٹھانے لگا۔

مارتھا جلتے ہوئے دل و دماغ کے ساتھ اسے دیکھتی رہی جب وہ دروازے پر پہنچا تو وہ چیخی۔ "واپس آ جاؤ جانی۔ میں معذرت کرتی ہوں۔"

کسی قدر تامل کے بعد جانی مڑا۔ اور واپس آ کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ "چلو ٹھیک ہے۔ ہم دونوں ہی کچھ گرم مزاج ہیں اب میں تمہیں ریس سیفوں کے متعلق مزید بتاتا ہوں جب کوئی شخص اپنی قیمتی چیزوں کی حفاظت کے لیے ریس کمپنی کے پاس جاتا ہے تو یہ کمپنی بڑے اعتماد سے انہیں ایسا سیف فراہم کر دیتی ہے۔ جو دھوکے کی ٹٹی سے کم نہیں ہوتا اس سیف کو نہ تو آگ پگھلا سکتی ہے اور نہ ہی کوئی چور لوٹ سکتا ہے اس سیف کو کنٹرول

کرنے کے لئے دو بٹن ہوتے ہیں دونوں بٹن الگ الگ کمرے کے اندر یا باہر گاہک کی مرضی کے مطابق نصب کر دیئے جاتے ہیں یہ بٹن خفیہ تاروں کے ذریعے سیف سے منسلک ہوتے ہیں اور ان کے متعلق صرف گاہک رلین اور وہ شخص جو انہیں نصب کرتا ہے۔ یہ تین ہستیاں جانتی ہیں کہ وہ کہاں نصب کیئے گئے ہیں۔ جو شخص انہیں نصب کرتا ہے وہ کئی سالوں سے رلین کے پاس ملازم ہے اور اسے اتنی اچھی اور معقول تنخواہ ملتی ہے کہ وہ کسی لالچ کا شکار نہیں ہو سکتا۔ کنٹرول کرنے والے بٹن ایک پن کے سرے جتنے چھوٹے ہوتے ہیں اور انہیں پوشیدہ طور پر کہیں بھی لگایا جا سکتا ہے رلین کا ہر سیف خفیہ شعاعوں کے ذریعے مقامی تھانے کی گھنٹی سے ملا ہوتا ہے۔ اور سیف کھولنے کے لئے دونوں بٹن دبانے ضروری ہوتے ہیں پہلا بٹن دباتے ہی تھانے کے الارم سے سیف کا رابطہ کٹ جاتا ہے۔ اور دوسرا بٹن دبانے ہی سیف خود بخود کھل جاتا ہے۔ سیف بند کرنے کے لئے بھی ترتیب وار دونوں بٹنوں کو دبانا پڑتا ہے۔"

مارتھا اور رہنری دم بخود ہو کر یہ حال سن رہے تھے۔ جانی نے سگرٹ سلگا کر کہا۔ اگر کسی کو ان بٹنوں کا حال معلوم نہ ہو۔ اور وہ سیف کھولنے کی کوشش کرے تو سیف کے اندر لگے ہوئے برقی نظام سے خفیہ شعاعیں فوراً تھانے کو باخبر کر دیتی ہیں۔ اور سپاہی اس کے ہوشیار ہونے سے پہلے ہی تھانے کے سپاہی اس کی گردن دابنے پہنچ جاتے ہیں۔ سیدھی سادھی بات یہ ہے کہ ہیرے جواہرات اور دیگر قیمتی اشیاء کی حفاظت کے لئے تیار دنیا میں رلین سیفوں سے بہتر اور محفوظ سیف ایجاد نہیں ہوئے۔"

مارتھا نڈھال ہو کر کرسی کی پشت سے جا لگی۔ بھاری ناشتہ ایلس کے پیٹ میں گڑ گڑانے لگا تھا۔ وہ مایوسی سے بولی۔ "تو گویا اب تک کے سارے کئے دھرے پر پانی پھر گیا

ہنری پاؤں پسارے خاموشی سے سوچ رہا تھا جانی نے سر ہلا کر کہا: "نہیں۔ یہ بات نہیں۔ اس کے برعکس رلین کے سیف کھولنا انتہائی آسان بات ہے۔ شرط یہ ہے کہ صرف یہ معلوم ہونا چاہیے۔ کہ سیف کو کنٹرول کرنے والے بٹن کہاں کہاں لگے ہوتے ہیں۔ بٹنوں کا علم ہو تو تین منٹ کے اندر سیف خالی کرکے وارے نیارے ہو سکتے ہیں۔

مارتھا ایک جھٹکے سے تن کر بیٹھ گئی۔ "کہتے جاؤ۔"

"وہ لوگ جو رلین کے سیف حاصل کرتے ہیں۔ امیر، کاہل اور کسی قدر احمق ہوتے ہیں۔ ان کی آسانی کے لئے رلین کمپنی کی ہر مقامی شاخ کے پاس ایک ایسی فائل ہوتی ہے جس میں مقامی سیفوں کو کنٹرول کرنے والے بٹنوں کی واضح تصاویر موجود ہوتی ہیں۔ ان تصویروں کو دیکھ کر آسانی سے اس جگہ کا پتہ لگایا جا سکتا ہے جہاں یہ بٹن نصب ہوں ایسی فائلیں مرتب کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ ایک مرتبہ ایک امیر عورت یہ بھول گئی کہ بٹن کہاں لگے ہوتے ہیں اس نے رلین کمپنی سے اپنی الجھن بیان کی۔ مگر ایک مدت کے بعد رلین کا نمائندہ بھی یہ مقامات بھول چکا تھا۔ جہاں اس نے بٹن لگائے تھے۔ بس پھر کیا تھا۔ ایک ٹنٹا کھڑا ہو گیا۔ عورت کو دو دن تک اپنے امیر دوستوں کے سامنے نمائش کے لئے زیورات درکار تھے مگر سیف وقت پر نہ کھل سکا۔ عورت نے عدالت میں رلین کمپنی پر ہرجانے کا دعویٰ کر دیا اور مقدمہ جیت گئی یہ واقعہ میری ملازمت کے دوران پیش آیا تھا۔ بس پھر اس کے بعد یہ فائل مرتب کی جانے لگی۔ اب ہمارا اگلا کام یہ ہے کہ سیفوں کو کنٹرول کرنے والے بٹنوں کی تصاویر حاصل کریں اور پھر عیش ہی عیش ہے ....

اسی سہ پہر مارتھا اور ہنری پیراڈائز سٹی میں رلین سیف کمپنی کے برانچ مینیجر ڈیوڈ ہیکٹ

کے دفتر میں جا دھمکے۔ وہاں مارتھا نے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا۔ کہ وہ یہاں ایک مکان تعمیر کرانے اور اس میں رلین کا سیف لگوانے کی خواہشمند ہے ڈیوڈ ہیکٹ خوشی خوشی رلین سیفوں کا طریقہ کار اور اپنی کمپنی کی ڈینگیں مارنے لگا۔ اس دوران نمائشی شوہر کرنل ہنری شیلے کے روپ میں دفتر میں چہل قدمی کرتا رہا۔ اور تالوں، الماریوں اور کسی خفیہ الارم کی ٹوہ لگاتا رہا۔ اس نے یہ دیکھ کر مسرت محسوس کی کہ یہاں بھی تصویری نقل اتارنے والی ایک مشین موجود ہے۔

آخر جب مارتھا کو اطمینان ہو گیا۔ کہ ہنری جائزہ لینے کا کام ختم کر چکا ہے تو اس نے ڈیوڈ ہیکٹ سے جلد ہی دوبارہ رابطہ قائم کرنے کا وعدہ کیا۔ اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

رہائش گاہ پر پہنچ کر دلگیر لہجے میں ہنری نے جانی سے کہا۔ "یہاں مشکل پیش آئے گی۔ کیونکہ الارم بھی لگے ہوئے ہیں۔ اور چاروں الماریوں کے تالوں پر دھات کے غلاف بھی چڑھے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں کسی تالے کا نقش لانے میں ناکام رہا!"

جانی ہنس دیا۔ "بس یہی معلوم کر سکے ہو۔ اب میں تمہیں بتاتا ہوں۔ کہ وہاں اور کیا کچھ ہے۔ دفتری اوقات کے بعد ہر دروازے، ہر الماری اور ہر سیف سے دکھائی نہ دینے والی شعاعوں کا مقامی پولیس سٹیشن سے رابطہ رہتا ہے۔ وہاں کام کرنے کی بنا پر میں رلین کمپنی کی تمام چالوں سے واقف ہوں۔ اب میں تمہیں ایک اور بات بتاتا ہوں۔ رلین کمپنی والے بجلی کمپنی پر ذرا اعتماد نہیں کرتے اس لئے کمپنی کی طرف سے ہر مقامی شاخ کو ایک جنریٹر ملا ہوا ہے۔ جس کی بجلی دفتر میں استعمال ہوتی ہے۔ ہمارا کام بس یہ ہوگا کہ ہم اس جنریٹر کو کچھ دیر کے لئے بیکار کر دیں۔"

"کیا یہ ممکن ہے جانی؟" مارتھا نے چہک کر پوچھا۔

"میں ریلوے کمپنی کی ایک ایک رگ پہچانتا ہوں۔"

خوشی کے مارے مارتھا نے چاکلیٹ کیک کا ایک بڑا ٹکڑا کاٹا اور تیزی سے چبانے لگی۔ اور بولی: "ہنری لنے تو مجھے بھی ڈرا دیا تھا۔"

"تمہیں اب بھی ڈرتے رہنا چاہیے۔" جانی نے کہا۔

بھرے ہوئے منہ کے ساتھ مارتھا نے گھور کر اسے دیکھا۔ پھر جلدی سے نوالے کو نگل کر وہ بولی۔ "کیا مطلب؟"

چند لمحوں تک خاموشی چھائی رہی۔ ہنری فکرمندانہ انداز سے جانی کی طرف دیکھتا رہا مگر ڈاہبی سر اٹھا کر اسے دیکھ رہی تھی۔ جانی نے ادھ نہ آہستہ حرکات میں سگرٹ سلگایا اور پھر بولا۔ "بات یہ ہے کہ میرے بغیر تم تینوں کچھ نہیں کر سکتے۔ اگر تمہارا یہ خیال ہو کہ میرے بغیر تم کوئی کامیابی حاصل کر سکتے ہو تو میں الگ ہو جاتا ہوں۔ پھر دیکھتا ہوں کہ تمہارا کیا انجام ہوتا ہے۔"

"بات پوری کرو۔" مارتھا نے تیزی سے مطالبہ کیا۔

"تم نے میرا حصہ ایک لاکھ پچیس ہزار ڈالر مقرر کیا ہے۔" جانی نے نتھنوں سے دھواں خارج کرتے ہوئے کہا۔ "پوری لوٹ میں ہم سب کا حصہ چھ لاکھ ہے۔ میں نہ ہوں تو چھ لاکھ کو ہاتھ لگانا تو درکنار، تم اسے سونگھ بھی نہیں سکتے اس لیے۔۔۔" اس نے رک کر پہلے مارتھا اور پھر ہنری کی طرف دیکھا۔ "۔۔۔ میں اس میں سے دو لاکھ لوں گا۔ باقی جیسے چاہے تقسیم کر لینا۔"

"میری بات سنو۔ تم پہلے درجے کے بدمعاش اور نمبر دو۔۔۔"

وہ جانے اور کیا کہنے کو تھی کہ ہنری نے جلدی سے مداخلت کی۔ "مارتھا خاموش رہو۔

جاؤ۔ اس سے میں بات کرتا ہوں۔"

مارتھا نے آتش بار نگاہوں سے ہنری کی طرف دیکھا اور کہنے لگی۔ "اگر یہ الو کا پٹھا یہ سمجھتا ہے کہ میں۔۔۔۔"

ہنری نے پھر اسے ہاتھ کے اشارے سے روک کر جلدی سے کہا۔ "جانی ٹھیک کہہ رہا ہے مارتھا۔ اس کی مدد کے بغیر ہم کچھ نہیں کر سکتے۔" پھر وہ جانی کی طرف مڑا۔ "جانی! میرا خیال ہے کہ تم کچھ زیادہ ہی طلب کر رہے ہو۔ یہ سارا منصوبہ مارتھا کا ہے۔ اور وہی اس کے اخراجات اٹھا رہی ہے۔ فرض کیا تمہیں ڈیڑھ لاکھ مل جائیں تو۔۔۔۔"

جانی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ "میں تیراکی کے لئے جا رہا ہوں۔ اتنے میں تم لوگ آپس میں فیصلہ کر لو۔ میں لوں گا۔ تو دو لاکھ ہی لوں گا۔ وہ جھپٹ کر کمرے سے چلا گیا۔

"میں بھی نہانے جا رہی ہوں۔" گلڈا بھی اٹھ کر اس کے پیچھے ساحل کی طرف چل دی

"سور کا بچہ۔ حرامی۔" مارتھا غصے سے بڑبڑائی۔

"سنو مارتھا۔" ہنری نے آہستگی سے کہا۔ "یوں کچھ نہ بنے گا۔ ٹھیک ہے اس نے اپنی شرط بتا دی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ ہم اس شرط کے پابند ہو گئے ہیں۔ ہم کسی معاہدے پر دستخط تو نہیں کر رہے۔ جس کی بنیاد پر وہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا"

ایک نئے خیال کے تحت مارتھا نے گہری نظر سے ہنری کی طرف دیکھا اور اس کا غصہ رفتہ رفتہ زائل ہونے لگا۔ "ہنری! کیا تمہیں یقین ہے کہ تم اس کا مناسب توڑ کر لو گے!"

"میں کوشش ضرور کر سکتا ہوں۔" ہنری نے جواب دیا۔ "جوانی میں اس سے کہیں زیادہ تیکھے جوانوں کو سیدھا کر چکا ہوں۔ اور اب بھی اتنا دم خم ہے۔ کہ اس جیسے کو

ناکوں چنے چبوا سکتا ہوں فی الحال سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس کے بغیر ہم ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتے۔"

"اس پر پہلی نظر پڑتے ہی مجھے خیال آیا تھا کہ اس سے نپٹنا آسان نہیں ہوگا" غصے میں مارتھا کو باقی چاکلیٹ کیک کا خیال ہی نہ رہا تھا۔

جانی اور گلڈا کو سمندر میں تیرتے ہوئے دیکھ کر ہنری نے اداسی سے کہا۔ مجھے تو یہ بات چبھ رہی ہے۔ کہ گلڈا اس کی محبت میں گرفتار ہو گئی ہے۔"

"مجھے گلڈا کی کوئی پرواہ نہیں۔ میری طرف سے جہنم میں جائے" مارتھا ابھی تک ابل رہی تھی۔

"گلڈا ایک خوبصورت اور پیار کے قابل لڑکی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ اسے کوئی دکھ پہنچے۔" ہنری نے کہا اور پھر یہ دیکھ کر کہ مارتھا اس موضوع سے کوئی دلچسپی نہیں لے رہی جلدی سے بولا۔ "جب وہ واپس آئے گا۔ تو میں اس کی شرط مان لوں گا۔ ٹھیک ہے نا!"

"جب تک رقم ہاتھ میں نہیں آتی۔ تم اس کی ہر شرط مان سکتے ہو۔ اچھا میں چل کر تھوڑی دیر نیند کر لوں؟" اور وہ اٹھ کر دھپ دھپ کرتی ہوئی چبوترے سے چلی گئی۔

آدھ گھنٹہ بعد جانی اور گلڈا لوٹے۔ جانی ہنری کے پاس رک گیا۔ "ہاں تو کیا فیصلہ کیا ہے۔ موٹی بھینس نے؟"

"ٹھیک ہے جانی۔ اگرچہ اسے یوں لوٹا جانا پسند نہیں پھر بھی وہ مان گئی ہے تمہیں دو لاکھ ہی ملیں گے۔"

جانی نے گہری، بے نیند لینے والی نگاہوں سے ہنری کی طرف چند لمحوں تک دیکھا جس کی وجہ سے ہنری کو نہایت بے چین کر دیا۔ مگر اس نے اپنے چہرے سے کچھ نہ ظاہر

ہنس دیا۔ بالآخر جانی نے کہا۔ "ٹھیک ہے۔ مگر سنو..... مجھے ایسے تمہارے متعلق سب کچھ معلوم ہو چکا ہے اپنے وقت میں تم ایک ہی پہنچے خان تھے۔ مگر میرے ساتھ چال بازی کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ یہ میری طرف سے وارننگ ہے۔ یہ کہہ کر وہ اپنی خوابگاہ کی طرف چلا گیا۔

اس کے قریب بیٹھ کر آنکھوں پر دھوپ کا چشمہ چڑھاتے ہوئے گلڈا نے کہا "ہنری میرا خیال ہے کہ وہ جانی کو دھوکہ دینے کی سوچ رہی ہے۔ تم اس کام میں حصہ نہ لینا۔ میں نہیں چاہتی کہ تمہیں کوئی نقصان پہنچے۔ نہ ہی وہ تو میری طرف سے جانی چاہے اس کی موٹی گردن توڑ دے۔"

ہنری نے اس کے خوبصورت جسم کو ننگا ہوتے دیکھتے ہوئے کہا۔ "شکریہ مائی ڈیئر۔ کاش میری عمر صرف بیس سال کم ہوتی۔"

گلڈا ہنس دی۔ "اوہ تم مرد لوگ....."

کھانے سے ایک گھنٹہ پہلے مارتھا چبوترے پر آئی۔ گلڈا دھوپ کی آخری کرنیں سینک رہی تھی۔ اور ہنری حسب عادت ٹاک ایکس چینج کی جمع تفریق میں مصروف تھا۔
پچھلے تین گھنٹوں سے جانی اپنے کمرے میں بند رہا تھا۔ کبھی کبھی گلڈا اس کی خوابگاہ کی کھڑکی میں سے دھواں نکلتے دیکھ کر سوچتی رہی تھی کہ آخر وہ لاتعداد سگریٹ کیوں پھونک رہا ہے۔ اور کیا سوچ رہا ہے۔ گلڈا کو اپنے حصے کی اتنی فکر نہ تھی۔ ہنری نے اس سے وعدہ کر رکھا تھا۔ کہ ہر حیثیت سے اسے دس فیصد کے حساب سے حصہ دیا جائے گا اس طرح اسے ساٹھ ہزار ڈالر ملتے اس رقم اور اپنے حسن کے بل بوتے پر وہ کبھی کبھی مجھے کو قدرتی نہ رہ سکتی تھی

جانی کی یہ ادا اسے بڑی پسند آئی تھی۔ کہ اس نے زیادہ حصہ طلب کیا تھا۔ مارتھا کے مقابلے میں جو بھی ڈٹ جاتا۔ گلڈا کی نظر میں احترام پاتا۔

"وہ کہاں ہے۔" مارتھا نے گندھی ہوئی ٹہنیوں سے بنی ہوئی کرسی پر بیٹھے ہوئے پوچھا۔ کرسی کے بے چاری اس کے بوجھ سے کراہ اٹھی۔

"اپنے کمرے میں ہے۔" ہنری نے، کاغذ رکھتے ہوئے جواب دیا۔ "دیکھو مارتھا۔ کوئی ناخوشگوار بات نہیں ہونی چاہیئے۔ یہ لڑکا جو کام کر سکتا ہے۔ ہم نہیں کر سکتے اس لیے ہمیں اس کا حصہ راضی خوشی دینا ہوگا۔" اس نے مارتھا کو آنکھ ماری۔

مارتھا سمجھ گئی کہ یہ باتیں محض گلڈا کو سنانے کے لئے ہیں۔ وہ اکتائی ہوئی آواز میں بولی۔ "اچھا بابا ٹھیک ہے۔ جیسے تم لوگوں کی خوشی۔"

اتنے میں جانی جھومتے ہوئے آ گیا۔ اس نے ہلکا نیلا سوٹ پہن رکھا تھا۔ اور ہاتھ میں ہینڈ بیگ اٹھا رکھا تھا۔ وہ مارتھا کے پاس آ کر رک گیا۔ اور بولا۔ "مجھے تین سو ڈالر چاہیئں۔"

"کیا۔ کیا چاہیئے تمہیں۔" مارتھا کو اپنے کانوں پر یقین نہ آیا۔ ہنری اور گلڈا خاموشی سے تماشا دیکھ رہے تھے۔

"تین سو ڈالر" جانی نے آہستہ آواز میں کہا۔ "میں میامی جا رہا ہوں۔ وہاں سے کچھ چیزیں لانی ہیں۔"

"میں تمہیں ہرگز تین سو ڈالر نہیں دونگی۔" مارتھا چیخ کر بولی۔

جانی کچھ دیر تک خاموش سرد مہر نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر نرم مگر کھردری آواز میں بولا۔ "احمق عورت۔ اس منصوبے کو پورا کرنا چاہتی ہو یا نہیں؟"

مارتھا یوں جھٹکا کھا کر کرسی کی پشت سے ٹک گئی۔ گویا جانی اسے تھپڑ مارنے والا ہو
مگر ہنری اٹھا اور بیچ بچاؤ کی نیت سے دونوں کے درمیان آ گیا۔ "جانی تمہیں اس طرح
کی باتیں کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔"
جانی کی بھنچی ہوئی مٹھی آدھی بلندی تک اٹھ گئی۔ ہنری بے حس و حرکت اس کی
غیظ آلود آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتا رہا۔ دونوں اشخاص ایک کمزور اور ضعیف
اور دوسرا جوان اور تندرست و توانا، ایک دوسرے کو چند لمحوں تک جائزہ لینے والی نگاہوں
سے گھورتے رہے۔ پھر جانی اچانک مسکرا کر پرسکون ہوتے ہوئے بولا۔ "با صلاحیت لوگ
مجھے پسند ہیں کرنل۔" پھر وہ ہنری کے گرد چکر لگا کر مارتھا کے پاس آ گیا۔ "میں معذرت
کرتا ہوں۔ مگر اب بھی مجھے تین سو ڈالر کی ضرورت ہے۔ رلین کا خیز ٹیڑھا کارہ کرنے کے
لئے رقم کے بغیر کام نہیں بنے گا۔"
ہنری نے مزید بحث کئے بغیر جیب پاکٹ سے نوٹوں کی گڈی نکال کر تین سو ڈالر
اسے دیئے۔ "یہ لو۔ کرنا کیا چاہتے ہو بیٹے؟"
"میامی میں تین دن رہوں گا۔ اور جمعرات کو ہم کارروائی شروع کر دیں گے"
"یہ بات ابھی تک واضح نہیں ہوئی کہ وہاں کیا کرنے جا رہے ہو؟"
"واپس آ کر بتاؤں گا۔" جانی نے کہا۔ اور رخصت ہو گیا۔
اپل کار کی روانگی کی آواز سنائی دی۔ تو مارتھا بولی۔ "اس سور کے تخم کا کوئی
علاج کرنا ہی پڑے گا۔"

"خیال رکھنا" گلڈا بولی۔ "کہیں وہ تمہارا ہی علاج نہ کر دے۔"
مارتھا نے غصے سے گلڈا کی طرف دیکھا۔ اور کچھ کہنے کو تھی کہ ہنری جلدی سے

بولا۔ "لیڈیز پلیز..... کھانے کا وقت ہو گیا ہے۔"

گنڈا کے اگلے دو دن بے حد اکتائی ہوئی حالت میں گذرے۔ جانی کے بغیر اسے ہر طرف بڑی بے کیفی اور بیزاری بر ستی محسوس ہوتی رہی۔ یہ دو دن اس نے گھسیٹ گھسیٹ کر، تیرتے ہوئے، آفتابی غسل کرتے ہوئے اور پورا انداز میں ہنری کی دقیانوسی گفتگو سنتے ہوئے گذارے۔ مارتھا البتہ خوب کھاتی رہی اور سوزن کاری میں مصروف رہی اس دوران اس کا پارہ ہر وقت چڑھا رہا۔

تیسرے دن شام کا کھانا کھا کر وہ چبوترے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ کار کی آواز سن کر ان سب کے کان کھڑے ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد جانی چبوترے پر آ گیا۔

- خوش آمدید۔" ہنری بولا۔ "میامی کا دورہ کیسا رہا؟"

جانی نے بیٹھ کر سگریٹ سلگانے کے بعد مارتھا کی طرف نگاہ کی۔ اس نے گنڈا کو محض ایک سرسری نگاہ سے نوازا تھا۔ حالانکہ گنڈا نے بطور خاص اسی کے لئے سفید لنن کا لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔ جب وہ یہ لباس پہنے چبوترے پر آئی تھی۔ تو ہنری نے التزام سے اس کے حسن کی تعریف کی تھی۔ مگر جانی نے کوئی ردعمل ظاہر نہ کیا۔

"سب ٹھیک ہو گیا ہے۔" جانی نے جواب دیا۔ "میں جنریٹر کو عارضی طور پر یوں بیکار رکھنا چاہتا تھا۔ کہ انہیں خبر تک نہ ہو۔ اس کام کے لئے ایک ٹائم سوئچ کی ضرورت تھی۔ سو میں نے ایک بات کی تھی۔ اس کے تعلقات کافی وسیع ہیں۔ اس نے مجھے ایک شخص کے پاس جانے کی ہدایت کی تھی۔ جس نے مجھے پیراڈائز سٹی الیکٹرسٹی کارپوریشن کے ملازموں کی وردی بھی مہیا کر دی۔ اور الیکٹرسٹی کارپوریشن کے ملازم جیسا ٹول کیس۔ وہ ٹائم سوئچ بھی لا دیا۔ پھر میں ایک ایسے میک آپ کے ماہر کے پاس گیا۔ جس نے

مجھے ایسا میک اپ کیا کہ میں پندرہ سال عمر کا دکھائی دینے لگا۔ اور مونچھیں بھی لگی ہوئی تھیں اس بہروپ میں آج میں یہاں آ کر ریلین کی مقامی شاخ کے دفتر میں گیا اور وہاں سے کہا کہ بجلی خراب ہو گئی ہے۔ اور نقص دور کرنے آیا ہوں۔ چنانچہ وہ مجھے اس تہہ خانے میں لے گیا۔ جہاں جنریٹر لگا ہوا ہے اور بجلی کا کنکشن بھی ہے۔ یہاں مجھے کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔ آج رات نو بجے ٹائم سوئچ کی مدد سے جنریٹر کام بند کر دے گا۔ اور ہمیں بس یہ کرنا ہوگا کہ تالے کھول کر اندر جائیں، فائل ڈھونڈیں۔ اس کی تصویری نقل اتاریں۔ پھر تالے دوبارہ بند کر کے ٹائم سوئچ اتار لائیں۔"

اس کے دو دن بعد صبح کو مادھوا بڑے ہشاش بشاش چہرے کے ساتھ اپنے کمرے سے برآمد ہوئی۔ فلو نے اسے اس کا مرغوب ناشتہ یعنی انگوروں کا رس، مکھن میں تلی ہوئی روٹی کے ساتھ بھیڑ کے گوشت کے تین بڑے قتلے اور آبی سلاد پر مشتمل ناشتہ دیا تھا۔ اور وہ اتنے اچھے موڈ میں تھی کہ جیو تمسے پر آ کر جانی کو نگاہ غضب سے نوازنے کی بجائے اس نے متبسم لبوں سے سر ہلانے میں مضائقہ نہ سمجھا۔ کرسی پر بیٹھ کر اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کاغذ کو لہراتے ہوئے کہا۔ "یہ چھوٹی سی لسٹ میں نے ان لوگوں کی بنائی ہے جو اس وقت اپنے گھروں سے دور ہیں۔ ان گھروں کے سیفوں پر سب سے پہلے ہاتھ صاف کیا جائے گا۔ اور انہیں چند ہفتوں تک پتہ بھی نہ چلے گا۔ کہ ان کے سیف لوٹ لئے گئے ہیں ان چار یا پانچ سیفوں کے متعلق چند ہفتوں کے بعد ہی پولیس کو پتہ چلے گا۔ اور اس وقت ہم باقی سیفوں کو صاف کرنے میں مصروف ہوں گے۔" اس نے ایک لمحہ رک کر باقی بیٹھوں کا جائزہ لیا: "یہ کوئی معجزہ نہ ہوگا۔ میرے پاس ان لوگوں کی فہرست ہے جو جواہرات اور قیمتی پتھروں

کو سیفوں میں دبلئے بیٹھے ہیں، مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ وہ اس وقت کہاں ہیں۔ اور کیا کر رہے ہیں؟ ان کی نقل و حرکت کے متعلق معلوم کرنا کچھ بھی مشکل نہ تھا۔ میں نے یہ معلومات ایک مقامی روزنامے کے سوسائٹی کالم سے اکٹھی کی ہیں۔ مثال کے طور پر مسز لونٹس جن کے پاس ایک لاکھ اسی ہزار کے زیورات ہیں۔ آجکل ایک کلینک میں ہے اور مزید تین ہفتے وہیں رہے گی۔ اس کے رلین سیف کے کنٹرول بٹنوں کی تمام ویر ہمارے پاس موجود ہیں ہم خاموشی سے وہاں پہنچ کر سیف لوٹ لاتے ہیں۔ اور تین ہفتوں تک مسز لونٹس کو کانوں کان بھی خبر نہ ہو گی کہ اس کے سیف کا وزن ہلکا کر دیا گیا ہے۔ سو وہ ہمارا پہلا شکار ہو گی۔ دوسرے نمبر پر مسز وارن کرپل ہے اس کے پاس ساڑھے چھ لاکھ مالیت کے قیمتی پتھر اور زیورات ہیں۔ اس ہفتے کے آخر میں وہ اپنے شوہر کے ساتھ پانچ ہفتوں کے لئے مچھلی کے شکار کے ٹرپ پر جائے گی۔ اس عرصہ میں اس کا سیف بھی خالی کر دیا جائے گا۔ چونکہ انہیں رلین کے سیفوں پر اندھا اعتماد ہے اس لئے یہ لوگ اپنے جواہرات سیفوں میں ہی چھوڑ رکھتے ہیں مسز وارن کرپل کے بعد مسز ایلکس جیکسن کی باری ہو گی۔ وہ چار لاکھ مالیت کے جواہرات کی ملکیت وہ بھی ایک تفریحی دورے پر جانے والی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اپنے کچھ زیورات ساتھ لے جائے مگر سب کے سب نہیں لے جائے گی۔ پھر مسز ریناڈ لیمن ہے جو سارے تین لاکھ کے زیورات اپنے بے ڈھنگے جسم پر سجایا کرتی ہے۔ وہ غوطہ خوری کے ایک ... جانے کو ہے۔ اور اپنے زیورات سیف میں ہی چھوڑ جانے کی کیا خیال ہے؟ کیسی رہے گی یہ ترکیب؟"

ہنری یہ سب باتیں پہلے سن چکا تھا۔ اس نے سر کو جنبش دے کر جانی کی طرف دیکھا۔ "خلاؤں میں گھوڑے دوڑا رہا تھا جانی نے کہا۔ "اگر یہ معلومات درست ہیں تو بڑی اچھی بات ہے۔"

".. اب گلاڈا کو بھی میدان میں آنا ہو گا۔" مارتھا نے کہا اور گلاڈا سے مخاطب ہوتی ہوئی بولی

تم نے یہ کر نا ہے کہ ..... "

بینز دس سال سے مسز لونسٹن کا خانساماں تھا۔ اپنی اڑسٹھ سالہ زندگی کے دوران وہ انگلینڈ میں دو اعلیٰ خاندانوں کی ملازمت کرتا رہا تھا۔ اور اب بڑی خوبصورت تنخواہ پر انگلینڈ سے مسز لونسٹن کے پاس چلا آیا تھا۔ گھر کا سارا کاروبار اسی کے سپرد تھا۔

وہ ایک باضمیر انسان تھا۔ اور اپنی مالکہ کا بے حد وفادار مسز لونسٹن کی جہنم دھاڑ کو وہ بہرے کانوں سے سنتا تھا اور دل و جان سے اپنے کام میں جٹا رہتا تھا۔

ہر سال مسز لونسٹن کلینک جا کر ایک مہینہ تک قیام کیا کرتی تھی۔ اس کلینک میں اسے دبلا رکھنے کی غرض سے متعدد جلاب دیئے جاتے اور اچھی طرح اندرونی اور بیرونی صفائی کی جاتی ایک مہینے کے بعد وہ گھر لوٹتی اور دوبارہ ڈٹ کر کھانا اور جام لنڈھانا شروع کر دیتی یہ ایک مہینہ بینز کے لئے بڑی آسائش اور فراغت کا مہینہ ہوا کرتا۔ اور وہ شدت سے اس مہینے کا انتظار کیا کرتا تھا۔ اس مہینے باقی سٹاف بھی چھٹی کر جایا کرتا تھا۔ اور بینز گھر کا مالک اور مختار ہوا کرتا۔ وہ یہ پورا مہینہ وہ بالائی منزل پر اپنے کمرے میں سکون سے ٹی وی دیکھنے میں گزار دیتا کیونکہ اسے ٹیلیویژن کے پروگراموں سے عشق کی حد تک دلچسپی تھی۔

ایک صبح گیارہ بجے وہ بڑی ترنگ میں اپنے لئے دوپہر کا کھانا تیار کر رہا تھا۔ کہ دروازے کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ وہ اس وقت بھی بے داغ سفید شرٹ پہنے تھا۔ وہ چھوٹے قد کا مضبوط جسم اور سرخ چہرے والا شخص تھا۔ سر پر برف جیسے سفید بال اور آنکھیں پرسکون نیلگون تھیں اور اپنی ہر ادا سے وہ ایک انگریز بٹلر دکھائی دیتا تھا۔ گھنٹی کی آواز پر کسی قدر تعجب سے اس نے گیس کا چولہا بند کیا دوپالہ کو اٹھا کر پہنا

اور ایلویٹر پہ سوار ہو کر نچلی منزل پر صدر دروازے پر پہنچا۔

گہرے رنگ کے بالوں اور نفیس لباس والی ایک لڑکی صدر دروازے پر کھڑی تھی لڑکی نے سفید کالروں اور کفوں والا نیلا فراک اور دبیز دھوپ عینک پہن رکھی تھی اس کے خوبصورت سر پہ سولا ہیٹ سجا ہوا تھا۔ وہ ہر طرح سے ایک مستعد اور ہوشیار اور سنجیدہ کاروباری عورت دکھائی دے رہی تھی۔

" میں ایکم قالین دھونے والی کمپنی سے آئی ہوں،" گلڈا نے اپنا تعارف کراتے ہوئے نفیس چھپا ہوا کارڈ بینیر کی طرف بڑھا دیا۔ یہ کارڈ ایب نے اسے سپلائی کیا تھا۔

بینیر نے کسی رئیس خاندانی کی طرح بھنویں اٹھا کر کارڈ پڑھا اور بولا " میرا خیال ہے کہ تم غلطی سے یہاں آگئی ہو۔ ورنہ۔۔۔

" مسز لونٹس نے کلینک سے ہمیں ٹیلیفون کیا ہے۔" گلڈا اس کی بات کاٹ کر بولی " اس نے کہا ہے کہ وہ نشست گاہ کا قالین صاف کروانا چاہتی ہیں۔ نیز خوابگاہ کے قالین کی بھی صفائی کرانا چاہتی ہیں۔ میں ان قالینوں کی صفائی کے لئے اخراجات کا تخمینہ لگانے آئی ہوں۔"

چونکہ مسز لونٹس کلینک میں بھی ٹیلیفون کا بے محابا استعمال کرتی رہتی تھی اس لئے بینیر کو کوئی تعجب نہ ہوا۔ اکثر جب وہ کوئی دلچسپ ٹی وی پروگرام دیکھ رہا ہوتا تو ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگتی اور دوسری طرف سے مسز لونٹس احکام صادر کرنے لگتی۔ بینیر کان ریسیور سے لگائے اور آنکھیں ٹی وی کی سکرین پر جمائے یہ احکام سنتا رہتا۔

" ٹھیک ہے۔" وہ بولا " اندر آجاؤ۔"

" میں دونوں قالین دیکھنا چاہتی ہوں،" گلڈا نے کہا۔" انہیں ناپ کر میں تخمینہ لگاؤں گی"

بینٹر کو اس اجلی اور نفیس لڑکی میں کوئی خرابی نہ دکھائی دی۔ بلکہ یہ اسے کسی حد تک اچھی لگی۔ وہ اسے نشست گاہ اور پھر اوپر خوابگاہ میں لے گیا اور پہلے نے سے اسے قالینوں کا ناپ لیتے دیکھتا رہا۔ گلڈا نے شاندار خوابگاہ کا قالین ناپنے کے بعد نوٹ بک بند کرتے ہوئے سرسری انداز میں کہا۔ "تو گویا مسز لونسٹن چند دن اور کلینک میں رہے گی!"

"میڈیم ابھی تین ہفتے اور وہیں رہے گی۔" بینٹر نے اس امر پر اپنی خوشی چھپاتے ہوئے کہا

"ہوں۔ ہمیں کافی ٹائم مل جائے گا۔" گلڈا نے روشن اور تابندہ مسکراہٹ کے درمیان کہا۔ "ہم تخمینہ لگا کر مسز لونسٹن کو بھجوا دیں گے۔ اور اگر وہ متفق ہو گئی تو میں کسی دن آ کر قالین لے جاؤں گی۔"

"ٹھیک ہے۔" بینٹر نے سر ہلا دیا۔

جب وہ ایلیویٹر سے نیچے جا رہے تھے تو گلڈا نے پوچھا۔ "کیا اتنے بڑے مکان میں آجکل اکیلے ہی رہتے ہو!"

"ہاں۔ باقی ملازم چھٹی چلے گئے ہیں۔"

"میرا خیال ہے اس تنہائی کو تم پسند کرتے ہو۔ اس شاندار رہائش گاہ میں کبھی کبھار اکیلا رہنا ایک خوشگوار تجربہ ہو گا۔"

"ہاں۔ بے شک۔" بینٹر نے خوش ہو کر کہا۔ "مگر ٹیلیویژن کے ہوتے ہوئے کوئی شخص تنہا نہیں ہو سکتا۔" وہ اب گلڈا کے لئے صدر دروازہ کھول رہا تھا۔

"تو تم بھی ٹیلیویژن کے شائق ہو۔" وہ بولی۔ "میں بھی ٹیلیویژن کی فین ہوں جب گھر پر ہوتی ہوں تو سونے تک بس ٹیلیویژن ہی دیکھتی رہتی ہوں۔ اچھا خدا حافظ۔"

بینٹر اسے سفید اپل کار میں بیٹھتے تک دیکھتا رہا۔ پھر دروازہ بند کر کے سب سے بالائی

منزل پر اپنے کمروں کی طرف چلا گیا۔

اسی رات جانی اور گلڈا نے اس گھر پر حملہ بول دیا۔ جانی نیچے چاندنی میں کھڑا گلڈا کو آتش گاہ کے پہلو سے اوپر چڑھتے ہوئے دیکھتا رہا۔ سرکس میں کام کرنے کی وجہ سے وہ یوں چڑھ رہی تھی۔ جیسے سیڑھیاں چڑھ رہی ہو۔ پھر اس نے اوپر پہنچ کر ایک رسی نیچے لٹکائی اور جانی اسے پکڑ کر اوپر بالکونی میں جا پہنچا۔ قفل شکن ضروری آلات ایک بیگ میں بند اس کے کندھے سے لٹک رہے تھے۔ ان کی مدد سے بالکونی کا قفل کھولا گیا خوابگاہ کا قفل اور پھر سیف کے بٹن ڈھونڈنے میں چند منٹ صرف ہوئے سیف کو خالی کیا گیا اور وہ تمام تالے دوبارہ بند کرتے ہوئے واپس ہو لئے۔ نیچے اتر کر رسی کو جھٹکا دے کر کھینچ لیا گیا اور اسی طرح پہلی مہم تکمیل پا گئی۔

۳

ہیرکے ایک نئے جام سے حلق کو تر کرتے ہوئے البرٹی بولا۔ "کہانی کے پس منظر کو واضح کرنے کے لئے اب میں تمہیں تین سال پہلے کے واقعات سناتا ہوں۔ ہم جلد ہی کہانی کے اس موڑ پر دوبارہ آجائیں گے فی الحال یہ بات ذہن میں رکھو کہ اب یہ واقعات سنا رہا ہوں وہ تین سال پہلے کے ہیں۔"

میں نے ہاں کہنے کے انداز میں سر ہلا دیا۔ البرٹی نے ایک اور گھونٹ بھرا اور بولا: اچھا تو اب میں تمہیں ہیری لیوس کے متعلق بتاتا ہوں۔ اٹھائیس سال کی عمر میں ایک حسین اتفاق نے ہیری لیوس کو دنیا کی ایک امیر ترین عورت کا شوہر بنا دیا۔ اس شادی کے لئے ہیری لیوس نے خود کوئی کوشش نہ کی تھی بلکہ اس امیر ترین لڑکی نے ہی سب کچھ کیا۔ ہیری لیوس پر نظر پڑتے ہی وہ اس پر لٹو ہو گئی اور اسے اپنا شوہر بنانے کی خواہش میں تڑپ اٹھی۔ لیزا کوہن ایک ایسی لڑکی تھی۔ جس کی کوئی خواہش کبھی رد نہ کی گئی تھی تو شادی ایسے اہم معاملے میں بھلا اس کی خواہش کیسے پوری نہ ہوتی۔

ہیری لیوس نہ تو ذہنی لحاظ سے اتنا بلند تھا۔ اور نہ ہی کاروباری لحاظ سے خاص صلاحیتوں کا مالک تھا۔ ہاں ایک بات ہے کہ وہ خوبصورت بہت تھا۔ وہ کم عمری ہی میں کے ان لوگوں میں سے تھا۔ جو پردہ فلم پر دکھائی دیتے ہیں۔ لمبا قد، خوبصورت چہرہ، شخصی وقار، جنسی اپیل اور ایسی من موہنی مسکراہٹ کا مالک جسے دیکھ کر لڑکیوں کو برقی جھٹکا سا لگتا تھا۔ یہ بات یاد رکھو کہ اس کے مردانہ حسن میں کچھ ایسی بات تھی کہ جس لڑکی کو بھی وہ اشارہ کر دیتا تھا۔ وہ چاروں شانے چت ہونے میں ذرا تامل نہ کرتی تھی۔ مردانہ وجاہت اور حسن کے علاوہ اس کے پاس اور کوئی قابل ذکر شے نہ تھی۔ یہ اس کی خوش نصیبی ہی تھی۔ کہ سخت جانفشانی کے بغیر ہی پیرا ڈائز سٹی میں کوہن کے ایک سیلف سروس سٹور کا مینیجر بن گیا تھا۔" البرٹی نے توقف کیا اور پھر پوچھا۔ "شاید تم نے سال کوہن کے متعلق کچھ سنا ہو گا؟"

میں نے سر کو ہاں کہنے کے انداز میں حرکت دی۔ کوہن کے بارے میں کس نے نہ سنا ہو گا!

"ہاں تو ہیری لیوس کوہن کے ایک سٹور کا مینیجر تھا۔ اس کا کام کیا تھا! بس سارا

ڈپارٹمنٹل سٹور کا چکر لگاتے رہنا اور سٹور میں کام کرنے والی لڑکیوں کو اپنی مسکراہٹ سے گرم رکھنا
موقع ملنے پر دوسروں کی نظر بچا کر وہ ہاتھ پھیرنے سے کبھی نہیں چوکتا تھا۔ اسے سالانہ چھ
ہزار ڈالر تنخواہ ملتی تھی اور یہ تنخواہ اس کی ضرورتوں اور خواہشات کو پورا کرنے کے لئے
کافی تھی اپنی قانع طبیعت کی وجہ سے وہ اس تنخواہ پر پوری طرح مطمئن اور شاداں تھا۔
چھ ہزار ڈالر سالانہ سے وہ اپنے من پسند کھانے کھا سکتا تھا۔ اپنے معیار کی لڑکیوں کو بستر
پر لے جا سکتا تھا۔ اور اپنے اس دو کمرے والے گھر کا کرایہ ادا کر سکتا تھا۔ جس کی بالکونی
کا رخ سمندر کی طرف تھا۔ اس بالکونی میں وہ اکثر کسی لڑکی کو گود میں بیٹھا کر آفتابی غسل بھی
لے لیا کرتا تھا۔

یہ بات بھی سمجھ لو کہ وہ بالکل ہی کند ذہن یا غبی بھی نہیں تھا۔ سال کوہن کی ملازمت
میں کند ذہن یا غبی ملازم چل ہی نہ سکتے تھے۔ وہ اپنا کام پورا رکھتا تھا۔ کوہن کو کبھی
شکایت کا موقع نہیں دیتا تھا۔

ہاں تو ایک گرم سہ پہر کو وہ واقعہ ہوا جس نے آگے چل کر اس کی زندگی کا رخ
موڑ دیا۔ ذرا خیال کرو۔ ہیری سٹور میں گھوم پھر کر لڑکیوں پر گرم گرم نگاہیں بکھیر رہا
ہے۔ کبھی کبھی کسی گاہک سے ایک آدھ جملہ کہہ دیتا ہے اسے یوں گمان ہو رہا ہے
جیسے وہ کسی بحری جہاز کا کپتان ہے۔ اور سارا جہاز اس کے رحم و کرم پر ہے ایسے میں
ایک لڑکی سٹور میں آتی ہے۔

مِنّت لیزا کوہن کو کئی مرتبہ خود دیکھا ہے وہ چھوٹے قد کی ایک لمبی پتلی لڑکی
تھی۔ بڑی بڑی آنکھیں اس کے چہرے کی خوبصورتی تھیں۔ ورنہ باپ سے لی ہوئی
ناک نے چہرے کے بیشتر حصے کو گھیر رکھا تھا۔ اس کے منہ اور ٹھوڑی کی ساخت سے

ہی اندازہ ہوتا تھا۔ کہ وہ گرم مزاج اور جارحانہ طبیعت کی مالک ہے ایک بات یقینی طور پر کہی جا سکتی ہے اور وہ یہ کہ وہ ایسی لڑکی تھی۔ جسے پلے بوائے جیسا حسن پرست رسالہ مشکل سے ہی اپنے صفحات میں جگہ دیتا۔

جب وہ ہیری سے پہلی مرتبہ ملی تو اس کی عمر انتیس سال تھی۔ اس نے سفید ٹاپ اور نیلے رنگ کی قمیض پہن رکھی تھی۔ اور اس لباس میں وہ نئی اٹھتی جوانی کی طرح خاصی قبول صورت لگ رہی تھی۔

ہیرالڈ ایز سٹی میں وہ ایک ماہ کی چھٹی کے دورے پر آئی ہوئی تھی۔ کیونکہ فرانس میں رہتا تھا۔ اور اس سے لیزا کو پہلی مرتبہ ہیرالڈ انز سٹی کے دورے پر آئی تھی دو ہفتوں تک وہ اپنے دوستوں کے ساتھ باپ کے تجربے پر ہیرالڈ انز سٹی کے ماحول پر تقریباً حاصل کرتی رہی۔ پھر اسے خیال آیا کہ اس کے باپ نے تاکید سے کہا تھا۔ کہ ہیرالڈ انز سٹی کے سٹور کا چکر لگا کر وہاں کے حالات کا جائزہ لے اور پھر رپورٹ کرے اس کے باپ کو اس کی کاروباری صلاحیت پر بڑا اعتماد تھا۔ اور وہ جب کبھی فلپینز کا پروگرام بناتی تو وہ اس کے پروگرام میں اس قسم کے اچانک دورے شامل کر دیا کرتا تھا ایسے اچانک اور ناگہانی دوروں کے بعد لیزا کو جن نے دو چار مرتبہ سٹور میں ہونے والے کاروبار سے عدم اطمینان کا اظہار کیا تو سٹوروں کے مالک ہینڈی سڑکوں پر روڈ مارچ کرتے دکھائی دینے لگے تھے۔

لیزا پچھلے دس منٹ سے ہیری لیوس کی نقل و حرکت کی نگرانی کر رہی تھی۔ اور اس بیچارے کو خبر ہی نہ تھی وہ سٹور میں ادھر ادھر گھومتے ہوئے اشیاء کی نمائش اور ملازم لڑکیوں کا گاہکوں سے برتاؤ وغیرہ دیکھ رہی تھی اور خاصی متاثر ہوئی تھی۔ اور پھر

جب اسے یہ معلوم ہوا کہ لمبے قد کا یہ ہیرو ٹائپ نوجوان اس سٹور کا مینیجر ہے تو وہ اور بھی زیادہ متاثر ہوئی۔

یہ کوئی راز کی بات نہیں کہ لیزا کی پتلون میں ہر وقت شعلے رقصاں رہتے تھے۔ یہ تو نہیں کہوں گا کہ شدید جنسی جذبہ اسے ہر وقت دیوانگی کی حدوں تک پہنچائے رکھتا تھا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ کافی حد تک جنسی لذتوں کی دلدادہ تھی۔ وہ چاہتی تو اپنے باپ کی دولت اور جائداد کی وجہ سے بیس تیس یا چالیس مرتبہ شادی بھی کر سکتی تھی۔ کیونکہ اس کے امیدواروں کی ایک لمبی قطار ہمیشہ ہی لگی رہتی تھی۔ لیزا نے ان میں سے چند خوش نصیبوں کو ہمبستری کا شرف بھی عطا کیا۔ مردوں سے ہمبستری کو وہ دل لگی اور تفریح سے زیادہ اہمیت نہ دیتی تھی۔ البتہ شادی کے متعلق اس نے پکا فیصلہ کیا ہوا تھا کہ وہ اپنے من پسند ایسے شخص سے شادی کرے گی جو اس کی دولت کا بھوکا نہ ہو۔

ہیری کو دیکھتے ہی اس نے طے کر لیا کہ شادی کے لئے یہ شخص موزوں ترین ہے۔ اب تک مختلف قسم کے طویل القامت پستہ قد، موٹے دبلے، نرم، سخت، بوڑھے اور جوان اس کی زندگی میں آ چکے تھے۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی ہیری کی طرح وجیہہ، خوبصورت اور جنسی اپیل کا مالک نہ تھا۔ ہیری کو دیکھ کر یوں گمان ہوتا تھا۔ جیسے جنسی جذبہ اس کے جسم کے ہر انگ سے ٹپک رہا ہے۔

دس منٹ تک ہیری کا جائزہ لینے کے بعد وہ اس کے پاس گئی اور اس سے اپنا تعارف کرایا۔

یہ کہنا ابھی نہ تھا زادی کو روبرو پاکر ہیری لیوس ششدر اور حیران رہ گیا۔ صحیح نہ ہوگا (یوں کہنا چاہیئے کہ خوف اور دہشت کے مارے وہ گنگ ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ یہ سوچ کر سپٹا

گیا کہ پتہ نہیں یہ کم بخت کتنی دیر سے سٹور میں آئی ہوئی ہے اور کیا عجب کہ اس نے مجھے ہار سنگھار کے کاؤنٹر کے پیچھے کام کرنے والی لڑکی کے کولہوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بھی دیکھ لیا ہو۔ پھر اس نے اپنے حواس مجتمع کئے اور چہرے پر دلکش مسکراہٹ لاتے ہوئے بولا۔ "مس لیزا کوہن۔ سٹور میں آمد پر خوش آمدید پیش کرتا ہوں اس اچانک ملاقات پر مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے"

اس کی گھبراہٹ سے لیزا محظوظ ہو رہی تھی اور ہیری لیوس کے لبوں پر پھیلی ہوئی مسکراہٹ نے اپنا دوران خون تیز محسوس کرتے ہوئے وہ بولی۔ "میں سٹور کے متعلق کچھ گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔ سٹور کس وقت بند کیا کرتے ہو؟"

"سات بجے" ہیری لیوس نے بتایا۔ "دفتر میں نہیں آؤ گی۔ مس کوہن؟"

"میں سات بجے کار میں سٹور کے باہر انتظار کروں گی۔ لیزا نے کہا۔ "ہم کھانا اکٹھے کھائیں گے۔" یہ کہہ کر وہ مڑی اور گاہکوں کی بھیڑ میں ہیری کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔

ہیری دل ہی دل میں اس ناگہانی افتاد کو کوسنے لگا۔ اس نے ایک اور لڑکی کے ساتھ رات گذارنے اور رنگین گھڑیوں سے لطف اندوز ہونے کا وعدہ کر رکھا تھا مگر اب اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا کہ ٹیلیفون پر اس لڑکی کو پروگرام منسوخ کرنے کے متعلق بتا دیا جائے۔ چنانچہ جب اس نے اپنی حد درجہ مجبوری ظاہر کرتے ہوئے لڑکی سے پروگرام کینسل کرنے کو کہا۔ تو وہ کافی بگڑی اور اسے گالیاں دینے لگی۔

پوری سہ پہر وہ یہ سوچ سوچ کر حیران اور پریشان ہوتا رہا۔ کہ آخر شام کا کھانا اکٹھا کھلانے کی کیا تک ہے۔ سٹور کے متعلق دفتر میں زیادہ بہتر طریقے سے بات چیت ہو سکتی تھی۔ بخار کی سی حالت میں وہ دفتر میں بیٹھا کاغذات مکمل کرتا رہا۔ اور شام کو پیش آنے

کے لئے نفع و نقصان کا تخمینہ اور بیلنس شیٹ تیار کرتا رہا۔

شام کو سات بجے سفید آسٹن گاڑی میں وہ سٹوڈر کے دروازے پر اس کی منتظر تھی اس نے قیمتی اور نفیس تراش خراش کا ہلکا گلابی لباس پہن رکھا تھا۔ کوئی زیور اس کے بدن پر نہیں تھا۔ ہاں بال بڑی خوبصورتی سے آراستہ کئے گئے تھے۔ اور صرف ایک ناک کے سوا وہ ہر طرح دلکش دکھائی دے رہی تھی۔

ہیری پچھلی سیٹ پر بیٹھا تو لیزا نے کار کو حیران کن مہارت کے ساتھ ہوا کر دیا پیراڈائز سٹی کے باہر جانے والی سڑک پر پہنچنے تک وہ خاموش رہی پھر اچانک بولی کیا سمندری غذا کھا لیا کرتے ہو؟"

"ہاں کیوں نہیں۔ ہر ایک چیز کھا لیتا ہوں۔"

یہ جواب پا کر وہ پھر کار ہانکنے میں منہمک ہو گئی۔

وہ ایک ایسے ریستوران میں پہنچے جس کے متعلق ہیری کو معلوم تھا کہ اس کا بل دیکھ کر دل ڈوبنے لگ جاتا ہے۔ یہ ریستوران ایک تنہا ساحلی پٹی پر واقع تھا۔ اور یہاں وہی لوگ کھانا کھاتے تھے جو سونے کا چمچ منہ میں لے کر پیدا ہوتے تھے اب ہیری کو ایک اور فکر پڑ گئی اس کی جیب میں یقیناً اتنی رقم نہیں تھی کہ اس ریستوران کے ایک وقت کے کھانے کا بل ادا کر سکتا مگر جب اس نے منیجر کو بذات خود لیزا کا استقبال کرتے اور ایک تنہا بوتھ کی طرف رہنمائی کرتے دیکھا تو وہ بے فکر ہو گیا۔

چند لمحوں بعد شراب اور برف کے قتلوں کے درمیان کنگ سائز جھینگا مچھلی کے بڑے بڑے پارچے، شمپین۔ اور چٹنی میں تلے ہوئے مچھلی کے قتلے اور اس کے بعد سٹرابیری (سرخ رنگ کا پھل) وغیرہ وغیرہ نہ جانے کیا کچھ الم غلم کھانے کے لئے لایا گیا۔

کھانے کے دوران ہیری کے سامنے بیٹھی لیزا اس سے پوچھ گچھ کرتی رہی۔ لیکن ہیری کی توقع کے خلاف یہ سوالات سٹور کے متعلق نہ تھے بلکہ اس کے برعکس خود ہیری کی ذات کے متعلق تھے۔ اس کے والدین کون تھے؟ اس کے باپ کا پیشہ کیا تھا؟ تعلیم کہاں پائی؟ کیا کیا خواہشات ہیں؟ شغل کیا تھے؟ ۔۔۔ کیا وہ شادی شدہ تھا؟ سوال کئے جاتے رہے اور الجھن کے عالم میں ہیری ایک ایک سوال کا جواب دیتا رہا۔ خواہشات کے متعلق اس نے بتایا کہ وہ کوئی ایسی بڑی خواہش نہیں رکھتا اور موجودہ زندگی سے بھی پوری طرح مطمئن ہے۔ اس نے شغل بتاتے ہوئے کسی قدر جھوٹ سے کام لیا اور جنس کی بجائے گاف کھیلنا بتایا

کھانا ختم ہونے تک صرف ایک معاملے کے سوا لیزا اس کے متعلق سب کچھ معلوم کر چکی تھی اب اس نے اچانک اس کی جنسی زندگی کے متعلق سوال کیا۔ اس سوال پر ہیری واقعی پریشان ہو گیا اور بولا: بس ٹھیک ٹھاک ہی۔۔۔ کیا اس سوال کا جواب دینا ضروری ہے؟"

ایک دو لمحے اسے غور سے دیکھنے کے بعد وہ بولی: "نہیں کافی پیو گے؟"

"دیکھو مس کوہن!" ہیری نے پر زور انداز میں کہا۔ "تم میری مہمان ہو اور یہ بات مجھے پوچھنا چاہیئے۔ کیا کافی پیو گی؟"

لیزا نے شانے اچکائے اور بے رحم سختی کے ساتھ کہا۔ "احمقوں کی سی باتیں نہ کرو کھانے کا بل ڈیڈی کے اکاؤنٹ میں سے ادا کیا جائے گا۔ میں دستخط کر دوں گی اور وہ ادا کر دے گا۔ تم جو کچھ کماتے ہو اس میں سے اس کھانے کا بل ادا کرنا ذرا دشوار ہو گا۔ کیا کافی پیو گے؟"

ہیری نے نہ تو اس کے منہ پر تھپڑ مارا اور نہ ہی جیب میں سے سو ڈالر کا نوٹ نکال کر میز پر پھینک کر وہاں سے چلتا بنا۔ بس اتنا کہہ کر بولا: "اور مجھے معلوم نہیں تھا۔ ہاں کافی چلے گی!"

بس اس کے بعد وہ لیزا کے ہاتھوں میں موم کی ناک بن کر رہ گیا۔ کافی پیتے اور پیزا برانڈی سے جی بہلانے کے دوران ہمنے ناولوں اور نئی نظموں پر بات چیت ہوتی رہی اس عرصے میں لیزا کی بڑی بڑی آنکھیں اس کے چہرے، چوڑے چکلے کندھوں اور بڑے بڑے ہاتھوں کا جائزہ لیتی رہیں۔

پھر اس نے مینیجر کو اشارہ کر کے چیک منگوایا۔ چیک کی رقم احتیاط سے پڑھ کر اس میں کچھ اضافہ کیا اور دستخط کر دیئے۔ اٹھتے وقت اس نے ٹپ کے طور پر دس ڈالر کا نوٹ پلیٹ میں رکھ دیا۔ پھر مینیجر نے بڑے ادب سے ان دونوں کو رخصت کیا اس شاہ خرچی پر ہیری دل ہی دل میں بل کھاتا رہا۔

وہ کار میں بیٹھی اور ہیری اس کے ساتھ جا بیٹھا۔ لیزا نے کار کو حرکت دی اور کار ساحل کے ساتھ ساتھ آگے ریت کے ٹیلوں کی طرف چل دی۔ ہیری نے جھجکتے ہوئے کہا "شاید تمہیں معلوم نہیں آگے سڑک ختم ہو جاتی ہے۔"

"مجھے معلوم ہے۔" لیزا نے فقط اتنا کہا اور کار کو اور آگے کی طرف ہانکتی رہی۔

اب ہیری بدھو تو تھا نہیں۔ اسے فوراً احساس ہو گیا کہ اس کے آقا کی اکلوتی بیٹی لیزا کوہن اس پر ریجھ گئی ہے۔ اس احساس کے وارد ہوتے ہی اسے ٹھنڈا پسینہ سا آ گیا۔ کیونکہ لیزا ایسی لڑکی تھی۔ جیسے عام حالات میں وہ اپنے قریب بھی شاید ہی پھٹکنے دیتا۔ اسے تو بڑی بڑی چھاتیوں اور سخت اور چیلے اور پر گوشت کولہوں والی لڑکیاں پسند تھیں اور اس لڑکی کا تو نہ آگا تھا اور نہ پیچھا یہ تو بس چمڑا چڑھی ہڈیوں کا ڈھانچہ تھی اس کے علاوہ ہیری کو سال کوہن کا خوف بھی تھا۔ اگر اسے یہ پتہ چل گیا کہ میں نے اس کی بیٹی کو الٹ پلٹ کر دیا ہے۔ تو وہ مجھے سٹور سے یک بینی و دو گوش نکال باہر کریگا

پام کے درختوں کے ایک جھنڈ کے قریب لیزا نے کار روک لی چاندنی میں چمکتی ہوئی ریت اور اس سے پرے سمندر کی چادر پھیلی ہوئی تھی وہ کار سے اتر کر ریت پر قدم بڑھانے لگی اور زوروں سے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ ہیری اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھ کر اس نے ہیری کی طرف دیکھا اور بے تابی سے بولی

"آؤ۔ مجھے حاصل کر لو۔"

آدھ گھنٹہ بعد تھکن سے چور ہیری نے آنکھیں کھول کر چمکتے ہوئے چاند کے طباق کو دیکھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا سارا وجود کپڑے نچوڑنے والی مشین سے نچوڑا جا چکا ہو۔ اپنی جنسی زندگی میں ایسا سخت تجربہ اسے کبھی نہ ہوا تھا۔ لیزا کے ساتھ محبت کرنے کا عمل تو ایسا ثابت ہوا تھا۔ جیسے ہاتھی سے کشتی کی جا رہی ہو۔ اس کشتی نے ہیری کو ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیا تھا۔ اسے اس طرح کی وحشیانہ محبت ناپسند تھی۔ کسی لڑکی کے ساتھ تنہائی میں ہمیشہ وہ ہی انچارج ہوا تھا مگر یہاں تو لیزا انچارج بنی رہی تھی اور ساری نقل و حرکت اسی کے جذبات کے مطابق کنٹرول ہوتی رہی تھی۔

"مجھے ایک سگریٹ دینا" وہ بولی۔ اب وہ بڑے سکون سے اس کے پہلو میں لیٹی ہوئی تھی انداز و اطوار کی ساری سختی کافور ہو چکی تھی اور مسکراتی ہوئی آنکھیں مہربان اور صاف شفاف دکھائی دے رہی تھیں اور اپنی ناک کی غیر معمولی ضخامت کے باوجود وہ خوبصورت دکھائی دے رہی تھی۔

سگریٹ ختم کرنے کے بعد وہ اٹھ بیٹھی۔ "اب واپس چلنا چاہیئے ورنہ بجرے پر ملازم اور دوست پریشان ہو رہے ہوں گے۔" اس نے لباس پہنا اور کار کی طرف چل دی۔ اس کے پیچھے ہیری بھی مار کھائے ہوئے کتے کی طرح قدم گھسیٹتا چلا آ رہا تھا

جب وہ دھم سے پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا تو ڈرائیور کی سیٹ پر بیٹھی ہوئی لیزا نے پوچھا۔ "کیسا رہا یہ تجربہ؟"

کوئی سخت جواب دیتے دیتے ہیری کو اپنی ملازمت کا خیال آگیا اور وہ بد دقت مسکرا کر بولا۔ "بے حد شاندار۔"

تین دن میں کہیں ہیری کی کھوئی ہوئی قوت بحال ہو سکی اس عرصہ میں لیزا کی طرف سے کوئی پیغام نہ ملا تھا۔ تین دن پہلے چمکتی ہوئی آنکھوں اور مسکراتے ہوئے لبوں سے اسے خدا حافظ کہنے کے ساتھ ساتھ لیزا نے کہا تھا۔ "ہیری میرے لئے بھی یہ تجربہ بڑا شاندار تھا۔ میں اسے کبھی نہیں بھول سکتی۔" اور وہ کار لے کر چلی گئی تھی۔

تین دن گذرنے کے بعد اب ہیری اپنے آپ کو محفوظ سمجھنے لگا تھا۔ اور اس واقعہ کو وقتی چیز سمجھ کر بھلانے کی کوشش کر رہا تھا۔

مگر چوتھے دن دفتر میں کام کرتے ہوئے اچانک فون کی گھنٹی بجی۔ ہیری نے رسیور اٹھایا تو لائن کی دوسری طرف سے ایک کنواری سی آواز سنائی دی۔ "میں کوہن کی پرسنل سیکرٹری مس سیلی سان فرانسکو سے بول رہی ہوں۔ جمعہ کے دن تین بجے مسٹر کوہن نے تمہیں بلوایا ہے۔ میں نے واپسی کے ہوائی سفر کے ٹکٹ بھجوا دیئے ہیں۔ وقت پر پہنچ جانا۔" اور اس ہدایت کے ساتھ ہی لائن ڈیڈ ہو گئی۔

ہیری کا تو پیشاب ہی خطا ہو گیا اگر ایسا ہوا تھا۔ کہ کوہن نے اپنے کسی سٹور کے مینجر کو یوں بلوایا تھا۔ اور پھر نوکری سے نکال دیا تھا۔ تو کیا بڈھے پاجی کو لیزا کے واقعہ کا پتہ چل گیا ہے اور اب ۔۔۔۔

جب وہ وقت مقررہ پر سان فرانسکو میں ایلیویٹر پر سوار ہو کر سترھویں منزل پر کوہن کے دفتر کے سامنے اترا تو اس کی حالت اس ہسپتال کے اس مریض جیسی ہو رہی تھی جسے دل کے اپریشن کے لئے لے جایا جا رہا ہو۔

بید مجنوں کی طرح لمبی اور لچکدار مس سیلی نے سوئیوں کی طرح چبھتی ہوئی نگاہوں سے اس کا جائزہ لیا اور پھر اسے کوہن کے دفتر میں لے گئی۔

سال کوہن فون پر کسی کو ڈانٹ رہا تھا۔" جرمین! میں اس قسم کی خرافات سننے کا عادی نہیں ہوں۔ میں چین سے آیا ہوا یہ مال کبھی قبول نہیں کروں گا۔" اور پھر اس نے زور سے ریسیور پٹخ دیا۔

مس سیلی نے ہولے سے ہیری کو دھکیلتے ہوئے کہا۔" جاؤ۔"

اندر جا کر ہیری نے کوہن کو دیکھا۔ چھوٹے قد کے اس موٹے گنجے شخص کی ناک بھی لیزا کی طرح پھیلی ہوئی تھی سخت نگاہیں ہر بلند مرتبہ کاروباری شخصیت کی طرح لیزا کی شاعروں کی طرح پگھلا دینے والی تھیں ہیری رکتے رکتے چالیس فٹ لمبے قالین پر چلتا ہوا اس کی جہازی سائز کی میز کے سامنے جا پہنچا کوہن کی نگاہوں کے اثر سے ہیری کے گھٹنے کپکپانے لگے تھے۔

کوہن کے چہرے پر سختی کا ایسا نقاب چڑھا ہوا تھا کہ ہیری کو یہ کسی لاش کا چہرہ معلوم دے رہا تھا۔ اچانک اس چہرے پر روشن مسکراہٹ بکھر گئی اور بے رحم سیٹھ کا چہرہ زندہ دل شخص کی طرح چمک اٹھا۔ اس نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔" تم ہیری لیوس ہو؟"

اس مہربان اور پرتپاک انداز استقبال نے ہیری کو اور بوکھلا دیا۔ اس کی عقل

زور سے ہکلائے۔ "جی۔ جی جناب۔"

"ذرا ہاتھ ملاؤ اور پھر بیٹھ جاؤ۔"

گوہن نے مختصر سے ہاتھ سے ہیری کے بے جان ہاتھ کو اپنی گرفت میں لے لیا اور پھر جیسے بے ہوش ہوتے ہوتے ہیری کرسی پر گر گیا۔

"تو تم ہیری میور ہو۔" گوہن نے بخندہ پیشانی کہا۔ "بالکل لڑکے سے ہو۔ ہوں... ...ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ لیزا کبھی حماقت نہیں کر سکتی... اچھا ہیری میں بے حد مشغول ہوں۔ اس کاروبار نے تو مجھے کسی غلام کی طرح جکڑ رکھا ہے۔ کبھی فرصت ہوئی تو تفصیل سے کوئی تفریحی گپ شپ رہے گی۔ اور اب کسی تمہید کے بغیر میں پوچھتا ہوں کہ اگر میں تمہارا سسر بن جاؤں تو کیسی رہے گی؟"

ہیری کو خیال آیا کہ دونوں میں سے ایک ضرور پاگل ہو گیا ہے۔ یقیناً میرا ہی دماغ خراب ہو گیا ہے۔

"تم حیران ہو گئے ہو؟ کیا لیزا نے تمہیں نہیں بتایا؟" گوہن ہنسا۔ "میری بچی تم سے محبت کرتی ہے تم اس سے محبت کرتے ہو تو بس ٹھیک ہے... وہ تم سے شادی کرنا چاہتی ہے اور لیزا کی کوئی خواہش کبھی ادھوری نہیں رہی۔" گوہن نے تمسخر سے سر کو جنبش دی اور کہا۔ "اور یہ بھی بتا دوں کہ لیزا مجھے انگلیوں پر نچاتی ہے بڑی شریر ہے بہرحال تمہاری شادی پر میں خوشی محسوس کروں گا۔ کیونکہ میں نواسوں کا نانا بن سکوں گا۔ چھوٹے چھوٹے بچے بڑے اچھے لگتے ہیں میرے اندر کا بوڑھا دل معصوم روحوں کی کلکاریاں سننے کو بے تاب ہے۔ پتہ نہیں اب اور کتنے دن باقی ہیں زندگی کے۔ میں چاہتا ہوں میرے بعد لیزا اور اس کے بچے تم کے میری جائیداد کے وارث موجود ہوں۔"

ہیری کی زبان گنگ ہو کر رہ گئی تھی۔ زور سے دھڑکتے ہوئے دل، چہرے پر بہتے ہوئے پسینے اور آدھ کھلے منہ کے ساتھ وہ اس امیر یہودی کی باتیں سنتا رہا۔

"ہیری۔ میں نے تمہاری ملازمت کا ریکارڈ چیک کیا ہے۔ کاروباری میدان میں تم کچھ زیادہ ذہین نہیں ہو۔ لیکن لیزا نے تم میں ایک خاص صفت دیکھی ہے۔" کوہن نے چور نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے ہنس کر پوچھا: "یہ بات میرے اور تمہارے درمیان رہے — وہ کیسی تھی؟"

ہیری کو جھٹکا سا لگا۔ اس کے جسم کا سارا خون چہرے پر جمع ہو گیا تھا۔ وہ ہکلاتے ہوئے بولا۔ "میں.... میں کیا —"

کوہن نے ہاتھ ہلایا۔ "ہوں۔ ہوں۔ بس ٹھیک ہے ایک اچھے لڑکے کو کچھ شرمیلا بھی ہونا چاہیئے۔ اچھا تو ہیری اب میں بات کرتا ہوں۔ تم سنتے جاؤ۔ لیزا چاہتی ہے کہ اس ماہ کے آخر میں شادی ہو جائے۔ سٹور میں تمہاری جگہ پر کرنے کے لئے دوسرے منیجر کو چن لیا گیا ہے۔ اس طرح تمہیں فرصت ہوگی۔ کہ لیزا کے ساتھ مل کر مناسب رہائش گاہ کا انتخاب کر سکو۔ پیراڈائز سٹی کا ماحول لیزا کو بہت پسند آیا ہے اور وہ وہیں رہنا چاہتی ہے۔ مجھے تو... ہو جائے گی مگر میں جانتا ہوں وہ جو کہتی ہے کئے بغیر نہیں رہتی۔ تم اس کے ساتھ مل ... پسند کرو، فرنیچر اور کاروں وغیرہ کا انتظام کر دو گے۔ سارے اخراجات میں ادا ... کیونکہ ... سب کچھ لیزا کا ہی تو ہے۔ فی الحال اڑھائی لاکھ ڈالر کی رقم سے ... بینک میں تم دونوں کا جائنٹ اکاؤنٹ کھولا جا رہا ہے۔ مجھے معلوم ہے لیزا کا ہاتھ ... کھلا ہے۔ تم خیال رکھو گے۔ کہ بینک میں رقم کم نہ ہونے پائے۔ واپس جا کر ... کچھ رقم نکلوا لینا اور اپنے نئے، بیش قیمت اچھا لباس خرید لینا۔ ایسا لباس جس پر لیزا کو خفت

نہ ہو۔" اتنے میں ٹیلیفون کی گھنٹی بجی اور کوہن کی تیوریاں چڑھ گئیں اب یہ بدلا ہوا چہرہ
دیکھ کر ہیری کا دل کانپ اٹھا۔ کوہن نے جھپٹ کر ریسیور اٹھایا۔ اور دھاڑ کر بولا "میں
مصروف ہوں۔ کوئی کال نہ ملاؤ۔ کیا کہا ہانگ کانگ سے۔ ۔ ۔ ۔ گولی مارو ہانگ کانگ
کی کال کو۔" اور پھر اس زور سے ریسیور پٹخا کہ ٹیلیفون ٹوٹنے میں تھوڑی ہی کسر رہ گئی۔
کچھ دیر اپنا موڈ بحال کرنے کے بعد وہ بولا: "ہاں تو میں کیا کہہ رہا تھا۔ ہاں دیکھو ہیری۔
میرا عقیدہ ہے کہ آدمی کو کوئی نہ کوئی کام ضرور کرنا چاہیئے مگر لیزا چاہتی ہے کہ تم گھر پر
اور بکرے پہ ہر وقت اس کے ساتھ رہو۔ اس لئے میں نے ایسا انتظام کیا ہے کہ میرے عقیدے
اور اس کی خواہش میں بہت زیادہ ٹکراؤ نہ ہو۔ فلوریڈا میں میری پچاس ہزار ایکڑ ایسی زمین
ہے جہاں عمارات تعمیر ہو سکتی ہیں۔ میرے والد نے یہ زمین بڑے سستے داموں خریدی تھی اور
پھر یہ کئی سال تک یونہی پڑی رہی۔ تین مہینے سے میں نے اسے بیچنا شروع کر دیا ہے اور
اس کام کے لئے میرا ڈاؤن ٹاؤن سٹی میں ایک دفتر بھی کھول دیا ہے اس دفتر کا انچارج ایک بیکار
سا آدمی ہے آج صبح میں نے اسے جواب دے دیا ہے۔ نکمے آدمیوں کو ملازمت میں رکھنے
کا میں قائل نہیں ہوں۔" اس بات پہ ہیری ایک مرتبہ اور کپکپا اٹھا۔ "اس دفتر کا کام
اتنا مشکل نہیں۔ سارا کام ایک ذہین لڑکی نے سنبھالا ہوا ہے۔ مگر میں کسی آدمی کو سامنے
رکھنا چاہتا ہوں۔ تم اس دفتر کے انچارج ہو گے اور تمہیں فی الحال بیس ہزار ڈالر سالانہ
دیئے جائیں گے۔ اسے اپنا سگریٹ خرچ سمجھنا۔"

ہیری اب بھی چپ تھا مگر اس کے ذہن نے کام کرنا شروع کر دیا تھا وہ سوچ رہا تھا
بینک میں اڑھائی لاکھ ڈالر، شاندار گھر، نفیس بجرہ۔ بیس ہزار سالانہ کی ملازمت۔
اتنے میں مس سیلی نے دروازے میں سے جھانکا اور کہا۔ "مجھے معاف کیجئے مسٹر کوہن

لندن سے امریکہ کا سفیر بات کرنا چاہتا ہے اور ہانگ کانگ کبھی ابھی لائن پر ہے۔"
کوہن نے ہاتھ ہلا کر مسکراتے ہوئے کہا۔" دیکھا۔ دم بھر کو سکون نہیں۔ اچھا تو
اب تم پیراڈائز سٹی چلے جاؤ۔ لیزا ابھی دو دنوں میں آجائے گی۔ مجھے یقین ہے تم دونوں
بڑی خوشگوار زندگی گذارو گے۔"
ہیری کو اپنے بازو پر مس سیلی کے ہاتھ کا دباؤ محسوس ہوا تو وہ آہستگی سے اٹھ
اور میز پر پڑے ہوئے بے شمار ٹیلیفونوں پر نظر ڈالتے ہوئے باہر آگیا۔
مس سیلی نے کینہ توز اور پتھرا دینے والی نگاہ ہیری پر ڈالتے ہوئے کہا۔ مبارک
ہو مسٹر لیوس۔"
ماؤف اور مفلوج دل و دماغ کے ساتھ ہیری ایلیویٹر کی طرف قدم اٹھانے لگا۔

تجرد کی زندگی کے اگلے تین ہفتوں میں کئی مرتبہ ہیری کا جی چاہا کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ
کر بھاگ نکلے مگر شاندار زندگی کے تصور نے اس کے پاؤں میں بیڑی ڈال دی تھی۔ لیزا
کا خوابگاہیں، آٹھ غسل خانے
کا چنا ہوا گھر دیکھ کر اس کی آنکھیں ابل پڑنے کو ہوگئیں۔ آٹھ
پانچ نشست گاہیں، شاندار پائیں باغ اور اس کے درمیان نہانے کا تالاب۔ گیراج میں
چمکتی دمکتی رولز رائس، ایک کیڈلک اور ایک آسٹن مارٹن کل تین شاندار کاریں ایک
جاپانی شوفر، ایک ہاؤس کیپر، پانچ دوسرے خادم اور تین چینی باغبانوں پر مشتمل گھر کا عملہ
بیچ سے میں بیس افراد کی پر تعیش رہائش کا انتظام تھا۔ ہیری کو تو ہر وہ چیز ایک پلیٹ
میں سجا کر پیش کر دی گئی تھی جس کا خواب دیکھا جا سکتا ہے۔ مگر اس سب کے ساتھ اسے لیزا
بھی ملی تھی۔

سال کوہن سے انٹرویو کے اگلے دن جب وہ سٹور کے دفتر کی سیز میں سے اپنی چیزیں نکال رہا تھا۔ تو لیزا آن پہنچی اندر آکر اس نے دروازہ بند کر کے چابی گھما دی۔ پھر ہیری کے قریب آکر مسکراتے ہوئے بولی۔ "ہیلو۔ ہیری مجھے دیکھ کر حیران ہو گئے ہو؟"

جو کچھ بھی تھا ہیری ایک دیانتدار شخص تھا۔ اور فیصلہ کر چکا تھا کہ جب سودا ہو ہی چکا ہے تو پھر رقم ادا کرنے والے کو پورا بدلہ ادا کیا جائے۔ لیزا گاہک بھی اور وہ مال فروخت۔ چنانچہ وہ مسکرا کر بولا۔ "حیران! میں تو خوشی سے پاگل ہو رہا ہوں۔" یہ کہہ کر اس نے لیزا کو اپنی آغوش میں گھسیٹ لیا اور کپڑوں کے نیچے ہاتھ ڈال کر اس کے سوکھے ہوئے کولہوں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

شادی کے موقع پر سال کوہن خود بہ نفس نفیس موجود تھا۔ ہیرالڈ امز سٹی اور باہر سے آٹھ سو معززین نے شادی میں شرکت کی۔ سال کوہن بڑے طنطنے سے آیا تھا اور اپنے ساتھ اسمالڈی کا ہار بھی تحفہ دینے کے لئے لایا تھا۔

یہاں البرٹی رکا اور ترچھی نگاہ سے میری طرف دیکھا۔ "میں نے کہا تھا کہ میں آخر کار اسمالڈی کے ہار پر آجاؤں گا۔ اب میں تمہیں اس ہار کے متعلق بتاتا ہوں۔ اسمالڈی ہار دراصل جنوبی امریکہ کے ان ڈکٹیٹروں میں سے ایک کی ملکیت رہا تھا۔ جو ہمیشہ کسی نہ کسی سازش کا شکار رہتے ہیں۔ یہ ہار اس کی بیوی اسمالڈی کے نام پر مشہور تھا۔ ایسی ہی ایک کامیاب سازش نے اس ڈکٹیٹر کو وہاں سے فرار ہونے پر مجبور کر دیا۔ اور بھاگتے وقت وہ اپنے ساتھ اسمالڈی ہار ہی لے جا سکا۔ یہ ہار اس کی بیوی کا تھا۔ اور دو نسلوں سے اس خاندان کے پاس تھا۔ اس ڈکٹیٹر کی سال کوہن سے ملاقات ہوئی۔ اور سال کوہن نے یہ ہار خرید لیا۔ پتہ نہیں عیار یہودی نے ہار کی کیا قیمت ادا کی بہر حال اس نے ہار بیٹی کی شادی کے تحفے کے لئے خرید لیا۔ ہار میں مٹر کے دانے کے برابر ایک جیسی جسامت کے سو ہیرے لگے

ہوئے تھے۔ زنجیر پلاٹینم کی تھی اور اخبارات کے قیاس کے مطابق اس کی کم از کم قیمت ساڑھے تین لاکھ ڈالر تھی۔

لیزا نے شادی کے موقع پر ہار پہننے کے بعد اسے رلین کے سیف میں حفاظت سے رکھ دیا اور پھر بحری جہاز پر ہنی مون منانے بہاما کے جزائر کو چلی گئی۔

وہ اور ہیری ایک ماہ تک ہنی مون مناتے رہے اور اس عرصہ میں ہیری اپنی قیمت ادا کرتے کرتے ادھ موا سا ہو گیا۔ لیزا ایک ایسی لڑکی تھی۔ جس کی پیاس کبھی بجھنے ہی میں نہ آتی تھی۔ کئی دفعہ ہیری کا جی چاہا۔ کہ سمندر میں چھلانگ لگا دے۔ مگر وہ ایسا بھی نہ کر سکا۔

دن میں دو دو تین تین مرتبہ لیزا پر موڈ طاری ہو جاتا ایسے میں وہ مخمور آنکھوں سے ہیری کی طرف دیکھ کر ہولے سے کہتی: "ہیری....." پھر کرسی سے اٹھ کر اپنی کیبن کی طرف چل دیتی۔ اور ہیری اس بکری کی طرح اس کے پیچھے چل دیتا۔ جسے ذبح کرنے کے لئے بوچڑ خانے لے جایا جا رہا ہو۔

اگر وہ خوبصورت ہوتی تو ہیری خوشی خوشی اپنی ساری توانائیاں اس کے حوالے کر دیتا۔ مگر اب تو مجبوری کی وجہ سے اسے ایسا کرنا پڑتا تھا۔ وہ تو ہڈیوں کا ڈھانچہ تھی۔ اس کی چھاتیاں ابلے ہوئے انڈے کی طرح چھوٹی اور سخت تھیں اور پسلیاں بری طرح چبھتی رہتی تھیں۔ ہاں مگر ایک بات ہے کہ وہ تکنیک جانتی تھی اور مختلف گر استعمال کیا کرتی تھی۔

دو ہفتوں بعد ہیری کی یہ حالت ہو گئی کہ اگر بحری جہاز سمندر میں کسی چٹان سے ٹکرا جاتا تو ہیری خوشی سے چیخ اٹھتا۔ خدا خدا کر کے کسی نہ کسی طرح مہینہ پورا ہو گیا اور وہ اپنی

شاندار اقامت گاہ میں منتقل ہو گئے۔

یہ تبدیلی کئی لحاظ سے بہتر اور سود مند ثابت ہوئی۔ وہ صبح سے شام چھ بجے تک دفتر میں رہنے لگا۔ شام کے چھ بجے سے صبح تک لیزا کے ساتھ رہنا بھی کافی دشوار تھا۔ کبھی کبھی شام کو کوئی پارٹی ہو جاتی اور لیزا کے ساتھ صبر آزما تنہائیاں اور کم ہوں تو ہیری بہت خوش ہوتا۔ ایسی پارٹیوں میں اپنی شکل و صورت کی وجہ سے ہیری بے حد مقبول تھا۔ لہٰذا لیزا کے ساتھ تنہائی کے جانگسل لمحات کے سوا زندگی ہر طرح سے اچھی خاصی گزر رہی تھی۔

ہیری کی یہ توقع غلط ثابت ہوئی کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لیزا کی جنسی تسکین کی خواہش بھی سرد پڑتی جائے گی۔ کئی مرتبہ ہیری کی ملاقات ماضی کی شناسا ایسی لڑکیوں سے ہوئی جو جاندار بھی تھیں اور خوبصورت بھی مگر اپنی ایمانداری کی وجہ سے ہیری ان سے کترا گیا۔ ایمانداری کے علاوہ یہ وجہ بھی تھی کہ ہیری کو لیزا سے ہی فرصت نہ ملتی تھی وہ کسی اور لڑکی کی طرف کیا توجہ کرتا!

پارٹیوں کے موقعوں پر لیزا اسمالڈی کا ہار پہنتی تو باقی عورتوں کے سینوں پر سانپ لوٹ جاتے۔ ہیری بھی سوچتا کہ لیزا کے گلے میں اسمالڈی کا ہار کوے کی چونچ میں انگور والی بات ہے اس جیسے اور گردن پر یہ ہار ذرا نہ جچتا تھا۔ کبھی کبھی کوئی حسینہ پارٹی میں مدعو ہوتی تو ہیری کا جی بے اختیار چاہتا کہ لیزا کے گلے سے ہار اتار کر اس حسینہ کے گلے کی زینت بنا دے۔

دفتر میں ہیری کا وقت قدرے خوشگوار گزرتا۔ پرتکلف شاندار دفتر کا وہ انچارج تھا لاکھوں پچاس ہزار ایکڑ اراضی کے دیہات۔ بیچنا بڑا الجھا دینے والا کام تھا اس کے علاوہ اپنی سیکرٹری مس برٹش بھی اسے سخت ناپسند تھی یہ ادھیڑ عمر سال کی چھوٹے قد اور فربہ

جسم کی بجنہ رنگت والی روکھی اور خشک قسم کی عورت تھی جو ہی دفتر کا سارا کام چلاتی تھی اور ہیری پر اثر
رکھتی تھی۔ ہیری اسے پسند کرتی تھی۔ اپنے نام مسز ہ کوہن کر کے قول کے مطابق بڑی ماہر تھی۔ دفتری اوقات میں وہی ہیری کے پروگرام
ترتیب دیا کرتی۔ اور اس طرح کہ اگر ہیری کی خواہش کسی ہوش رُبا کے سامنے کہیں
ساحل سمندر پہ بیٹھ کر کھانا کھانے کی بھی ہوتی تو وہ ایسا نہ کر سکتا اور مس پرنٹس کے بنائے
ہوئے پروگرام کے مطابق یا ٹل کلب میں کھانا کھانے پر مجبور رہتا۔

اسی طرح ہنستے کھیلتے شادی کے دو سال گزر گئے۔ اس دوران ہیری نے جائداد
بیچنے کے کاروبار کو کافی حد تک سمجھ لیا تھا۔ اور نہایت اچھی قیمت پر کچھ قطعات بیچ کر
سال کوہن کی خوشنودی بھی حاصل کر لی تھی۔ ہیری اب پر تعیش اور شاندار زندگی کا عادی
ہو چکا تھا۔ مگر ازدواجی طور پر اسے کوئی خوشی نہ مل سکی تھی۔ بہرحال رات کو بستر کے سوا اس کا
وقت اچھا ہی گزر جاتا تھا۔

ایک دن دفتر میں ایک کامیاب سودا کرنے کے بعد وہ یہ سوچ رہا تھا کہ اس سودے
سے سال کوہن کو کتنی خوشی ہوگی اور وہ کس انداز سے اسے سراہیگا کہ اس کی سیکرٹری مس
ہیریٹ پرنٹس اس کے کمرے میں آئی۔ اس کے چہرے پر کچھ ایسی گھبراہٹ طاری تھی
کہ ہیری چونک اٹھا۔ عام طور پر یہ عورت بڑے ٹھنڈے مزاج اور سکون کا اظہار کیا
کرتی تھی مگر اس وقت اس کا چہرہ یوں پھیکا پڑا ہوا تھا۔ جیسے چڑیا کو فرش پر پھینک
دیا گیا ہو۔ پھر وہ تقریباً چیختے ہوئے بولی۔ "ڈاکٹر گورلی تم سے بات کرنا چاہتا ہے۔"

ڈاکٹر گورلی ان کا پرسنل ڈاکٹر تھا۔ لیزا اکثر خود کو اور ہیری کو اس سے معائنہ
کرانی رہتی تھی اور اس کے مشوروں کا بڑا احترام کرتی تھی۔ ہیری نے گھور کر سیکرٹری کی طرف
دیکھا اور سوالیہ انداز میں کہا۔ "ڈاکٹر گورلی؟"

"ہاں ایک ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔" مس برنٹس نے کہا اور اچانک پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ گئی۔

ہیری نے جھپٹ کر ٹیلیفون کا ریسیور اٹھایا اور ڈاکٹر گورلی کے نمبر ملائے۔ ڈاکٹر گورلی نے فون پر ٹھہر ٹھہر کر بتایا کہ لینرا حسب عادت گھوڑ سواری کر رہی تھی۔ کہ گھوڑے کا پاؤں ایک کتے پر پڑا۔ کتا زور زور سے بھونکا تو گھوڑا بدک گیا اور لینرا گھوڑے سے گر کر زخمی ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر کی آواز میں کچھ ایسا ٹھہراؤ اور گمبھیرتا تھی کہ ہیری بے چین ہو گیا۔ "مسٹر لیوس۔ اس وقت وہ میرے کلینک میں ہے۔ کافی زخمی ہے۔ کیا تم فوراً آسکتے ہو؟"

کلینک پہنچ کر ہیری کو معلوم ہوا کہ لینرا ایک چٹان پر گری تھی۔ جس سے اس کی ریڑھ کی ہڈی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا تھا۔ ڈاکٹروں نے بہیترا زور مارا۔ ہر جتن کیا مگر اس دن کے بعد لینرا کے جسم کا نچلا حصہ بیکار ہو کر رہ گیا۔ اب وہ نہ تو چل پھر سکتی تھی اور نہ ہی اپنے آپ خود اٹھ کر بیٹھ سکتی تھی۔ پہلے پہل تو ہیری کو ڈاکٹر کی باتوں کی سمجھ ہی نہ آئی۔ مگر جب ڈاکٹر نے اسے بتایا کہ اب لینرا کبھی وظیفہ زوجیت کے قابل نہ ہو سکے گی۔ تب ہیری کو یوں لگا۔ جیسے اس کی چھاتی پر ایک ٹن بھاری پتھر رکھ دیا گیا ہو۔ ہیری جان کر اسے صدمہ سا ہوا کہ اب لینرا کبھی اپنے پاؤں پر نہ کھڑی ہو سکے گی۔ اور آخر میں اسے یہ احساس ہوا۔ کہ اب وہ ایک معذور عورت کے ساتھ بندھ کر رہ گیا ہے۔

سال کو پہنچ چکا۔ یہ خبر پہنچی تو اس پر دل کا اتنا شدید دورہ پڑا کہ وہ وہیں کرسی پر بیٹھے بیٹھے ڈھیر ہو گیا اور ڈاکٹر کے پہنچنے سے پہلے ہی دنیا کے جھنجھٹ سے آزاد ہو گیا۔ اس وقت [illegible] کی موت ہیری کے لئے دوہری الجھن کا باعث بنی۔ لینرا کلینک میں [illegible] بے ہوش پڑی [illegible] اور [illegible] باپ [illegible] تھا۔ اسے یہ سوچ کر الجھن [illegible]

تھی کہ اب سال کوہن کا سارا کاروبار سنبھالنا پڑے گا. مگر جلد ہی ہیری کو یہ معلوم ہو گیا کہ سال کوہن سارا انتظام پہلے سے کر گیا ہے. وہ اپنا سارا کاروبار ایک وائس پریذیڈنٹ ڈائریکٹر کے ایک بورڈ، چند وکیلوں اور تین متولیوں کے سپرد کر گیا تھا. ان سب نے ہیری کو الگ کر کے سارا انتظام خود سنبھال لیا.

پہیوں والی کرسی پر بیٹھ کر لیزا کلینک سے باہر آئی تو سال کوہن کی وصیت پڑھی گئی. وصیت نامے کے مطابق ہر ایک چیز کی مالک لیزا قرار دی گئی تھی. وصیت میں ہیری کا ذکر تک نہ تھا.

لیزا کے ایکسیڈنٹ نے ہیری کی زندگی میں ایک بہت بڑا تغیر پیدا کر دیا جب لیزا کے سر میں یہ بات بیٹھ گئی کہ اب وہ ہمبستری کے قابل نہیں رہی اور نہ ہی گھوڑ دوڑی کر سکے گی تو اس کے مزاج میں چڑچڑا پن راہ پانے لگا.

ہیری کو ہمیشہ سے شبہ تھا کہ لیزا کے اندر کوئی خبیث روح چھپی ہوئی ہے اب وہ خبیث روح سامنے آ گئی. جس وقت سے وہ گھر آئی ہیری کی زندگی ایک بھیانک خواب بن کر رہ گئی. سب سے پہلا کام لیزا نے یہ کیا کہ بینک کا جائنٹ اکاؤنٹ بند کر کے صرف اپنے نام سے اکاؤنٹ کھلوا لیا. یہ خطرے کی پہلی بتی تھی. وہ بولی۔ "ڈیڈی ہر چیز میرے لئے چھوڑ گئے ہیں. سو میں ہی سارا انتظام کروں گی. البتہ تمہارا اسگرٹ خرچ تمہیں ملتا رہے گا"
یہ سن کر ہیری اس کا منہ تکتا رہ گیا.

دوسرا حادثہ یہ ہوا کہ پارٹیاں یکسر بند کر دی گئیں اس فیصلے کی لیزا نے یوں وضاحت کی۔ "میں اس نا ہنجار کرسی پر جکڑی بیٹھی ہوں. محض میرا دل بہلانے کون کم بخت آئے گا" ہیری نے اسے اس مالیوسی موڈ سے نکالنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا. وہ کہنے لگی

"میں ان فاحشہ عورتوں کو یہاں نہیں بلوا سکتی۔ جو تمہاری نگاہیں گرم کرنے کا سامان کر سکیں۔ اور سنو۔ میری یہ بات غور سے سن لو۔ اگر میں جنسی خوشی حاصل نہیں کر سکتی تو تمہیں بھی حاصل نہ کرنے دوں گی۔ میری یہ بات پتھر پر لکیر سمجھو اور پلے باندھ لو"

ہیری نے اس فیصلے پر دل ہی دل میں آزردہ ہوتے ہوئے نقاہت سے کہا۔ "ایسی باتیں نہ کرو جانِ من۔ یہ غم صرف تمہارا نہیں میرا بھی ہے" لیزا نے خوشی سے چمکتی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ "تو بس ہمیشہ یہ غم اپنا بنائے رکھنا ہیری۔ ورنہ سڑکوں پر ٹھوکریں کھاتے دکھائی دو گے۔"

دو سال کی پر آسائش زندگی نے ہیری کو بے حد تن آسان بنا دیا ہوا تھا۔ نوکری، خوبصورت گھر اور یہ آرام چھن جانے کے خیال سے وہ کانپ اٹھا۔ مگر زیادہ دن نہ گذرے تھے کہ زندگی اسے بڑی بے کیف اور روکھی پھیکی محسوس ہونے لگی اور جنسی تشنگی اس کی روح میں خلفشار پیدا کرنے لگی وہ سوچنے لگا۔ کوئی ایسا طریقہ ہونا چاہیئے کہ لیزا کو پتہ بھی نہ چلے اور کام بھی بن جائے۔ مگر اسے جلد ہی معلوم ہو گیا کہ وہ جاسوسوں میں بری طرح گھرا ہوا ہے مس برنٹسن۔ ٹوٹو جاپانی بٹلر اور ہلگر ہمیشہ اس کی ٹوہ میں رہتے تھے۔

ہلگر ایک پچپن سالہ، لمبی تڑنگی عورت تھی۔ گھوڑے کے منہ اور سخت آنکھوں والی یہ عورت لیزا کی نرس تھی۔ وہ ہیری سے نفرت کرتی تھی۔ اور ظاہر ہے کہ بدلے میں ہیری بھی اس سے متنفر تھا۔

سارا دن لیزا فون پر فراسکوت رابطہ قائم کئے رکھتی اور مس سیلی، وکیلوں اور ڈائریکٹروں کو ہدایات جاری کرتی رہتی یہ بات ہیری کے لئے کسی قدر تسکین کا باعث تھی کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ بھی چڑچڑے پن اور تنک مزاجی سے پیش آتی تھی۔ ہیری کو سب

زیادہ کھڑے لمحات شام کو اور چھٹی کے دن پیش آتے تھے۔ چھٹی کے گھر آنے پر سے کچھ معلوم نہ ہوتا۔ کہ لیزا کس موڈ میں ہوگی۔ اکثر و بیشتر اس کا پارہ چڑھا رہتا۔ ایک اتوار شام کو غصے میں لیزا نے ٹی وی کا بٹن زور سے بند کیا۔ اور ہیری نے پرانا ناول فرش پر اچھال پھینکا تو ہیری نے ڈرتے ڈرتے اپنی تجویز دہرائی۔ "میں پھر کہتا ہوں کہ شام کو کوئی نہ کوئی پارٹی کر دیا کرو۔ اس سے تنہائی کا جان لیوا احساس ختم ہو جائے گا اور ....؟"

"بکواس۔" لیزا نے جھڑک کر اس کی بات کاٹ دی۔ "کیا تم چاہتے ہو کہ وہ ملنے والے آکر میری حالت پر جھوٹ موٹ اظہار افسوس کریں۔ میرے ساتھ اسی طرح رہنا پسند ہو تو رہو ورنہ راستہ پکڑو۔ میں تمہیں نہیں روکوں گی۔"

اگلے چند ماہ ان کی زندگی کا یہی چلن رہا۔ چھوٹے موٹے واقعات ہوتے رہے۔ مثال کے طور پر ایک مرتبہ ہیری نے تین بڑھیا سوٹ خریدے اور اسے یاد ہی نہ رہا کہ ان کا جائنٹ اکاؤنٹ کبھی کا بند کر دیا گیا ہے۔ اس نے ان تینوں سوٹوں کی قیمت مشترک کھاتے میں ڈال دی۔ دوسرے دن جب وہ دفتر سے لوٹا تو لیزا نے ان سوٹوں کا بل اس کی طرف پھینک کر کہا: "یہ بل خود ادا کرو۔ تمہارے پاس اپنی رقم بھی ہوتی ہے پھر میرے حساب میں کیوں بھجواتے ہو!"

ہیری کو معلوم تھا کہ اس کے اپنے حساب میں کچھ زیادہ رقم جمع نہیں۔ بیس ہزار ڈالر سالانہ معقول رقم تھی مگر اب اس کا ہاتھ کچھ زیادہ ہی کھلا ہو گیا تھا۔ چنانچہ ان میں ہزار ڈالر مہینے سگریٹ، ذاتی تفریح کے لئے شراب، کار کے لئے گیس اور پرائیویٹ کلب میں بیروں کو شایان شان ٹپ دینے کے بعد کچھ نہ بچتا تھا۔ اس مہینے درزی کا بل بقایا تھا اور آئندہ ماہ کا چیک ڈھول بجنے پر ادا ہونا تھا۔

مگر کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا کہ لیزا اس کے ساتھ بڑا دلگداز اور دل دہلا دینے والا نرم رویہ اختیار کر لیتی۔ یہ وہ وقت ہوتا جب ہلگا اس پر سوار نہ ہوتی۔ اور وہ اپنے فراخ اور پر آسائش کمرہ خواب میں تنہا ہوتی۔ ایسے اوقات میں وہ ہیری کی باتیں بڑی ہی توجہ اور انہماک سے سنتی اور ہیری بھی اپنی دیانت داری کے باعث اس کے مجروح جذبات کی تسکین کے لئے ساری کوشش صرف کر دیتا۔ کبھی کبھی وہ اس سے رلین کا سیف کھلوا کر اسماالڈی کا ہار منگواتی اسے پہن کر پہیوں والی کرسی کو حرکت دیتی اور قدِ آدم آئینے کے سامنے جا کر اپنا جائزہ لیتی اور پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ جاتی ہچکیاں اور سسکیاں لیتے ہوئے وہ اس بری طرح لرزتی کہ ہیری کا دل بھی کٹ کر رہ جاتا۔

کچھ دن اور گزرے تو آخر ہیری نے اسے مشورہ دیا۔ کہ کچھ مدت بجرے پر گزارنی چاہیئے۔ لیزا اس دن خوشگوار موڈ میں تھی۔ پھر بھی جب اس نے ہیری کی بات مان لی۔ تو ہیری کو تعجب ضرور ہوا۔ ہیری نے تجویز پیش کی۔ کہ کچھ قریبی دوستوں کو بھی ساتھ لے لیا جائے۔ لیزا نے یہ بات بھی مان لی۔ پھر ہیری نے بڑی احتیاط سے دوستوں کی فہرست بنائی اور صرف تین ایسی عورتوں کے نام شامل کئے جو نہ تو خوبصورت تھیں اور نہ ہی جوان۔ لیزا نے یہ فہرست پڑھی اور ان لوگوں کو بجرے کے سفر میں شامل کرنے پر کوئی اعتراض نہ کیا۔

بحری سفر نے اتنا خوشگوار اثر کیا کہ سفر سے واپسی کے چند دن بعد خود لیزا نے ایک دعوت تقریب منانے کا اعلان کر دیا۔ اسے یہ تجربہ ہو چکا تھا۔ کہ لوگوں کو توڑنے پھینکنے کا شغل ہے نہ کہ ٹکٹ نے پیشنے والے کی حالت زار سے۔

رفتہ رفتہ زندگی ہیری کے لئے معمول پر آنے لگی مگر پھر بھی ہیری بڑا محتاط

تھا۔ لیزا کے ساتھ رہنا کسی ٹائم بم کو اٹھائے پھرنے سے کم خطرناک نہیں تھا۔ پارٹیوں کے دوران وہ لیزا کی کرسی سے زیادہ دور جانے کی کبھی جرأت نہ کرتا۔ اور اگر بھولے سے یہ حرکت ہو ہی جاتی تو پارٹی کے بعد اس کی وہ گت بنتی کہ بس۔

ہیری کی جنسی تشنگی بڑھتی ہی رہی وہ ایک عرصہ سے سادھوؤں کی سی زندگی گذار رہا تھا۔ جنسی تقاضے جب بیدار ہوتے تو اس کے تن بدن میں آگ سی لگ جاتی اور دماغ میں دھند سی پھیل جاتی۔ مگر وہ سخت کوشش اور جدوجہد کے بعد آتش ہوس کو سرد کرنے میں کامیاب ہو ہی جاتا۔ اگر وہ کسی جائز وسیلے سے آگ کو بجھانے کی کوشش میں پکڑا جاتا تو اسے اپنا انجام معلوم ہی تھا اس کے علاوہ اسے کوئی ایسی ترکیب کبھی سمجھ میں نہ آتی تھی کہ وہ کسی طوائف سے ہی چھپ چھپا کر وقتی طور پر تسکین حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتا وہ دس بجے صبح گھر سے روانہ ہوتا اور اسے معلوم تھا۔ کہ اگر وہ مقررہ وقت پر دفتر نہ پہنچا تو دفتر میں متعین جاسوس مس پرنٹس فوراً لیزا کو فون کرے گی۔ دوپہر کا کھانا مس پرنٹس کے بنائے ہوئے پروگرام کے مطابق متوقع گاہکوں کے ساتھ یاٹ کلب میں کھایا جاتا شام کو چھ بجے گھر لوٹتا اور رات ساڑھے دس بجے تک لیزا کے ساتھ نتھی ہو کر رہنا پڑتا۔ لیزا ساڑھے دس بجے اپنی خوابگاہ میں سو جاتی مگر ہلگا اور ٹوٹو کی وجہ سے اس کے بعد بھی چوری چھپے گھر سے نکلنے کی نوبت نہ آتی۔ ایک بات اور بھی تھی۔ اس کے پرانے تعلقات سب جینی کے ساتھ دفن ہو گئے تھے اور اب وہ کچا ہاتھ ڈال کر اس آرام دہ زندگی کو خطرے میں نہ ڈال سکتا تھا۔

دو مہینے اور واقعت پیسے اور جلتے کڑھتے ہوئے گزرے اور پھر ایک تبدیلی واقع ہوئی لیزا کی دی ہوئی ایک پارٹی میں ہیری کی ملاقات جیک انگلش سے

ہوئی وہ بھی ہیری کی طرح ایک امیر عورت سے شادی کر بیٹھا تھا۔ اور اب کوئی غلط قدم اٹھانے سے بڑا خوفزدہ تھا۔ جیک انگلش کی نفیس بات چیت لیزا کو بہت پسند آئی۔ گفتگو کے دوران اس نے لیزا کو اچانک یوں مخاطب کیا۔ "یہ ہیری موٹا ہوتا جا رہا ہے۔ شاید ورزش نہیں کرتا۔ مجھے گالف کھیلنے کے لئے ایک پارٹنر کی ضرورت ہے۔ اگر تم اجازت دو۔ تو اسے ساتھی بنا لوں۔ اس کی صحت اچھی ہو جائے گی"۔

لیزا نے چند لمحات تک توقف کیا اور اس دوران ہیری کا دل دھڑکنا بھول گیا تھا۔ وہ اچھے موڈ میں تھی ہیری سے کہنے لگی۔ "کیا تم دوبارہ گالف کھیلنا چاہتے ہو ہیری؟"

ہیری نے زبردستی اپنا سر نفی کے انداز میں ہلایا اور کہا۔ "نہیں ...... دفتر کے بعد میں اپنا سارا وقت تمہارے ساتھ بسر کرنا چاہتا ہوں۔"

یہ انتہائی موزوں جواب تھا۔ جو اس نے دیا۔ لیزا نے جیک انگلش کی طرف دیکھا۔ "تم ٹھیک کہتے ہو اس کی صحت اچھی ہو جائے گی یہ گالف کھیلا کرے گا۔"

چنانچہ یہ طے پایا کہ ہر اتوار کی صبح ہیری اور جیک انگلش گالف کھیلا کریں گے پہلی اتوار کو جب گالف کلب میں ہیری جیک انگلش سے ملا۔ تو جیک انگلش نے اسے رازدار بناتے ہوئے کہا۔ "سنو دوست۔ گالف کھیلنے کا میں نے محض بہانہ بنایا ہوا ہے اور تمہیں گواہ بنانے کے لئے چاہتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک بڑی ہی آفت کی پرکالہ لڑکی سے میرا عشق چل رہا ہے۔"

"تو مجھے کیا کرنا ہوگا؟" ہیری نے حیرانی سے پوچھا۔

انگلش مسکرا دیا۔ "بس جب کبھی پوچھا جائے تو یہ گواہی دے دینا کہ میں تمہارے ساتھ گالف کھیل رہا تھا۔ اور اگر چاہو تو تم بھی اپنے لئے کوئی چاند کا ٹکڑا ڈھونڈ سکتے

ہونہیں تمہارا گواہ بن جایا کروں گا،"

سو ہیری تنہا ہی گالف کے میدان میں گیند بھگاتے پہنچتا اور انگلش دو گھنٹے تک گالف میدان کے قریب کی جھاڑیوں میں اپنی محبوبہ کے ساتھ عشق کا کھیل کھیلتا رہتا۔ یہ ایک نادر ترکیب ہے۔ ہیری سوچتا۔ اگر مجھے بھی کوئی مناسب سی لڑکی مل جائے تو۔۔۔۔

پھر ایک شام جب وہ دفتر سے گھر پہنچا تو لیزا نے خود ہی اسے ایک ایسا موقع فراہم کر دیا جس سے ہیری کی تیاری اور نئی کھسوٹی زندگی میں بہار کے سامان ہو گئے۔

۴

دفتر میں ہیری کا وہ دن بڑا منحوس گزرا تھا۔ اگر وہ کاروبار میں بیدار مغز ہوتا۔ تو ٹیکساس کے ایک گاہک کے ہاتھ زمین کے چند ٹکڑے بڑی اچھی قیمت پر نکل جاتے ہیری نے پورا زور لگا دیا۔ مگر آخر میں طویل القامت اور بھوسلے رنگ کے گاہک نے سر ہلاتے ہوئے بتایا۔ کہ سودا کرنے سے پہلے وہ مزید سوچنا چاہتا ہے اس طرح فی الحال تین لاکھ کا سودا کھٹائی میں پڑ گیا تھا۔

ہر آنکھ ہوئے غبارے کی طرح مرجھایا ہوا ہیری شام کو گھر گیا اور لیزا کے پاس چلا گیا جو اپنی کرسی پر بالکونی میں بیٹھی باغ میں مالیوں کو کام کرتے دیکھ رہی تھی اس کی بیزار

اور روٹھی ہوئی شکل پر نظر ڈالتے ہی ہیری کا دل ڈوب گیا۔ ظاہر تھا کہ اس کا موڈ بگڑا ہوا ہے۔

ہیری بوسہ لینے کے لئے قریب ہوا تو لیزا نے خفگی سے اسے دھتکار دیا۔

"میرے قریب مت آؤ۔"

ایک ٹھنڈی سانس بھر کر ہیری قریب والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ "کیا کوئی ناگوار واقعہ ہوا ہے ڈارلنگ؟"

"کیا نہیں ہوتا۔ وہ عورت سیلی قطعی احمق ہے سوچ رہی ہوں کہ اسے نکال باہر کروں۔"

مس سیلی کی پر وفا مسکراہٹ یاد کر کے اس خبر سے ہیری کو ذرا دکھ نہ ہوا۔ "تم بہتر جانتی ہو۔ میرے خیال میں بھی وہ کچھ زیادہ ہوشیار عورت نہیں ہے۔"

اس موقع پر یہ بات الٹ اثر کر گئی۔ لیزا نے ہیری پر ہی یوں دولتی ۔ ۔ ۔ ۔ جھاڑ دی۔ "ہونہہ! یہ تم کہہ رہے ہو۔ میں کہتی ہوں اس کی چھنگلی میں تمہارے سر سے زیادہ عقل بھری ہوئی ہے۔"

یہ سن کر ہیری دم بخود رہ گیا اتنے میں تیر آنکھوں والا جاپانی ملازم بالکونی میں آیا اور جھک کر آداب بجالانے کے بعد مارٹینی کا جام ہیری کے قریب رکھ گیا۔ لیزا نے خفگی سے جھاگ دار جام کو دیکھا اور بولی "اور تم بہت زیادہ پینے لگے ہو۔" اس کی یہ بات غلط تھی۔ سچ تو یہ تھا کہ ڈاکٹر گوری نے خود لیزا پر شراب نوشی بند کر رکھی تھی۔

"سارے دن میں یہ میرا پہلا جام ہے۔" ہیری نے نرمی سے کہا۔ "اگر کہتی ہو تو یہ بھی نہیں پیوں گا۔"

"پی لواب" لیزا نے نچلا ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "میں آج شام کہیں باہر کھانا کھانا چاہتی ہوں۔"

"ضرور ضرور، تو کہاں چلیں۔ یاٹ کلب، یمہ نیتی یا میر الفریڈو؟"

"اوہ۔ ان مقامات سے میں تنگ آ چکی ہوں۔ ہم آج سائیگان ریسٹورنٹ جائیں گے۔"

یہ سن کر ہیری حیران رہ گیا۔ ساحل سمندر بھیڑ بھڑکے والے ریستورانوں میں سے ایک سائیگان ریسٹورنٹ تھا۔ ہیری یہاں کبھی نہیں گیا تھا۔ کیونکہ اسے ویت نامی کھانے زیادہ مرغوب نہ تھے۔ اس کے علاوہ یہ بڑا ذلیل۔ ورگھٹیا درجے کا ریستوران تھا۔ عموماً سستے کھانے کی تلاش میں آئے ہوئے سیاحوں سے بھرا رہتا تھا۔ اس نے جھجکتے ہوئے کہا۔ "کیا وہ جگہ تمہیں پسند آ جائے گی؟ وہاں تو سیاح ٹوٹے پڑتے ہیں۔"

"کچھ بھی ہو۔ ہم وہیں کھانا کھائیں گے۔"

"اچھا تو میں فون کر کے ایک ٹیبل بک کرائے لیتا ہوں۔"

سو وہ وہاں گئے۔ لیزا کو پہیوں والی کرسی سے اٹھا کر گاڑی میں بٹھانا ہیری کے لئے بڑا مشکل اور افراتفری کا کام ہوتا تھا۔ وہ ہمیشہ ہی کراہ اٹھتی اور شکایت کرتی۔ کہ ہیری احتیاط سے اسے نہیں اٹھاتا۔ اسے کار میں بٹھانے کے بعد ہیری پہیوں والی کرسی کو تہہ کرتا اور گاڑی میں رکھتا۔

ریستوران میں پہنچ کر ہیری نے کرسی اتاری اور پھر بڑی احتیاط سے لیزا کو اٹھا کر اس میں بٹھا دیا۔ جب وہ کرسی دھکیلتا ہوا ریستوران کے نیم تاریک اور میلے

سے ڈ ینگ ہال میں پہنچا تو ریستوران کا مالک ڈانگ تھو چھوٹے چھوٹے تیز قدموں سے چلتا ہوا آن پہنچا۔ ہیری نے فون پر لیزا کے متعلق اسے خبردار کر دیا تھا۔

موٹے اور ناٹے زرد رنگ کے اس شخص کی آنکھیں سیاہ اور جلد جھریوں والی تھی۔ اس نے روایتی ویت نامی سیاہ لباس پہن رکھا تھا۔ وہ تعظیم میں جھکتے ہوئے زمین سے جا لگا۔ اور پھر انہیں ساتھ لے کر ایک خاص کمرے میں پہنچا۔ جو ریستوران سے الگ تھلگ تھا۔ اور جہاں سے ساحل کا منظر بخوبی دکھائی دیتا تھا۔ میز پر ہلکے گلابی رنگ کے پھولوں کا گلدستہ سجا ہوا تھا۔ اور سفید میز پوش بالکل اجلا اور نیا تھا۔ گویا ڈانگ تھو نے لیزا کو خوش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی مگر وہ ذرا بھی متاثر نہ ہوئی۔

ہیری کرسی دھکیلتا ہوا میز کے قریب گیا تو وہ بولی "میرا خیال ہے یہاں ہمیں زہر کھلا دیا جائے گا۔" یہ تبصرہ سن کر ڈانگ تھو بوکھلا کر دانت نکالنے لگا۔ اور پھر ایک فٹ لمبے دو مینو ہیری کی طرف بڑھا دیئے۔ ہیری نے مینو پر یونہی سی نظر ڈالی۔ اور پھر لیزا کی طرف منہ کر کے پوچھنے لگا۔ "کیا کھانا اس کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے؟"

"ہاں۔ ٹھیک ہے" لیزا نے لاپرواہی سے کہا۔ وہ یہاں آنے پر اب پچھتا رہی تھی مگر کسی طرح ہیری پر الزام نہ دے سکتی تھی کیونکہ اس نے خود ہی یہ جگہ پسند کی تھی۔

ہیری نے زرد رو ویت نامی کو کہا کہ سادہ سا ویت نامی کھانا لائے۔ کھانے کا انتظار کرتے ہوئے لیزا کھڑکی میں سے باہر ساحل کا منظر دیکھتی رہی اور اس کا موڈ دیکھتے ہوئے ہیری خاموش بیٹھا رہا۔

دروازہ کھلا اور ایک لڑکی ڈانگ تھو کا بھیجا ہوا کھانا لے کر اندر آئی۔ اس نے ویت نامی لباس پہن رکھا تھا۔ سفید سلک کی پتلون اور ہلکے گلابی رنگ کا لمبا سا

لبادہ۔ اس نے کنگھی کئے ہوئے بالوں کی چوٹی کسی سانپ کی طرح کمر دلنشیں پیچھے سے متناسب اور موزوں کمر پہ لٹکائے ہوئی تھی۔ یہ اس بات کی نشانی تھی۔ کہ وہ کنواری ہے شادی شدہ ویت نامی عورتیں بال یوں نہیں گوندھا کرتیں۔

وہ کمرے میں اس طور داخل ہوئی تھی کہ لیزا کی کرسی اور ہیری کا منہ اس کی طرف تھا۔ اس پر نظر پڑتے ہی ہیری کا دل زور سے دھڑک اٹھا۔ اتنی خوبصورت اور دلکش لڑکی اس نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ چھوٹے چھوٹے خوبصورت نقوش، بڑی بڑی بادامی آنکھیں، پریوں کی طرح متناسب جسم بڑی مشکل سے ہیری نے اس پر سے نگاہیں ہٹائیں اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔ لڑکی ان کے سامنے پلیٹیں چن رہی تھی۔

لیزا نے بھی ایک نظر اسے دیکھا اور پھر اسے غیر معمولی طور پر حسین پا کر جلدی سے ہیری کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر اتنے میں ہیری بڑی صفائی سے اپنے چہرے پر بیزاری طاری کر کے اکتاہٹ سے پلیٹوں پر نظر جما چکا تھا وہ بولا۔ "کھانا کچھ اچھا ہی لگتا ہے۔"

"ہاں۔ شاید" لیزا نے رکھائی سے کہا۔

کھانے کی پہلی قسط چھوڑ کر لڑکی چلی گئی اور ہیری کو یوں محسوس ہوا جیسے سفید اجالا ہوا اور ہڈیوں کو حرارت بخشنے والا سورج چند لمحوں کے لئے چمکا تھا۔ اور پھر تاریکی چھا گئی۔ یہ لڑکی ڈانگ کتو کی بیٹی تھی۔ اس کی ماں امریکن تھی۔ اور کسی وقت سائیگان میں امریکی سفارتخانے کی ملازم رہ چکی تھی۔ ڈانگ کتو سے ملاقات کے بعد اس نے شادی کر لی اور ایک بچی تانیا کی ماں بنی۔ تانیا پانچ سال کی ہوئی۔ تو اس کے ماں باپ سائیگان چھوڑ کر بیرالڈ انٹرسٹی میں آباد ہو گئے یہاں ڈانگ کتو نے اپنی بیوی کی دولت سے

ریسٹورانٹ کھول لیا۔ تانیا سولہ سال کی ہوئی۔ تو اس کی ماں کینسر جیسے نامراد مرض کے ہاتھوں بھی دنیا کو سدھار لی۔

اب تانیا اپنی ماں کی جگہ ریسٹورانٹ کا کام کیا کرتی تھی مگر اسے یہ کام ذرا پسند نہ تھا۔ آدھا امریکن اور آدھا ویت نامی خون ہونے کے باعث وہ اپنی زندگی کو کسی مناسب ڈگر پہ ڈالنے میں کافی الجھن محسوس کرتی رہتی تھی۔

جب وہ نئی پلیٹیں لئے آئی تو ہیری نے ایک ثانیہ کے لئے تعریفی نگاہوں سے پھر اس کی طرف دیکھا اور پھر منہ پھیر لیا۔ پر یوں جیسا حسن دیکھ کر اس کے دل کو کچھ کچھ ہونے لگا تھا۔ ویت نامی حسن کی ساری خاصیتوں کے ساتھ تانیا امریکن نسوانی دلکشی کا ایک شاہکار تھی۔ ایک ہی نظر میں ہیری نے بہت کچھ سمیٹ لیا تھا۔ گلابی لبادے کے نیچے لہریں لیتی ہوئی چھاتیاں، لمبی ٹانگیں اور تنگ مگر بھرے بھرے کولہے۔

ہر ایک چیز پیٹ بھر کر کھانے کے ساتھ ساتھ لینزا ہر ایک کھانے میں کیڑے نکالتی رہی۔ کھانا ختم ہوا تو ہیری نے سکھ کا سانس لیا۔ کھانے کے چیک کا انتظار کرتے ہوئے لینزا نے اچانک کہا۔ "میرا خیال ہے..... وہ لڑکی دوغلی ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

"کیا واقعی؟ میں نے غور سے نہیں دیکھا۔" ہیری نے نکر کے باہر نگاہ ڈالتے ہوئے کہا۔ "ویسے بھی مشرقی لڑکیوں سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں۔"

لینزا آنے کی طرف جھکی اور مسرور چمکتی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولی۔ "تو پھر کونسی چیز تمہیں پسند ہے ہیری؟"

"تم ہو!" ہیری نے جبر کر کے مسکراہٹ لبوں پہ لاتے ہوئے کہا۔ "مجھے صرف تم سے دلچسپی ہے۔ وہ پہلی ملاقات مجھے اب تک نہیں بھولی اور نہ ہی کبھی بھول سکے گی۔"

لیزا نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے خوشی سے کہا: "ہیری یہ کہہ کر تم نے میری روح نہال کر دی ہے۔"

اگلے تین دنوں تک ہیری خوبصورت تانیا کے سہانے سپنے دیکھتا رہا۔ چوتھے دن دوپہر کے قریب جب وہ دفتر میں تھا۔ تو اس کی سیکرٹری مس برنٹس نے اچانک اطلاع دی۔ کہ ایک متوقع گاہک کے ساتھ آج دوپہر کا کھانا منسوخ کر دیا گیا ہے کیونکہ وہ گاہک کسی اور ضروری کام سے چلا گیا ہے۔

ہیری کو موقع دکھائی دیا۔ "بہت برا ہوا۔ اچھا تو یاٹ کلب کو فون کر کے کہہ دو کہ میں دوپہر کے کھانے پر نہیں آؤں گا۔"

مس برنٹس نے شکی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "تو دوپہر کا کھانا کہاں کھاؤ گے مسٹر لیوس؟"

"کہیں کھا لوں گا۔ پیٹ ہی بھرنا ہے۔"

دوپہر کے کھانے کا وقت ہوتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور گاڑی لے کر سیدھا مائیکال ریسٹورنٹ پہنچا۔ اسے دیکھ کر ڈانگے تھو نے جھک کر سلامی دی۔ اور اسی پرائیویٹ کمرے میں بیٹھ گیا۔ ایک منٹ بعد تانیا مینو لے کر آئی۔ دونوں کی نگاہیں چار ہوئیں دل دھڑکے اور وقت ضائع کرنے کی بجائے ہیری نے بہترین موہنی مسکراہٹ ہونٹوں پر لا کر بلا بول دیا: "تم جیسی حسین صورت زندگی میں دوسری مرتبہ دیکھ رہا ہوں۔"

تانیا کے چہرے سے کوئی تاثر نہ جھلکا۔ "شکریہ" اس نے کہا۔ اور مینو ہیری کو تھما دیا۔ تانیا کی قربت، پر لیول جیسا دبلا پن اور ہاتھی دانت جیسی جلد کی رنگت ہیری

کے دل میں آگ لگائے دے رہی تھی اس نے بڑے پیار سے پوچھا۔ "تمہارا نام کیا ہے؟"

"تانیا۔"

"اور میرا نام ہیری لیوس ہے۔"

"ہوں۔" تانیا کے ہنکارا بھرا۔ وہ بیراڈائز سٹی کی امیر ترین عورت اور اس کے شوہر کے متعلق پہلے سے سن چکی تھی۔

ہیری تیزی سے سوچ رہا تھا۔ ممکن ہے اگلے کئی ہفتوں تک یہاں آنے کے لئے کوئی بہانہ نہ ملے اس لئے تیزی سے پتہ پھینکنا چاہیے۔ لڑکی کی نگاہوں میں کوئی ایسی بات تھی جو اس کا حوصلہ بڑھا رہی تھی۔ وہ بولا۔ "اتوار کی صبح کو تمہارا کوئی پروگرام تو نہیں ہے؟"

لڑکی کا چہرہ ویسے ہی خیال کا خالی رہا۔ پھر وہ بولی۔ "دوپہر کو یہاں میں بہت مصروف ہوتی ہوں۔"

"میرا مطلب ہے، دوپہر سے پہلے تو مصروف نہ ہوگی تم؟"

"نہیں۔"

ہیری نے ایک گہری سانس لی۔ اور دھیرے سے کہا۔ "کیا اتوار کی صبح ہم کہیں مل سکتے ہیں؟ میں تم سے باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ تمہیں بہتر طور پر جاننا چاہتا ہوں۔"

تانیا نے نگاہیں جھکا لیں اس انداز میں وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی۔ کہ ہیری مشکل سے اپنے آپ کو روک سکا۔ اس کا جی چاہتا تھا۔ کہ میز ایک طرف دھکیل دے اور اسے اپنے بازوؤں میں سمیٹ لے۔

اس کی طرف دیکھے بغیر تانیا نے کہا۔ "میں اپنے والد سے پوچھوں گی!"

ہیری چونک کر بولا۔ "کیا یہ ضروری ہے؟"

تانیا نے یقین دلانے والی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ کر کہا: "میرا باپ امریکنوں کو بہت پسند کرتا ہے وہ ایک آزاد خیال آدمی ہے۔ کھانے کے لئے کیا لاؤں؟"

"اوہ!" ہیری کے دل کی پھانس دور ہو گئی۔ "کچھ بھی لے آؤ مجھے کچھ خاص بھوک نہیں۔"

وہ سر ہلا کر چلی گئی۔ ہیری سگرٹ سلگا کر کھڑکی میں سے باہر دیکھنے لگا۔ اس کے ذہن میں نئے خیالات چکر لگا رہے تھے۔ مستقبل کے خیالات۔ مشرقی باشندوں سے تعلقات کے خیال۔

ڈانگ بھو باورچی خانے میں کام کر رہا تھا۔ تانیا وہاں پہنچی اور بولی۔ "پاپا۔۔۔۔"

اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

اس اشارے پر ڈانگ بھو اس کے پیچھے راہداری میں آ گیا۔

تانیا بولی: "مسٹر لیوس اتوار کی صبح مجھ سے ملنا چاہتا ہے اسے کہاں ملوں؟"

ڈانگ بھو کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں خوشی کی کرنیں چمک اٹھیں۔ "یہیں بلا لو۔ اسے تمہارا کمرہ دے دیا جائے گا۔"

تانیا استقلال سے اپنے باپ کی طرف دیکھتی رہی۔ پھر سر ہلا کر بولی: "نہیں پاپا کوئی ایسی جگہ ہونی چاہیئے۔ جہاں بستر بھی ہو۔"

ڈانگ بھو کچھ پھیکا سا پڑ گیا۔ مگر وہ حقیقت پسند تھا۔ اس کا دماغ بڑی تیزی سے سوچ رہا تھا۔ کہ اگر اس کی بیٹی ہیرا ڈائنر سٹی کی امیر ترین عورت کے شوہر کی داشتہ بن جائے تو اس سے بڑی اور کیا بات ہو سکتی ہے وہ بولا۔ "تو پھر وانگ چو ہوٹل ٹھیک رہے گا۔"

تانیا نے پھر انکار میں سر ہلایا۔ "اوہ نہیں۔ مسٹر لیوس وہاں جانا پسند نہیں کریگا وہ ایک بڑا آدمی ہے ہوٹل کے کمرے بہت چھوٹے ہیں۔ اور کمروں میں صرف ایک ہی بستر ہوتا ہے۔ نہیں نہیں۔ ہوٹل ٹھیک نہیں۔ پھر ایک لمحہ کے لئے رکنے کے بعد وہ بولی۔ "مجھے یقین

ہے. اسے مجھ سے محبت ہو گئی ہے۔"

ڈانگ ہتھو کا چہرہ اور روشن ہو گیا۔ یہ تو اور بھی اچھی بات ہے. اس نے سوچا اور کچھ دیر غور و فکر کے بعد کہنے لگا۔" میں اینا ڈو سے بات کروں گا. اس صورت وہ اپنا کمرہ دینے پر مان جائے گی."

سٹی کے چینی حلقے میں اینا ڈو بڑی مشہور اور کامیاب ٹیکسی تھی. اس کے پاس چینی دولت مندوں کے محلے میں ایک آراستہ اور پیراستہ رہائش گاہ تھی۔ تانیا بولی۔" ہاں یہ ٹھیک ہے۔"

" لیکن اینا بڑی لیچڑ عورت ہے۔" ڈانگ ہتھو نے سوچتے ہوئے کہا۔" کمرے کا کافی کرایہ مانگے گی. کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ تم سے محبت کرتا ہے۔ اور محض وقتی عیاشی نہیں کرنا چاہتا۔"

"ہاں مجھے یقین ہے کہ وہ اس معاملے میں سنجیدہ ہے۔"

" اچھا تو میں اینا ڈو کو ابھی ٹیلیفون کرتا ہوں۔"

تانیا باورچی خانے میں چلی گئی اور چینی شوربے کا پیالہ بھرا. دوسرے پیالے میں اس نے چھوٹی مچھلیاں ڈالیں اور تیسرے میں چاول ڈال کر ہیری کے پاس لے آئی.

" ہاں تو ہیری نے بے کلی سے پوچھا۔" تمہارے باپ نے کیا کہا ہے؟"

" ابھی بات نہیں ہوئی۔" تانیا نے پیالے میز پر رکھے۔" فی الحال تو کھانا کھاؤ۔" واپس جاتے ہوئے وہ دروازے پر رکی. اور اس کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولی.

" بے صبری سے کام نہ لو۔" اور اس نے دروازہ بند کر لیا۔

"ہاں تو یہ معاملہ یوں شروع ہوا۔" البرٹ نے بیئر کا گھونٹ بھرنے اور پیرا پیش کردہ سگریٹ سلگانے کے بعد کہا۔ "ایسے معاملے کا انجام بخیر نہیں ہوتا۔ بہر حال اتوار کی صبح ہیری کے لئے بے حد مسرت بخش ثابت ہوئی۔ اور مہینوں تک کسی سادھو کی طرح زندگی گذارنے کے بعد اس نے لنگوٹ کھول دیا۔

ہیری کے نصیب اچھے تھے۔ اس دن صبح سے ہی لیزا پہ درد کے دورے پڑ رہے تھے۔ اتوار کی صبح جب ہیری اس کی خوابگاہ کے دروازے پر پہنچا تو ہلگر نے یہ کہہ کر اسے واپس کر دیا۔ کہ میڈیم کو خواب آور دوا دی گئی ہے اسے پریشان نہ کیا جائے ہیری کے لئے یہ اور بھی اچھا ہی ہوا۔ اس نے ہلگر سے کہا کہ وہ دو تین گھنٹوں میں گاف کلب سے واپس آجائے گا۔

کلب میں وہ جیک انگلش سے ملا اور اپنا کام اسے سونپا۔ جیک انگلش نے خوشی سے اسے اجازت دے دی۔ کیونکہ اس کی محبوبہ ان دنوں سرخ جھنڈی دکھا رہی تھی۔ انگلش نے پوچھا۔ "کیا کوئی مال ہاتھ آگیا ہے!"

"ہاں۔ آئندہ ہم باری باری اتوار منایا کریں گے۔"

"اوہ۔۔۔ اچھا کچھ سوچ لیں گے۔" جیک انگلش نے کہا اور ہیری وہاں سے چل دیا ہیری کو اپنا دوکی رہائش گاہ بڑی پسند آئی۔ آسٹن مارٹن گاڑی ٹھہرانے کے لئے گیراج بھی مل گیا اور رہائش گاہ بھی مجموعی طور پر بڑی پر آسائش تھی۔ بڑے ہوادار کمرے کی کھڑکیوں پر دھوپ سے بچاؤ کے لئے شیڈ لگے ہوئے تھے۔ فرش پر بھاری سرخ قالین اور بڑا ساعمدہ سجا ہوا تھا۔ محبت کرنے کے لئے یہ ایک بہترین نشیمن تھا۔

"ہیری۔" تانیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ "پہلے کچھ پینا پسند کرو گے یا محبت کرنا؟"

محبت کا پہلا دور بڑا ہیجانی، شدید اور طوفانی تھا۔ دوسرا اور تیسرا دور بڑا ملائم محبت آمیز اور نرم و نازک تھا۔ تیسرے دور کے بعد ہیری کو احساس ہوا کہ تین گھنٹے گزر چکے ہیں۔" اوہ! میرے خدا! مجھے اب جانا چاہیئے۔" وہ اٹھ کر جلدی جلدی کپڑے پہننے لگا اور تانیا کسی برہنہ مجسمے کی طرح بستر پر پڑی رہی اگرچہ اس کا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔ مگر لبوں پر بڑی پرسکون اور آسودہ مسکراہٹ تھی اسے اس بات کی بھی ذرا فکر نہ تھی کہ ہو سکتا ہے یہ بھنورا کلی کا رس چوس کر دوبارہ ادھر کا رخ ہی نہ کرے۔

کھیل کی قمیض پہنتے وقت ہیری نے پوچھا۔" اگلے اتوار کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔" ممکن ہے اگلے اتوار یہ جگہ ہمیں نہ مل سکے۔ اس مرتبہ بھی بڑی مشکل سے میری دوست نے یہ جگہ دی ہے۔"

ہیری نے لوٹ کر اس کی طرف دیکھا۔" مگر ہمیں ملنا تو ضرور ہے۔ کیا کوئی اور جگہ نہیں ہے؟"

اینا دو نے صرف اتوار کی صبح کے لئے اپنی رہائش گاہ کی جو اجرت لی تھی۔ اس کے پیش نظر ڈانگ تھا اور تانیہ پچھلے دو دنوں سے کوئی اور موزوں مقام بھی ڈھونڈتے رہے تھے تانیا بولی۔" ساتھ ہی ایک چھوٹا سا مگر صاف ستھرا گھر کرائے کیلئے خالی ہے۔ اس کے متعلق میری دوست نے ہی مجھے بتایا ہے مگر اس آراستہ و پیراستہ گھر کا کرایہ ایک سو ڈالر ماہوار مانگا جا رہا ہے۔ اور تین مہینے کا ایڈوانس طلب کیا جا رہا ہے۔"

" اسے کرائے پر لے لو۔" ہیری نے پس و پیش کے بغیر کہا۔" کرایہ میں دے دوں گا"

یہ کہنے کے بعد اسے اپنے سکمٹتے ہوئے بینک اکاؤنٹ کا خیال آیا۔ اس نے سوچا۔ خیر اپنے اخراجات میں کہیں نہ کہیں کاٹ چھانٹ کر لوں گا۔ پھر بجٹ میں سے تین سو ڈالر

کے نوٹ دے کر تانیا کو اپنی باہوں میں بھر لیا اور اسے چومنے کے بعد رخصت ہوتے ہوتے بولا۔ "اچھا تو اگلے اتوار کے دن صبح نو بجے"
تانیا نے بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "بہت اچھا۔"

دوسرا اتوار قریب آیا تو یاٹ کلب میں دوپہر کا کھانا کھاتے ہوتے جیک انگلش اور ہیری میں اگلا اتوار منانے کے مسئلے پر تھوڑی سی تلخی پیدا ہوئی۔ ہیری کا اصرار تھا کہ وہ یہ اتوار بھی منائے گا۔ مگر جیک انگلش باری باری اتوار منانے کے معاہدے کی پابندی پر زور دے رہا تھا۔ ہیری کو اسی بات کی امید تھی۔ اور اس نے ایک اور حل بھی سوچ رکھا تھا۔ اس نے کہا۔ "کیا اس سلسلے میں جو گیٹس سے کوئی بات نہیں ہو سکتی؟"
جو گیٹس گاف کلب کا بارمین تھا اور ممبروں کے کھیل کے دوران ان کے نام موصول ہونے والے ٹیلیفون کے پیغامات نوٹ کرنا بھی اس کا فرض تھا۔ جیک انگلش نے پوچھا۔ "کیا بات؟"
"ہم ہر ہفتے اسے بیس ڈالر دے دیا کریں گے اور اگر ہم دونوں میں سے کسی کی بیوی کا فون آیا کرے تو وہ کہہ دیا کرے گا۔ کہ ہم بہت دور کھیل رہے ہیں۔ پھر جب ہم اپنی اپنی محبوبہ سے بچھڑا کریں گے تو فون پر اس سے معلوم کر لیا کریں گے کہ ہمارے نام کوئی فون تو نہیں آیا۔"

"بہت اچھے۔" انگلش نے خوشی سے جھوم کر کہا۔ "میں ڈالمر کے لئے تو جا ہی مالنے ختم کو بھی چکمہ دینے پر بات ہو جائے گا۔ ٹھیک ہے میں اس سے بات کر لوں گا اور ہم باری باری ہر ہفتے بیس ڈالر اسے دے دیا کریں گے۔"

بعد میں انگلش نے فون کرتے ہوئے مس ہنٹس کے متعلق ہیری کی ہدایت کا خیال رکھا اور صرف اتنا کہہ کر ہیری کو سمجھا دیا۔ "جو نے اتوار کے کھیل کے انتظامات مکمل کر لیئے ہیں۔"

اتوار کو تانیا سے دوبارہ ملاقات کا خیال اکثر ہیری کے ذہن کو بہلائے رکھتا تھا۔ ایک مرتبہ تو لیزا نے پوچھ ہی لیا۔ "کیا بات ہے کس سوچ میں کھوئے ہوئے ہو؟"

ہیری چونک اٹھا اور بہانہ بناتے ہوئے بولا۔ "سوچ رہا ہوں کہ ہیل گیراڈ کو کس طرح سودا کرنے پر آمادہ کیا جائے۔"

"کیا واقعی یہی کچھ سوچ رہے تھے؟"

"ہاں تین لاکھ ڈالر کا سودا ہے۔" ہیری نے جواب دیا۔

"اوہ! تم مرد ہمیشہ ہی دولت کمانے کے متعلق سوچتے رہتے ہو۔ کیا ہمارے پاس دولت کی کمی ہے؟" لیزا نے کہا۔

ہیری نے موقع مناسب جان کر بات چھیڑی۔ "ٹھیک ہے۔ ڈارلنگ تمہارے پاس دولت کی کمی نہیں مگر مجھے تو صرف بیس ہزار ڈالر ملتے ہیں اور اخراجات بے پناہ ہیں"

لیزا نے مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "اگر یہ بات ہے تو اپنے بل مجھے دے دو میں ادا کر دیا کروں گی۔"

ہیری نے بڑے ضبط سے کام لیتے ہوئے کہا۔ "ڈارلنگ مجھے تو یوں گمان ہونے لگا ہے۔ جیسے میں محض کٹھ پتلی ہوں۔"

لیزا نے اس انداز سے شانے اچکائے جیسے کہہ رہی ہو۔ "تو اس میں کیا شک ہے۔ تم واقعی ایک کٹھ پتلی ہی ہو۔" پھر وہ بولی۔ "دولت تو بہرحال میری ہی ہے نا

اچھا! ڈیوٹی لگا دو۔"

اس گفتگو سے فیصلہ ہو گیا کہ ہیری کو اپنے بیس ہزار میں ہی جیسے تیسے گزارا کرنا ہوگا۔ البتہ وہ اپنے لباس وغیرہ کے اخراجات کا بل لیزا کے کھاتے میں ڈال سکتا ہے اور وہ بھی بڑی احتیاط سے۔

ہفتے کی رات کو اچانک ہیری کو ایک دھچکا سا لگا۔ وہ اور لیزا کھانے کے بعد چبوترے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہیری بظاہر ایک جاسوسی رسالہ پڑھ رہا تھا۔ مگر اس کا ذہن تانیا اور چند گھنٹوں بعد تانیا کو گرم آغوش میں لینے کے تصور میں کھویا ہوا تھا۔ ایک معمہ حل کرتے ہوئے اچانک لیزا نے رسالہ پرے کیا اور بولی۔ "ہیری۔ میں تمہیں بتانا بھول گئی کل شب ہم وان ہالٹن کی دعوت پر میامی جا رہے ہیں۔"

ہیری کا رنگ متغیر ہو گیا۔ تاہم اپنے آپ پر قابو پا کر وہ بولا۔ "افسوس ہے ڈارلنگ میں نے جیک انگلش سے وعدہ ....."

"ہم میامی جا رہے ہیں ہیری" لیزا نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

"دیکھو۔ یوں کرو کہ تم لڑکوں کے ساتھ چلی ....."

"تم میرے ساتھ جاؤ گے ہیری۔ تم بھی وہاں مدعو ہو۔" لیزا نے خفگی سے کہا۔ اور ہیری کے لئے اب تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔

"اچھا تو میں جیک کو اطلاع دے دوں۔" ہیری اٹھ کھڑا ہوا اور فون کرنے لاؤنج کی طرف چل دیا۔ وہ دل ہی دل میں جل بھن رہا تھا۔ اپنی بزدلی اور لیزا کی خودسری پر بری طرح کڑھ رہا تھا اس کا جی چاہتا تھا۔ کہ ابھی جا کر چبوترے پر متحرک کرسی الٹ کر اس منہ دبا کر گلا گھونٹ دے اس نے ٹیلیفون اٹھایا اور جیک کو اطلاع دے دی جیک

سمجھ گیا کہ اس پر کیا بپتا آن پڑی ہے۔ ہیری گھر سے تانیا کو فون کرنے کی جرأت نہ کر سکا۔ انہیں ڈوٹو یا ہلگرین نہ لیں۔ رات کے وقت باہر جا کر فون کرنا بھی مصلحت کے خلاف تھا۔

اگلی صبح دس بجے کے قریب وہ رولس رائز میں میامی روانہ ہو گئے گاڑی چلاتے ہوئے ہیری کے دل پر غم و اندوہ کا بوجھ طاری تھا۔ اسے دکھ تھا۔ کہ وہ تانیا کو اطلاع بھی نہ دے سکا تھا۔ معاً لیزا نے تیزی سے کہا۔ "جانے تمہیں آج کیا ہو گیا ہے بالکل بدھو سنے بیٹھے ہو۔ کیا بات کرنے کے لئے کوئی موضوع نہیں رہا؟"

وہ ہوش میں آ گیا اور کاروبار کی باتیں چھیڑ دیں۔ مگر لیزا کو یہ موضوع ذرا پسند نہیں تھا۔ چنانچہ اس نے ہیری کو خاموش کرا دیا۔ اور باقی سفر خاموشی سے کٹا۔

شام سات بجے کے بعد میامی سے واپسی ہوئی راستہ بھر لیزا وان جانسن اور دعوت پر چڑچڑ کرتی رہی اور اسے راضی رکھنے کے لئے ہیری اس کے ہر اعتراض کو صحیح تسلیم کرتا رہا۔ گھر پہنچے تو لیزا نے کہا۔ "اُف کس بری طرح تھک گئی ہوں۔ اب ذرا نہا لوں پھر رات کو ہلکا سا کھانا چبوترے پر کھائیں گے۔"

"اچھا تو تم نہا لو۔ اتنے میں میں جیفرسن کو گاڑی دکھا لاؤں۔ کاربوریٹر کچھ خراب ہے۔"

"گاڑی تو چنگی بھلی چلتی رہی ہے؟" لیزا نے شکی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈرائیو میں کر رہا تھا۔" ہیری بولا۔ "گیس بہت زیادہ استعمال کر رہی ہے۔ میں اسے ٹھیک کرانا چاہتا ہوں۔"

"ہوں۔" لیزا نے ناک سکوڑتے ہوئے کہا۔

ہیری رولس رائیز گاڑی لے کر کافی دور ایک ٹیلیفون بوتھ پر رکا۔ گاڑی سے اتر کر وہ بوتھ میں پہنچا اور سائیگان ریسٹورنٹ کے نمبر ملائے۔ دوسری طرف سے ڈانگ بھو نے جواب دیا۔ ہیری نے پوچھا۔ "کیا تانیا ہے؟"

ہیری کی آواز پہچان کر ڈانگ بھو نے اطمینان کی ایک لمبی سانس لی۔ دونوں باپ بیٹی دن بھر اس خیال سے مغموم رہے تھے۔ کہ مزے لوٹنے کے بعد ہیری نے معاملہ ختم کر دیا ہے۔ ڈانگ بھو نے جلدی سے کہا۔ "جناب۔ ایک منٹ انتظار کریں۔"

تانیا کو جب یہ معلوم ہوا کہ ہیری کا فون آیا ہے تو ہیجان کے مارے اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنی چھاتیوں کو دبا لیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ ڈانگ بھو نے ہلکا سا تھپڑ لگا کر اسے فون کی طرف متوجہ کیا۔

"تانیا؟" ہیری نے سوال کیا۔

"ہاں۔" تانیا نے خوشی سے جھوم کر کہا۔

"میں ہیری بول رہا ہوں۔ افسوس ہے مجھے بیوی کے ساتھ میامی جانا پڑ گیا تھا میں تمہیں اطلاع نہ دے سکا۔ لیکن سارا دن سیخ کے کباب کی طرح تڑپتا رہا ہوں۔ کیا مجھے معاف کر دو گی؟"

تانیا کی آنکھیں بند رہیں وہ مسکرا کر بولی۔ "میں سمجھ گئی تم بہت مجبور تھے ملاقات نہ ہونے کا مجھے بھی افسوس ہے۔"

ہیری نے ایک انگلی سے پسینہ پونچھا۔ "تم مجھ سے خفا تو نہیں ہو نا!"

"خفا اور تم سے! میں تو تم سے والہانہ محبت کرتی ہوں۔"

"میں تو تم سے والہانہ محبت کرتی ہوں" اس ایک فقرے نے اگلا ہفتہ ہیری کو ہواؤں میں اڑائے رکھا۔ لیزا البتہ درد کے مارے پورا ہفتہ تڑپتی رہی۔ ہیری اس سے بہت کم ملاقات کر سکا۔ لیکن احتیاط کو مدنظر رکھتے ہوئے دفتر سے لوٹنے کے بعد گھر سے قدم نہ نکالے اور اتوار کا انتظار کرتا رہا تانیا سے ملنے کے لیئے وہ اتنا بے تاب تھا کہ اس نے سوچ رکھا تھا۔ کہ اس اتوار اگر لیزا نے کوئی پروگرام بنایا تو وہ اسے کہہ دے گا۔
"بھاڑ میں جاؤ تم اور تمہارے پروگرام" ویسے اسے خود معلوم تھا کہ وہ یہ فقرہ کبھی نہ کہہ سکے گا۔
اتوار کو خوش قسمتی سے لیزا نے خود ہی اسے گالف کھیلنے کے لئے بھیج دیا۔
تانیا نے جو گھر لیا تھا وہ ایناؤ کے گھر کی طرح آرام دہ نفیس تو نہیں تھا۔ لیکن ہیری کو یہاں گھریلو سکون ملا۔ یہ گھر سادہ اور خاموش تھا۔ اور اس میں کنگ سائز بستر تھا۔ اور ہیری کو صرف ایسے ہی بستر کی ضرورت تھی۔
تانیا نے لباس کو الوداع کہتے ہوئے بڑی آرزو سے کہا۔ "اس مرتبہ میں سرگرم کار رہوں گی۔ اور تم خاموش معمول بنے رہنا۔ مشرق میں بعض اوقات یوں بھی محبت کا کھیل کھیلا جاتا ہے۔ بس آنکھیں کھول کر میری آنکھوں میں جھانکتے رہنا۔"
اگلے پانچ منٹ تک ہیری بڑے اجنبی اور عجیب مرحلوں سے گذرتا رہا۔ زندگی میں وہ پہلی مرتبہ ایسے تجربات سے واقف ہوا تھا۔ بعد میں جب وہ پاس پاس لیٹے ہوئے تھے تو وہ بولی۔ "میں نے ایک طریقہ سوچا ہے اس پر عمل کر کے ہم اکثر مل سکتے ہیں۔"
"وہ کیا؟" ہیری نے اسے قریب کھینچتے ہوئے اشتیاق سے پوچھا۔ "میں خود بھی سوچتا رہا ہوں۔ مگر کوئی بات نہیں بنی۔ تمہیں معلوم نہیں مجھے کتنی احتیاط سے

"نہیں مگر کار خریدی جا سکتی ہے۔ ایک سیکنڈ ہینڈ کار بڑی سستی قیمت پر مل رہی ہے یعنی صرف چار سو ڈالر میں۔"

اس وقت ہیری کے پاس بینک میں آٹھ سو ڈالر تھے جن سے اس نے اگلے پندرہ دن بسر کرنے تھے۔ وہ مضطرب ہو کر بولا۔ "تانیا۔ اس کے متعلق سوچنا پڑے گا۔"

تانیا کار کی خواہش میں مری جا رہی تھی۔ ہیری کو پس و پیش کرتے دیکھ کر وہ بولی۔ "اس کار کا مالک میرے پاپا کا دوست ہے۔" وہ جلد از جلد کار بیچنا چاہتا ہے اور میں نے کل تک اسے روکا ہے۔"

ہیری سوچ رہا تھا۔ اس کی خوابگاہ آنگن کے قریب تھی آنگن کے دروازے سے کسی کی نظر میں آئے بغیر رات کو آسانی سے نکلا جا سکتا ہے۔ خواب آور گولیاں کھانے کے بعد لیزا صبح سات بجے سے پہلے بیدار نہیں ہوتی۔ ہاں یہ طریقہ ٹھیک رہے گا۔ رات کو ساڑھے گیارہ بجے گھر سے نکل کر دو تین گھنٹے آسانی سے تانیا کی پرلطف آغوش میں بسر کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن چار سو ڈالر!

اسے اب بھی جھجکتے دیکھ کر تانیا بڑی حسرت سے بولی۔ "شاید چار سو ڈالر زیادہ ہیں۔ شاید تم صرف اتوار کو ملنا چاہتے ہو؟"

اس حسرت بھرے انداز نے ہیری کو تڑپا کر رکھ دیا۔ اس نے تانیا کو اپنی گود میں گھسیٹتے ہوئے جلدی سے کہا۔ "کار خرید لو میں رقم بذریعہ ڈاک بھیج دوں گا۔"

تانیا خوش ہو گئی۔ "اب جب بھی ملنا ہو۔ بس ٹیلیفون کر دیا کرنا۔"

"لیکن فون سن لئے جانے کا ڈر ہے۔"

"ڈر کیسا۔ بس تم ریستوران کے نمبر ڈائل کر دیا کرنا۔ پاپا تمہاری آواز پہچانتا

ہے۔ جب وہ جواب دے تو کہہ دیا کرنا۔ غلط نمبر مل گیا ہے۔ بس وہ مجھے بتا دیا کرے گا۔ اور کار لے کر میں اسی رات آ جایا کروں گی۔"

ہیری نے خوشی سے اسے اپنے ساتھ چمٹا لیا۔ "ہاں۔ یہ ترکیب ٹھیک رہے گی۔ اچھا اب تم خاموشی سے چھری رہو اور میرا کمال دیکھو۔"

روانگی سے پہلے ہیری نے گاف کلب فون کیا تو معلوم ہوا کہ اس کے نام کوئی پیغام نہیں ہے۔

واپسی پر راستہ بھر وہ چار سو ڈالر فراہم کرنے کی تدبیریں سوچتا رہا۔ پھر کار کو گیراج میں رکھتے ہوئے اس نے جان بوجھ کر آسٹن مارٹن کو گیراج جدا کرنے والی ایک دیوار سے ٹکرا دیا۔ نتیجے میں کار کی ایک آنکھ اور اگلا حصہ مجروح ہو گیا۔

"کیا ہو گیا تھا تمہیں؟" جب اس نے اس ٹکر کا حال لیرا کو سنایا تو وہ چیخ کر بولی "کیا شراب پی رکھی تھی؟"

"مجھے افسوس ہے۔ بہرحال جو ہونا تھا۔ ہو گیا۔ میرا خیال ہے جیفرسن کے پاس لے جاؤں وہ ٹھیک کر دے گا۔"

گیراج کا مالک جیفرسن لیرا سے زیادہ ہیری کی خوش اخلاقی اور حسنِ سلوک کا مداح تھا۔ کار کا معائنہ کرنے کے بعد اس نے بتایا کہ نوے ڈالر خرچ آئے گا۔

"ایک مہربانی کرو۔" ہیری نے کہا۔ "بل چار سو نوے ڈالر کا لے جاؤں گا۔"

جیفرسن سمجھ گیا اور مسکراتے ہوئے بولا۔ "بہت اچھا۔ فکر نہ کرو۔"

بل اس نے پر لیرا نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ ہیری نے بڑی مشکل سے اس کا غصہ ٹھنڈا کیا اور پھر اس نے چیک لے کر چلدیا۔ اس طرح لاعلمی میں لیرا نے تانیا کی کار خرید دی

اب اس طریقے سے ہیری اور تانیا کی ملاقاتوں کا نیا سلسلہ چل نکلا۔ ہیری کو جب تانیا کی ضرورت ہوتی وہ ریستوران کے نمبر ڈائل کر کے غلط نمبر کا عذر پیش کر دیتا۔
رات ساڑھے گیارہ بجے لورا سونے چلا جاتا اور ہیری ٹی وی دیکھنے میں محو ہو جاتی تو وہ چپکے سے کھسک جاتا۔ دروازے کو باہر سے لاک کرنے کے بعد وہ آنگن کے دروازے سے باہر نکلتا اور اسے کنجی لاک کر دیتا۔ تانیا سڑک کے موڑ پر اس کی منتظر ملتی۔
اب ہیری کی زندگی مسلسل روحانی کرب کے ساتھ ساتھ کیف آور جسمانی لذات کے عالم میں گذرنے لگی۔ تانیا کے ساتھ اس کی محبت بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ وہ اس سے کبھی کبھار ہی پیسے یا رقم مانگتی اگر کبھی کسی تحفے کی مانگ کرتی تو وہ بھی معمولی قیمت کا ہوتا اس طرح یہ عشق کسی طرح بھی مالی لحاظ سے بوجھ نہ تھا۔ تین ماہ گذرنے کے بعد تانیا نے آشیانہ محبت کا کرایہ مانگا۔ ہیری نے اس مرتبہ گھر کی آرائش کرنے والی لڑکی کو بہلا پھسلا کر سجاوٹ کے بل میں چار سو ڈالر کا اضافہ کرا دیا۔ ایک سو ڈالر اس نے اس لڑکی کو دیئے اور تین سو خود رکھ لئے۔
ایک اتوار کی صبح جب محبت کے عملی اظہار کے بعد تانیا اور ہیری ساتھ ساتھ لیٹے ہوئے تھے۔ تو تانیا نے اچانک کہا۔ "میں نے اسمالڈی کے ہار کے متعلق اخبار میں پڑھا تھا۔ کیا وہ ہار بڑا خوبصورت ہے اور اتنا ہی قیمتی ہے؟"
"ہاں۔ کچھ ایسی ہی بات ہے" ہیری نے جواب دیا۔
"کیا وہ اسے اکثر پہنتی ہے؟"
"نہیں۔ کبھی کبھار ہی پہنتی ہے۔ مگر اس پر وہ نہیں سجتا اسے تو کسی خوبصورت عورت کے گلے میں ہونا چاہیئے"

وہ اس کے قریب ہو گئی۔ "کیا یہ میرے بدن پر خوبصورت لگے گا۔"

ہیری نے سر اٹھا کر اس کے ننگے بدن کو غور سے دیکھا اور پھر مسکرا کر بولا۔ "تم پر تو یہ بہت اچھا سجے گا۔"

"اگر تمہاری بیوی کو کوئی حادثہ پیش آجائے تو کیا یہ ہار تمہیں مل جائے گا؟" تانیہ نے اچانک پوچھا۔

"نہیں اس نے یہ ہار ایک عجائب گھر کے نام لکھ چھوڑا ہے۔ اس کے علاوہ لیزا کو حادثہ پیش آنے کا بھی کوئی امکان نہیں۔"

تانیہ کی بادامی ساخت کی آنکھیں پوری طرح کھل گئیں۔ "تو گویا اس کی موت کے بعد بھی کوئی عورت اس ہار کو نہ پہن سکے گی؟ یہ تو بڑی خود غرضی کی بات ہے۔"

ہیری نے ہاں کہنے کے انداز میں سر ہلا دیا۔

درد کی شدت کی وجہ سے لیزا کا وہ ہفتہ بھی تڑپتے ہوئے گزرا۔ ملگمہ بھی اس کے غصے اور ختگی سے محفوظ نہ رہ سکی مگر ہیری تو ہر وقت ہی لعن طعن سنتا رہا۔ ڈاکٹر گورلی لیزا کا طبی معائنہ کر کے آیا تو ہیری نے پوچھا۔ "وہ کیسی ہے ڈاکٹر؟"

"فکر کی کوئی بات نہیں۔" گورلی نے کہا۔ "میں نے دوا بدل دی ہے ایک دو دن میں ٹھیک ہو جائے گی!" لیزا اس ڈاکٹر پر بھی بھونکتی رہتی تھی۔ مگر اس کی امارت کی وجہ سے ڈاکٹر سب کچھ برداشت کر لیتا تھا۔

"اس کی جان کو تو کوئی خطرہ نہیں؟" ہیری نے سوال کیا۔

گورلی نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔ جان کو کیسا خطرہ! وہ تو سالوں تک نہ مرے گی اس

کا دل بڑا مضبوط ہے۔ وہاں ٹیملے سے ہدایت کر آیا ہوں کہ کچھ عرصہ کے لئے سمندر کی ہوا اس کے لئے مفید ہے اور چند دن بجرے پر گزار آئے۔"

ڈاکٹر کی روانگی کے بعد ہیری لیزا کے کمرے میں گیا۔ درد کی وجہ سے لیزا کا رنگ زرد تھا۔ اور وہ بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ ہیری کو دیکھ کر وہ بولی۔ "اس احمق نے تبدیلی آب و ہوا کا مشورہ دیا ہے۔ بجرے کے کپتان ایس ورتھ کو فون کر دو کہ اس ہفتے کے آخر میں ہم روانہ ہو جائیں گے چھ ہفتے کے لئے۔ میں نے وال جانسن اور اس کی بیوی کو ساتھ لے جانے کا پروگرام بنایا ہے۔"

ہیری کو دھچکا سا لگا۔ چھ ہفتوں کے لئے تانیہ سے دور بجرے پر گزارنا بڑا ہی مشکل کام محسوس ہو رہا تھا۔ "لیکن ڈارلنگ، چھ ہفتوں کے لئے میں کیسے دفتر سے دور رہ سکتا ہوں؟"

ہ لگا اور

کہا۔" مگر میں نے ایک حل سوچ لیا ہے۔ میں چھ ہفتوں تک تم سے دور نہیں رہ سکتا۔ تم تین ستمبر کو یہ ٹیلیگرام دے دینا۔ میں چار کو آجاؤں گا۔ اور ہم تین دن اور راتیں اکٹھے گزاریں گے پھر میں بجرے پر واپس چلا جاؤں گا۔"

دو ہفتے بعد بجرا اینڈ روز جزیرے پر لنگر انداز تھا۔ کہ ٹیلیگرام مل گئی یہ دو ہفتے ہیری کے لئے بڑے عذاب میں گزرے تھے۔ سمندری آب و ہوا لیزا کے لئے مفید رہی تھی۔ مگر وان جانسن اور اس کی بڑھیا کی باتیں ہیری کو پاگل کر دینے کے لئے کافی رہی تھیں۔ وہ چاروں دھوپ میں دوپہر کی کاک ٹیل سے جی بہلا رہے تھے۔ کہ بجرے کے عملے کا ایک آدمی ٹیلیگرام لئے آیا اور ٹیلیگرام ہیری کے ہاتھ میں تھما دی۔ بغور پڑھنے کی نمائش کرنے کے بعد ہیری نے ٹیلیگرام لیزا کی طرف بڑھا دی۔ لکھا تھا۔

ہیری ڈارلنگ آشیاں بجرا۔ جزیرہ اینڈ روز

"نہیں۔ ہل گیرالڈ کو اس کی صورت سے ہی نفرت ہے۔ مجھے ہی جانا پڑے گا۔

اس موقعہ پر والنس جانسن نے مداخلت کی۔ "تین لاکھ ڈالر کا سودا ہے! بہت خوب، لیکن واپس کب آؤ گے؟"

ہیری لیزا کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جو بڑی نفرت سے ٹیلیگرام کو گھور رہی تھی

ہیری لیولا: تمہارے والد کی خواہش تھی کہ یہ قطعات بیچ دیئے جائیں۔ بولو جاؤں یا نہیں۔"

"اوہ۔ چلے جاؤ۔ مگر اس سے یہ تو ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ یہ زمین خرید ہی لے گا اور پھر اس نے اراضی پر ملنے کا کہا ہے وہاں ٹھہرو گے کہاں؟"

"میرا خیال ہے کہ میچنگ ہوٹل تو بھرا پڑا ہو گا۔ آجکل۔ اور مجھے کسی موٹل میں قیام کرنا پڑے گا۔"

"تو مجھے کیسے پتہ چلے گا۔ کہ تم کہاں ہو؟"

"لیکن ڈارلنگ۔ میں تو زیادہ وقت قطعات دکھانے میں مصروف رہوں گا اور پھر دو تین دن کی بات ہے۔ میں دوبارہ لسناؤں میں تم سے آملوں گا۔"

بذریعہ ہوائی سفر ہیری پیراڈائز سٹی آگیا اور ایک گھنٹہ بعد وہ آشیانہ محبت میں تانیا کی آغوش میں تھا۔ دو ہفتوں کی جدائی کے بعد ان کی محبت کے لمحات پہلے سے ہی پُر ہیجان خیز اور شورش سے لبریز تھے کہیں دیکھ لئے جانے کے ڈر سے ہیری باہر ہی نہ نکلتا تھا اور تانیا نے اس کے لئے سائیگان ریسٹورنٹ سے کھانا منگوانے کا انتظام کر رکھا تھا جب وہ تانیا سے محبت کا عملی اظہار نہ کر رہا ہوتا تو مزے سے سگریٹ کے کش لگاتے ہوئے تانیا کو ادھر ادھر گھومتے پھرتے دیکھتا رہتا۔

دوسرے دن صبح اچانک تانیا نے کہا۔ "ہیری۔ میری بڑی خواہش ہے کہ تمہارا

گھر دیکھوں۔ کیا اب یہ ممکن ہے؟"

مگر بند پڑا ہوا تھا۔ گھر بجرے پر تھی اور لُو لُو اور دوسرا اسٹاف سالانہ چھٹیاں لے کر چلا گیا تھا۔ چوروں سے خبردار کرنے والے الارموں کی وجہ سے لیزا نے گھر کو اکیلا چھوڑنے میں کوئی مضائقہ خیال نہ کیا تھا۔ تانیا کی خواہش پوری کرنا ہیری کی خوشیوں کی معراج تھی۔ مگر وہ بولا: "ممکن تو ہے مگر خطرہ بہت ہے اگر لیزا کو خبر ہو گئی تو۔۔۔۔"

"ہم رات گئے وہاں جا سکتے ہیں۔"

"نہیں۔ تانیا مجھے افسوس ہے کہ میں یہ خطرہ نہیں لے سکتا۔"

ڈانگ تھو اکثر اپنی بیٹی کو سمجھایا کرتا تھا۔ کہ کوئی چیز حاصل کرنے کے لئے ہر حربہ استعمال کرنا چاہیئے۔ چنانچہ وہ منہ پھلا کر بولی "ٹھیک ہے۔ تم جب مجھے بلاتے ہو میں انکار نہیں کرتی۔ میرا خیال تھا۔ کہ تم بھی میری کوئی خواہش رد نہ کرو گے۔"

تانیا کے انداز و اطوار سے ظاہر ہو رہا تھا۔ کہ وہ سارا دن روٹھی رہے گی۔ اور ہیری یہ قیمتی گھڑیاں یوں ضائع نہ کر سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے ہار مان کر کہا۔ خفا نہ ہو۔ میں تمہیں لے جاؤں گا۔"

تانیا جھوم کر اس کے بازوؤں میں ڈھیر ہو گئی۔

آدھی رات کے بعد ہیری تانیا کو لے کر آنگن والے دروازے پر پہنچا اور دروازے کے قریب خفیہ الارم کا سوئچ دبا کر اسے کاٹ دیا۔ تانیا نے پوچھا۔ "کیا کرتے ہو؟"

"اگر میں یہ سوئچ بند نہ کرتا۔ تو تین منٹ سے پہلے پہلے پولیس یہاں آ جاتی۔ سامنے دروازوں پر ایسے ہی خبردار کن الارم لگے ہوئے ہیں۔" یہ کہنے کے بعد اس نے

ایک گملے میں چھپی ہوئی دروازے کی چابی نکالی اور دروازہ کھولتے ہوئے بولا: "یہ چابی میں ہمیشہ یہیں رکھا کرتا ہوں۔ تم سے ملاقات کے لئے جاتے ہوئے چابی ساتھ لیے۔ آخر کبھی ہو سکتا ہے کہیں کھو جائے تو بس....."

وہ اسے اندر لے گیا۔ کھڑکیوں پر بھاری پردے گرے ہوئے تھے۔ سو روشنی کمرے میں زیادہ نہ تھا۔ کمروں کی آرائش اور زیبائش دیکھ کر تانیا کی بادامی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ ایسی آراستہ و پیراستہ رہائش گاہ اس نے پہلے کہاں دیکھی تھی بھلا۔ باورچی خانہ، غسل خانے، کمرے ہر جگہ تانیا رکتی رہی۔ لیزر کے باتھ روم میں رک کر وہ بولی: "کیا یہ ٹونٹیاں خالص سونے کی ہیں؟"

"ہاں۔ یہاں بہت ساری چیزیں سونے کی ہیں۔"

لاؤنج دیکھ کر حیرت سے تانیا نے اپنی چھاتیاں بھینچ لیں۔ سفید پتلون اور زرد فراک میں ملبوس حیرت کی یہ دیوی ہیری کو بڑی پیاری لگ رہی تھی۔ تانیا کچھ کہے بغیر ہر چیز غور سے دیکھتی رہی۔ شرابوں سے بھری ہوئی بار، بڑا رنگین ٹی وی سیٹ، ریڈیو گرام اور ریکارڈر، فرنیچر، دیواروں پر آویزاں تصویریں اور سجاوٹ، وہ تو جیسے پریوں کے دیس میں آنکلی تھی۔ "یہ سب کچھ تمہارا ہے ہیری؟"

"میرا یہاں کچھ بھی نہیں۔ میں تو محض یہاں رہتا ہوں۔" ہیری نے کہا اور اسے اپنی خوابگاہ میں لے گیا۔

"کیا اس خوبصورت کمرے میں تم تنہا سوتے ہو؟"

"ہاں۔ مگر تمہارے خواب دیکھتا رہتا ہوں۔"

وہ مسکرا دی۔ "کیا واقعی؟"

"... ایمان سے۔ آداب چلیں۔"
تانیا ٹھٹھک گئی اور بڑی آرزو سے بولی۔ "ہیری۔ میں وہ اسمالڈی کا ہار ایک نظر دیکھنا چاہتی ہوں۔"
ہیری کا سوچ میں پڑ گیا مگر تانیا کی آرزو کو رد نہ کر سکا۔ اور اسے لیزا کی خوابگاہ میں لے گیا۔ یہ کمرہ دیکھ کر تو تانیا کی سٹی ہی گم ہو گئی۔ کمرہ کیا تھا۔ جنت کا ٹکڑا تھا۔ وہ بے ساختہ کہہ گئی۔ "کیا ایسے کمرے بھی دنیا میں ہیں؟"
ہیری ڈریسنگ ٹیبل کی طرف گیا۔ جس کے نیچے سیف کا ایک بٹن خفیہ طور پر لگا ہوا تھا۔ تانیا نے اس کے قریب آتے ہوئے پوچھا۔ "اب کیا کرنے لگے ہو؟"
"سیف کھول رہا ہوں۔ اس کا ایک بٹن ہے جس سے الارم کاٹ دیا جاتا ہے اور دوسرا وہ ہے جس کو دبانے سے سیف کھل جاتا ہے۔" ایک بٹن دبانے کے بعد وہ دوسری طرف گیا اور ایر کنڈیشنر کے پیچھے چھپے ہوئے بٹن کو دبا دیا اس بٹن کے دباتے ہی دیوار میں لگا ہوا سیف کھل گیا۔
تانیا نے منہ کھول کر حیرت سے کہا۔ "یہ بھی خوب کاریگری ہے۔ میں خود اسی طریقے سے سیف کھولنا چاہتی ہوں۔"
چنانچہ ہیری نے سیف بند کیا اور پھر تانیا نے ایک ایک کر کے دونوں بٹن دبائے سیف کھلنے لگا۔ تو جوش سے کسی بچے کی طرح تانیا نے تالی پیٹ دی۔ اور خوشی سے بولی "آج کی رات میری زندگی کی یادگار رات رہے گی۔"
"ٹھہرو۔" ہیری سیف کی طرف بڑھا۔ وہ تانیا کو ایک اور خوشی بخشنا چاہتا تھا۔ اس نے سیف میں سے جواہرات کا ڈبہ نکال کر کہا۔ "اپنے کپڑے اتار دو تانیا۔"

"کیا مطلب؟"

"میں جو کہہ رہا ہوں کپڑے اتار دو۔"

کانپتی انگلیوں سے تانیا نے کپڑے اتار دیئے۔ ہیری نے ڈبے کو کھول کر اسالڈی کا ہار نکالا۔ برقی روشنی میں یہ ستاروں کی قطار کی طرح چمک رہا تھا۔ تانیا دم بخود ہو کر اسے دیکھ رہی تھی۔ ہیری نے اس کے قریب جا کر ہار کو اس کے گلے کی زینت بنا دیا۔ اور پھر اسے پکڑ کر قدِ آدم آئینے کے سامنے لے گیا۔ تانیا کا ہاتھی دانت کی طرح سفید اور ساٹن کی طرح نرم اور ملائم جسم ہار کے لئے بڑا خوبصورت پس منظر بنا ہوا تھا۔ ہیروں کی تین لڑیاں جگ مگ کر رہی تھیں اور تانیا اپنا عکس دیکھ کر مبہوت بنی کھڑی تھی۔

ہیری نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔ "مجھے یہی خیال تھا۔ کہ یہ ہار صرف تمہارے لئے بنا ہے۔"

وہ کچھ نہ بولی۔ بس ٹکٹکی باندھ کر آئینے کی طرف دیکھتی رہی پانچ منٹوں کے بعد بھی وہ آپے میں نہ آئی۔ تو ہیری نے آہستگی سے ہار کی زنجیر کھولی اور اسے دوبارہ ڈبے میں رکھ دیا

تانیا نے کپڑے پہنتے ہوئے بڑی حسرت سے کہا۔ "تو گویا اس کے بعد کوئی عورت یہ ہار نہ پہن سکے گی۔"

"ہاں یہ عجائب گھر کے شیشوں میں سجا دیا جائے گا۔"

واپس اپنے آشیانۂ محبت کی طرف آتے ہوئے تانیا پر بڑی گمبھیر خاموشی کی کیفیت طاری رہی۔ گھر پہنچ کر وہ بولی۔ "دولت بھی کیا چیز ہے!" پھر وہ سر کو جھٹکا دے کر اور کندھے جھٹکتے ہوئے بولی۔ "مجھے اپنی باہوں میں بھر کر رکھ دو ہیری۔"

ہیری کو پہلی مرتبہ یوں گمان ہوا۔ جیسے تانیا کے خیالات کہیں دور پرواز کر رہے تھے۔ ہمبستری کے دوران وہ سرد لاش کی طرح پڑی رہی۔

اگلے دن ہیری نے لناؤ کے لئے گیارہ چالیس کا جہاز پکڑنا تھا۔ وہ دیر سے بیدار ہوئے۔ ہیری کافی پی رہا تھا کہ تانیا نے اچانک کہا۔ "ہیری۔ اگر اسے کچھ ہو جائے۔ تو کیا وہ گھر اور اس کی ساری دولت تمہیں مل جائے گی؟"

"ہاں شادی کے وقت اس نے ایک وصیت نامہ تیار کرایا تھا۔ جس کے مطابق اس کی ہر چیز کا مالک میں بنوں گا۔ مگر ابھی وہ مرنے کی نہیں۔"

"کیا کہا جا سکتا ہے۔ یہ بتاؤ۔ اگر وہ مر ہی جائے تو کیا تم مجھ سے شادی کر لو گے؟"

ہیری نے تیزی سے اس کی طرف دیکھا۔ تانیا سے شادی کے متعلق اس نے کبھی نہ سوچا تھا۔ تانیا کا حسن اور اشتیاق دیکھ کر وہ بولا۔ "ہاں۔ ضرور مگر ابھی وہ کافی مدت جیئے گی اس کا دل بہت قوی ہے۔ شاید میں ہی اس سے پہلے چل بسوں۔"

"کیا اس سے آزادی حاصل کرنے کے بعد تم واقعی مجھ سے شادی کر لو گے؟" تانیا نے کسی گہری سوچ میں ڈوب کر کہا۔

"ہاں۔ مگر آزادی شاید کبھی نہ ملے۔ اچھا اب میں تیار ہو کر چلوں کہیں پرواز مس نہ ہو جائے۔"

وہ رخصت ہو گیا تو بھی تانیا گہرے خیالات میں ڈوبی رہی۔

مارتھا، ہنری، گلڈا اور جاتی ایک میز کے گرد بیٹھے مسز لونٹس کے جواہرات کا جائزہ لے رہے تھے۔ گلڈا کی خواہش تھی۔ کہ ہیرے کی ایک انگوٹھی اور سونے اور ہیرے

کا ہار اپنے لئے چن لے مگر مارتھا نے سارے جواہرات سمیت کر چمڑے کے ایک چھوٹے سے تھیلے میں ڈال لیئے اور تھیلے کو ہنری کے حوالے کرتے ہوئے بولی۔ "لو یہ رکھ لو۔" ہنری نے چھوٹا سا تھیلا اپنی جیب کے حوالے کر دیا۔

مارتھا ٹیک لگا کر بیٹھ گئی اور بولی۔ "اب مسز ڈارن کرملی کی باری ہے ان کے جواہرات کی مالیت ساڑھے چھ لاکھ ڈالر ہے۔ وہ برسوں مچھلی کے شکار کے لیے جایا کرتی ہے یہاں بھی وہی قالین دھلائی کرنے کے بہانے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی جائے گی کہ پیچھے گھر میں کون رہتا ہے؟"

دو دن بعد سیاہ گاگلز آنکھوں پر اور سیاہ وگ سر پر جمائے اسی بہانے سے میں گلاڈا کرملی کی پر تکلف رہائش گاہ پر پہنچی۔ گھر کا دروازہ ایک دبلی پتلی سخت چہرے والی نگران خادمہ نے کھولا۔ وہ گلاڈا کو مشکوک نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ گلاڈا ... وہی پرانی من گھڑت کہانی سنائی مگر خادمہ کو یقین نہ آیا اور وہ بولی۔ "مسز کرملی نے قالین صاف کرنے کے متعلق مجھ سے کچھ نہیں کہا۔ جب تک تم ان سے لکھوا کر نہیں لاتیں۔ میں تمہیں اندر آنے کی اجازت نہیں دے سکتی اور اس نے گلاڈا کے منہ پر دروازہ تڑاخ سے بند کر لیا۔

یہ صورت حال خطرناک ہو سکتی تھی صرف ٹیلیفون بک دیکھنے پر ہی اس عورت کو معلوم ہو سکتا تھا کہ ایکم قالین دھونے والی کمپنی کا کوئی وجود ہی نہیں ہے لہٰذا جلدی سے واپس ہوئی اور مارتھا اور ساتھیوں کو یہ حال کہہ سنایا۔ مارتھا نے ہنری کی طرف دیکھا۔ "تمہارا کیا خیال ہے؟ اس جگہ ہاتھ مارا جائے یا نہیں۔"

"بھئی ساڑھے چھ لاکھ ڈالر کی بات ہے۔ ہمیں یہ معلوم ہے کہ سیف کہاں

ہے؛ میرے خیال میں آج رات ہی ہمیں ہلہ بول دینا چاہیئے۔

"اس لیئے کہہ رہے ہو نا کہ تمہیں نہیں جانا وہاں۔" جانی نے تلخی سے کہا۔ "میں کسی ایسے گھر میں نہیں جانا چاہتا۔ جس کے متعلق مجھے کچھ معلوم ہی نہ ہو۔ اس معاملے کو ٹھنڈا ہو لینے دو۔ اس دوران کوئی اور گھر تاکتے ہیں۔ لاؤ لسٹ مجھے دکھاؤ۔"

ہنری نے لسٹ اسے دے کر ذومعنی نگاہوں سے مارتھا کی طرف دیکھا۔ جانی نے لسٹ پر نگاہیں دوڑاتے ہوئے کہا۔ "یہ مسز لوئیٹین کے متعلق کیا خیال ہے اس کا الماس کا ہار بڑا مشہور ہے۔"

"اس ہار کو فہرست سے خارج سمجھو" مارتھا نے تیزی سے کہا۔

"وہ کیوں؟ ساڑھے تین لاکھ ڈالر کا ہار ہے۔"

مارتھا جانی کو یہ نہیں بتانا چاہتی تھی۔ کہ یہ ہار نیشنل فائیڈیلیٹی کے پاس بیمہ کرایا گیا ہے۔ اور اس بیمہ کمپنی کے میڈوکس کی وجہ سے اسے پانچ سال جیل میں سڑنا پڑا تھا۔ یہ بات صرف خود اسے یا ہنری کو ہی معلوم تھی۔ وہ بولی۔ "میں نے جب فیصلہ کر لیا ہے کہ اس ہار پہ ہاتھ نہیں ڈالا جائے گا۔ تو ایسا ہی ہوگا۔"

"اچھا۔ اچھا گرم کیوں ہو رہی ہو۔ یہ مسز ایلک جیکس کے متعلق کیا رائے ہے۔ فہرست کے مطابق وہ آج کل میامی گئی ہوئی ہے۔ اور چار لاکھ ڈالر کے زیورات سیف میں ہیں۔"

"مگر کرنل کے ہاں ہاتھ مارنے میں کیا قباحت ہے؟"

"میں وہاں نہیں جاؤں گا۔ تم جانا چاہو تو چلی جاؤ۔ ہاں تو یہ مسز جیکس کے متعلق کیا رائے ہے؟"

...سب لذت

کی خاطر جوان لڑکیوں پر حملے۔ وہ ریشہ خطمی ہوتا رہتا تھا۔ اس نے گلڈا کو دیکھ کر دروازہ کھول دیا۔ اور گپیں ہانکتے ہوئے گہری نظروں سے گلڈا کے جسم کو دیکھتا رہا۔ گلڈا نے اسے باتوں میں لگا کر سیف اور کمرے لڑکیوں کے متعلق تسلی سے معلومات حاصل کر لیں۔

واپسی پر اس نے ساری معلومات اگل دیں تھوڑی دیر بحث مباحثے کے بعد جانی نے کہا۔ "ٹھیک ہے۔ یہ جگہ تر نوالہ ہے آج رات ہی یہ سیف صاف کر دیا جائے گا۔ اچھا اب میں نہانے جا رہا ہوں۔ وہ اٹھا اور ساحل کی طرف چل دیا۔

اس کے جانے کے فوراً بعد گلڈا بھی اٹھی اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔ چند لمحوں بعد وہ باہر آئی۔ تو بکنی پہنے ہوئے تھی۔ وہ مارتھا کے قریب سے گذر کر ساحل پر جانے لگی تو مارتھا نے کہا۔ "گلڈا۔ میری بات سنو۔ اس کا سایہ بننے کی کوشش نہ کرو۔ اور اسے یوں گھورنا چھوڑ دو۔ جیسے کچا چبا جاؤ گی۔ میں تمہیں خبردار کر رہی ہوں۔ وہ کوئی اچھا شخص نہیں ہے۔"

گلڈا نے شرم سے سرخ ہوتے ہوئے کہا۔ "بڑھیا۔ اپنا منہ بند رکھو اور اپنے یہ مشورے اپنے ہی پاس رکھو۔" اور وہ بھاگ کر جیسے تیر سے ساحل کی طرف چلی گئی۔

مارتھا نے بے بسی سے ہنری کی طرف دیکھا۔ "میں نے اپنا فرض ادا کرتے ہوئے اسے خبردار کر دیا ہے۔"

"ہاں۔" ہنری نے ڈھٹائی سے کہا۔ "اچھا میں چل کر سوتا ہوں۔"

گلڈا کو سمندر میں داخل ہوتے دیکھ کر جانی دل ہی دل میں مسکرا دیا۔ پانی کو ہاتھوں سے چیرتی ہوئی گلڈا اس کے قریب پہنچی اور بولی۔ "تو کیا آج رات ضرور چلنا ہے؟"

پہ آیا۔ میرا دل چیخ چیخ کر بول دینا چاہیئے۔

جانی اس کی بات نظر انداز کر کے ساحل کی طرف [illegible] گلڈا نے کسی قدر تامل کیا اور پھر اس خیال سے سمندر میں اور آگے بڑھ گئی کہ مارتھا دیکھ رہی تھی۔ گلڈا اپنے دل سے باتیں کر رہی تھی۔ یہ ٹھیک ہے کہ مجھے اس کم بخت سے محبت ہو گئی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں اس کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بن جاؤں یہ بڑا ایسی حس ہے اگر میں اس کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دوں تو بھی یہ خدشہ ہے کہ ایک دن یہ مجھے چھوڑ کر چلا دے گا۔ نہیں مجھے اپنا قابو کرنا چاہیئے کہ یہ مجھے کبھی نہ چھوڑ سکے۔ لیکن کیا اس ظالم کو یہ بھی پتہ ہے کہ مجھے اس سے محبت ہو گئی ہے!

دوسری بڑی واردات بڑی آسان رہی۔ صرف چودہ منٹ میں جانی اور گلڈا سیف خالی کر کے چلتے بنے اور روانگی سے پہلے کھڑکیوں اور سیف کو دوبارہ بند کر گئے۔

جب وہ چار لاکھ ڈالر کے زیورات لے کر گاڑی میں واپس ہو رہے تھے تو گلڈا نے کہا "یہ کام تو بڑی آسانی سے ہو گیا نہ جانے میں کیوں ڈر رہی ہوں؟"

"ڈرنے کی بھلا کیا بات ہے؟" جانی نے بے صبری سے کہا۔ "وہ بوڑھی سورنی بڑا تیز دماغ رکھتی ہے۔ اسی کے منصوبے کی بدولت ہم نے ہفتے سے بھی کم عرصے میں پانچ چھ لاکھ ڈالر کے زیورات پر ہاتھ صاف کر لیا ہے اور مالکوں کو خبر بھی نہیں ہوئی، نہ ہی پولیس کو پتہ ہے"

"مگر ہمیں رقم نہیں ملی۔" گلڈا نے فکر مند ہو کر کہا۔ "اور یہی بات مجھے پریشان کر رہی ہے۔ یہ زیورات ہم خود نہیں بیچ سکتے اس لئے یہ ہمارے لئے بیکار ہیں۔"

جانی کی آنکھیں گہری سوچ کے انداز میں بھنچ گئیں۔ اسے اب تک یہ خیال ہی نہ آیا

موتیوں کی چار جگمگاتی رسیاں دیکھ کر ایب سانس کھینچ کر رہ گیا۔ کہیں سالوں بعد اتنا سارا مال ہاتھ لگا تھا۔

ہنری نے کہا: "پلاٹینم، سونے اور چاندی کا مال پارسل میں بند ہے۔"

ایب نے ایک ایک پتھر کا بڑے غور سے جائزہ لیا جب وہ فارغ ہو چکا تو جانی نے کہا: "یہ سب مال پانچ لاکھ اسی ہزار میں انشور کرایا گیا تھا۔"

ایب کا چہرہ مرجھا گیا۔ "جانی، مائی بوائے۔ بیمہ کرائی گئی رقم پر کبھی اعتماد نہ کرو۔ جواہرات اور زیورات ہمیشہ زیادہ مالیت کے بتا کر انشور کرائے جاتے ہیں۔" اس نے اپنی آنکھ پر سے دبیز شیشہ اتارتے ہوئے کہا۔ پھر وہ ایک کاغذ پر ان جواہرات کی قیمتیں لکھنے لگا۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد اس نے پنسل میز پر رکھ دی۔ اور ہنری سے مخاطب ہو کر کہا "اس میں شک نہیں کہ مال اچھا ہے۔ مگر مارکیٹ کی گری ہوئی حالت کے پیش نظر مجھے امید نہیں کہ مجھے ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ مل سکیں گے۔ اس میں سے تمہیں ایک تہائی ملنا چاہیے اگرچہ یہ ایک تہائی سراسر ڈاکے کے مترادف ہے بہرحال میں اپنے وعدے کا پکا ہوں۔ اس لئے پچاس ہزار ادا کر دوں گا۔ ٹھیک ہے؟"

"ہمیں چلانے کی کوشش نہ کرو۔" ہنری بولا۔ "مجھے یقین ہے کہ اس مال کے دو لاکھ سے کم نہیں لوگے۔"

"دو لاکھ!" جانی نے تلخ لہجے میں کہا۔ "یہ تو بہت کم ہیں۔ بھلے آدمی ساڑھے تین لاکھ کی بات کرو۔ ورنہ معاملہ ختم کرو۔"

"پاگل تو نہیں ہو گئے۔" ایب کا منہ بن گیا۔ "مجھے تو کم ہی امید ہے کہ دو لاکھ بھی ملیں مارکیٹ کی حالت بھی معلوم ہے؟"

"ہاں۔" جانی نے جواب دیا۔ "میں پرنی پام سے بات کر آیا ہوں۔"

ایب کا رنگ اڑ گیا۔ "پرنی پام۔ وہ تو سب سے بڑی چیز ہے سنو جانی۔ میں تمہارے بھلے کی...."

"زیادہ بک بک جھک جھک بیکار ہے۔" جانی اٹھ کھڑا ہوا اور میز پر ایب کی طرف جھکتے ہوئے بولا۔ "یا تو ایک لاکھ بیس ہزار مجھے دے دو۔ ورنہ معاملہ ختم سمجھو"

ایب نے کرسی سے ٹیک لگائی۔ "یہ ناممکن ہے جانی۔ مگر خیر تمہاری خاطر میں کچھ نقصان بھی برداشت کر لوں گا۔ مال بے شک اچھا ہے۔ لیکن کاروبار مندا ہے۔ میں تمہیں اسی ہزار دے سکتا ہوں اور بس۔"

جانی نے ایک ڈھیری سمیٹ کر تھیلی میں ڈالنی شروع کر دی۔ یہ دیکھ کر ایب بے صبری سے بولا۔ "جانی۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ اسی ہزار معقول رقم ہے کوئی اور تمہیں پچاس ہزار بھی نہ دے گا۔"

جانی دوسری ڈھیری سمیٹنے لگا۔ اب تو ایب کے چہرے پر پسینے کے قطرے چمکنے لگے وہ بے اختیار بولا۔ "یہ کیا کر رہے ہو؟"

"میں یہ پرنی پام کو دکھانے جا رہا ہوں۔" جانی نے تیسری ڈھیری کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"کچھ عقل سے کام لو جانی۔" ایب نے کہا۔ "پرنی پام تمہیں پچاس ہزار بھی نہیں دے گا وہ تو لٹیرا ہے لٹیرا۔" پھر یہ دیکھ کر کہ جانی تھیلیوں کے منہ بند کرنے لگا ہے۔ وہ جلدی سے بولا۔ "اچھا میں تمہیں ایک لاکھ دے دوں گا۔ اگرچہ مجھے نقصان ہوگا۔ مگر میں تمہیں پرنی ایسے لٹیرے کے پاس نہیں جانے دوں گا۔"

جانی رک گیا اور اس کی طرف دیکھ کر بولا۔ "نقد؟"

"ہاں۔"

"اور ابھی؟" جانی نے پوچھا۔

ایب بے اختیار اچھل کر بولا۔ "تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ جانی! کیا تم سمجھتے ہو کہ ایک لاکھ کی رقم میرے دفتر میں دھری رہتی ہے؟ ایک ہفتے میں تمہیں رقم مل جائے گی۔"

"مجھے ابھی رقم چاہیئے ورنہ مجھے رام کے پاس جانا ہی پڑے گا۔" جانی نوٹ بریف کیس میں رکھنے لگا۔

"لیکن اتنی رقم میرے پاس اب کہاں ہے۔" ایب غصے سے مٹھیاں میز پر مارتے ہوئے بولا۔ "سور کے بچے تم سمجھتے ہو کہ....."

مگر جانی نے اسے آگے کچھ کہنے کی مہلت ہی نہ دی اور تیزی سے بڑھ کر اسے گریبان سے پکڑ لیا اور پوری قوت سے جھنجھوڑتے ہوئے بولا۔ "کیا کہا ہے تم نے؟"

ایب کا رنگ پیلا پڑ گیا تھا۔ وہ ہانپتے ہوئے بولا۔ "میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ معاف کر دو..."

جانی نے تیز دھکا دے کر اس کا گریبان چھوڑ دیا۔ ایب کرسی سمیت پیچھے گرتے گرتے بال بال بچا۔ جانی نے کہا۔ "مجھے ابھی اور اسی وقت رقم چاہیئے۔ جاؤ۔ اپنے کسی کاروباری ساتھی سے قرض لے آؤ۔ ہم یہاں تمہارا انتظار کریں گے۔"

"اتنی بڑی رقم کون مجھے دے گا؟" ایب نے رونی صورت بنا کر کہا۔ "اور میں کس سے مانگنے جاؤں؟"

"اچھا تو ٹھیک ہے۔ میں اس بک بک سے تنگ آ چکا ہوں۔" جانی نے اکتاہٹ

سے کہا۔ "اب یام سے بات ہو کر رہے گی۔"

خاموشی سے یہ سارا تماشہ دیکھتے ہوئے ہنری سوچ رہا تھا۔ کہ وہ خود ایب کبھی یہ وحشیانہ مول تول نہ کر سکتا اور محض پچاس ہزار پہ ہی مان جاتا پھر ایب نے وہ حرکت کی جس کے لئے اسے بعد میں پچھتانا پڑا۔ اس نے میز کے نیچے لگے ہوئے ایک خفیہ بٹن کو دبا دیا۔ اس بٹن کا تعلق نیچے ایک کمرے میں لگے ہوئے الارم سے تھا۔ اس کمرے میں ایب کے دو پلے ہوئے غنڈے بیٹھا کرتے تھے۔ جو ایسے ویسے گاہکوں سے نپٹنے کے کام آتے تھے۔ ایب نے بٹن دبا کر انہی بدمعاشوں کو خبردار کیا تھا کہ اب روزی حلال کرنے کا وقت آگیا ہے اس کے ساتھ ہی وہ جانی سے بولا۔ "رک جاؤ جانی۔ ایک لاکھ ڈالر پانچ منٹ میں تو نہیں مل سکتے مجھے۔ کچھ دیر بعد آکر لے جانا۔ اس دوران زیورات یہیں چھوڑ جاؤ۔"

"میں تمہیں تین گھنٹے دیتا ہوں ایب۔ اس دوران ہم دونوں یہیں بیٹھ کر تمہارا انتظار کریں گے" جانی نے آہستگی سے کہا۔

کچھ ہچکچاہٹ ظاہر کرتے ہوئے ایب اٹھا اور کھونٹی پر سے ہیٹ اتارا۔ "اچھا میں کوشش کرتا ہوں۔"

وہ دروازے کا قفل کھولنے لگا تو اسے جانی کی آواز سنائی دی: "ایب۔۔۔"

ایب نے مڑ کر دیکھا۔ "اب کیا بات ہے؟"

"کوئی چالاکی کرنے کی کوشش نہ کرنا۔"

چند لمحوں تک اسے گھورنے کے بعد ایب نے ہونٹوں پہ زبردستی کی مسکراہٹ طاری کرتے ہوئے کہا۔ "کیا بات کرتے ہو! شک نہ کرو۔ میں جلد لوٹنے کی کوشش کروں گا!" وہ کمرے

سے چلدیا اور راہداری میں اس کے پاؤں کی چاپ ایلیویٹر کی طرف جاتی ہوئی سنائی دی
"بہت خوب جانی۔" ہنری نے تعریف کی۔ "تم تو جیسے کو تیسا ہو کر ملے ہو۔"
جانی کوئی جواب دینے والا تھا کہ اچانک دروازہ کھلا۔ اور ایک کے بعد دو کمرے
کے اندر آ پہنچے۔ دونوں میں سے ایک لمبے قد والا حبشی تھا۔ قد چھ فٹ سے زیادہ اور
کندھے کسی باڑے کے کواڑوں کی طرح پھیلے ہوئے تھے۔ اس کا مونڈا ہوا سر پسینے سے
چمک رہا تھا۔ اور چہرے کے نقوش وحشیوں جیسے ظالمانہ تھے۔ اس کا نام جیمو تھا اور
وہ اپنے علاقے کا مانا ہوا پھنے خاں اور چھٹا ہوا بدمعاش تھا۔ دوسرے کا نام ہینک لورگ
تھا۔ اس کی عمر بیس سال تھی اور اس کا سفید چہرہ مہاسوں سے بھرا پڑا تھا۔ اعشاریہ
تین آٹھ اس کے ہاتھ میں تھا اور اس کی آنکھوں کی چمک میں دیوانوں جیسی وحشت تھی انہیں
دیکھ کر ہنری کو سرد برف جیسے پانی کی لہر اپنے اعصاب میں دوڑتی محسوس ہوئی حبشی کا قد
و قامت دیکھ کر اس کا دل ہول اٹھا تھا۔

جانی نے لپک کر بریف کیس اٹھا لیا اور ہینک کی طرف دیکھتے ہوئے پیچھے ہٹنے لگا
ہینک نے پھنکار کر کہا۔ "بریف کیس میز پر رکھ دو۔ ورنہ میں تمہاری ٹانگ توڑ دوں گا"
اتنے میں جانی میز سے پرے جا چکا تھا۔ اس نے بڑے سکون سے کہا۔ "یہ دھمکیاں
اپنے پاس رکھو۔ تم یہاں گولی چلانے کی حماقت نہیں کر سکتے۔ خواہ مخواہ ایک کی ال
پتلی کر دو گے۔"

ہینگ نے بے چینی سے جیمو کی طرف دیکھا۔ "پکڑ لو اسے...." حبشی کے وحشی
چہرے پر حقارت آمیز مسکراہٹ پھیل گئی "برخوردار بریف کیس رکھ دو۔"
جانی نے بریف کیس اپنے قریب فرش پر گرا دیا اور خود بازو لٹکائے بے حس و حرکت

کھڑا ہوتے ہوئے بولا۔" آؤ لے جاؤ۔"

حبشی نے ہنری کے قریب سے گزر کر اور میز کا چکر لگا کر جانی کے قریب پہنچا تھا وہ بڑی تیزی سے چلا۔ ہنری کا دل زور زور سے دھڑ دھڑا رہا تھا۔ مگر اس نے ہمت سے کام لیا اور جیسے ہی حبشی اس کے قریب سے گزرنے لگا۔ اس نے اپنی لمبی ٹانگ اڑا دی۔ حبشی لڑکھڑا کر سنبھلنے کو تھا کہ جانی اس پر ٹوٹ پڑا۔ اس نے اچھل کر حبشی کے منہ پر بوٹوں کی ایک کک رسید کی۔ حبشی کے چہرے سے خون کا فوارہ یوں پھوٹ پڑا جیسے پکے ہوئے ٹماٹر کو زور سے دبا دیا جائے وہ اوندھے منہ فرش پر گرا اور اس کا خون جانی کے بوٹوں پر پڑا۔ حبشی کے منہ سے ایک کراہ نکلی اور پھر وہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔ جب وہ گھٹنوں کے بل ہوا تو جانی نے دونوں ہاتھ جوڑ کر پوری قوت سے اس کی گردن پر ایک دوہتڑ رسید کیا۔ حبشی کی آنکھوں کی پتلیاں گھوم گئیں اور وہ فرش پر دراز ہو گیا

جانی نے مڑ کر ہنیک کی طرف دیکھا، جو اب پیچھے ہٹ رہا تھا۔ جانی نے ہلکی آواز میں کہا۔" دفع ہو جاؤ۔" ہینک مڑا اور دفع ہو گیا۔ جانی نے حبشی کے بہتے ہوئے خون کی طرف دیکھا اور پھر ہنری سے پوچھا۔" تم ٹھیک ہو؟"

گڑبڑ اور مار دھاڑ کے ان چند لمحات نے ہنری کو ہلا کر رکھ دیا تھا مگر وہ اپنے آپ پر قابو پا کر بولا۔" ہاں۔ میں ٹھیک ہوں۔"

"کرنل" جانی نے اسے سراہا۔" تم میں کافی گٹس ہیں۔ یوں پاؤں اڑانا تمہارا ہی کام تھا۔ تم نے میرا کام بڑا آسان کر دیا۔"

پھر جانی نے جمبو کو گھٹنے سے پکڑا اور کسی مردہ کتے کی طرح اسے گھسیٹتا ہوا

دفتر سے باہر اور پھر جیت کی سیڑھیوں تک لے گیا وہاں تک لے جانے میں جانی کو کافی قوت صرف کرنا پڑی۔ وہاں اس نے جمبو کو ایک زوردار لات لگائی اور جمبو سیڑھیوں پر لڑھکتا ہوا راہداری میں آ پہنچا۔

ایپ راہداری کے موڑ پر چھپا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں پھٹی پڑ رہی تھیں جب اسے یقین ہو گیا کہ جانی نے دفتر میں جا کر دروازہ بند کر لیا ہے تو وہ جمبو کے پاس آیا اور اس کے منہ پر تھپڑ مار کر اسے جھنجھوڑنے لگا۔ چند لمحوں بعد جمبو نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ ایپ نے نفرت سے کہا۔ "حرام خور یہاں سے بھاگ جا۔" اور پھر ایپ کہیں سے رقم مہیا کرنے کے لئے چل دیا۔

تین گھنٹے پانچ منٹ بعد وہ ایک بریف کیس لئے لوٹا۔ اسے میز پر رکھ کر وہ جانی سے بولا۔ "لو رقم لو۔ بڑی مشکل سے انتظام ہوا ہے۔"

جانی نے کچھ کہے بغیر بریف کیس کھولا۔ اور ہنری کی مدد سے رقم گنی۔ ایک ایک ہزار ڈالر کے سو نوٹ تھے۔ وہ بولا۔ "ٹھیک ہے۔" پھر اس نے جواہرات والا بریف کیس کھول کر تینوں تھیلیاں اور پارسل نکالا۔ دو تھیلیاں اور پارسل ایپ کی طرف بڑھا کر اس نے تیسری تھیلی کا منہ کھولا۔ اور اس میں سے تین انگوٹھیوں والا موتی کا ایک ہار نکال کر اپنی جیب میں ڈالا۔ اور پھر تیسری تھیلی بھی ایپ کی طرف بڑھا دی۔ ایپ نے چلا کر پوچھا۔ "یہ کیا۔ یہ ہار بھی میں نے خرید لیا ہے۔"

"یہ جرمانہ ہے۔" جانی نے کہا۔ "میں نے تم سے کہا تھا کہ کوئی چالبازی کرنے کی کوشش نہ کرنا اور آئندہ اگر تم نے مجھے پکڑنے کی کوشش کی تو میں تمہاری گردن توڑ دوں گا۔ آؤ۔ کرنل چلیں۔" یہ کہہ کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اسی دوران تبدیلی آب و ہوا کے بعد لیزا اور ہیری سمندری سفر سے واپس آچکے تھے اگرچہ لیزا کی صحت قدرے بہتر ہوگئی تھی۔ مگر درد ابھی باقی تھا۔ ہیری بدستور اس کی نفرت کا نشانہ بنا رہا تھا۔ اور قطعات اراضی فروخت نہ ہونے پر لیزا اکثر اسے طعنے دیا کرتی تھی لیکن ہیری اب اس طعن تشنیع اور لعنت ملامت کی حدود سے گزر چکا تھا۔ اس نے تین ناقابل فراموش دن اور دو رنگین راتیں تانیا کی آغوش محبت میں گزاری تھیں اور یہ لمحات اتنی رنگینیوں اور لذت کوشیوں میں گزرے تھے۔ کہ ان کے مقابلے میں لیزا کی جیں جیں کوئی معنی نہ رکھتی تھی۔

واپسی پر اسے معلوم ہوا کہ دو دن بعد سان فرانسسکو میں کوہن کے سٹور کے منیجروں کی ایک میٹنگ ہونے والی ہے اس میٹنگ کی صدارت ہمیشہ لیزا کیا کرتی تھی۔ اور ہیری کا خیال تھا۔ کہ تانیا کے ساتھ مزید دو راتیں مل جائیں گی۔ مگر لیزا نے ہیری کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجنے کا فیصلہ صادر کردیا۔ ہیری کو بہت دکھ ہوا مگر وہ جانے پر مجبور تھا۔

سان فرانسسکو سے روانگی سے پہلے جب وہ رات کو چوری چھپے گھر سے نکل کر تانیا سے ملا اور اسے بتایا کہ وہ جانے پر مجبور ہے تو تانیا کا منہ بھی لٹک گیا۔ ہیری نے کف افسوس ملتے ہوئے کہا: "کیا کروں۔ بڑی مجبوری ہے۔ جانا ہی ہوگا۔"

"اور وہ اکیلی ہوگی اپنی نرس کے ساتھ؟" تانیا نے پوچھا۔

"ہاں دوسرے نوکر بھی ہوں گے۔" ہیری نے سرسری طور پر کہا۔

"اور تم نے بتایا ہے کہ خواب آور دوا کھا کر وہ ساڑھے دس بجے سو جایا کرتی ہے؟" تانیا نے اس کی طرف نہ دیکھتے ہوئے کہا۔ "خواب آور گولیاں کھا کر سونا بری عادت ہے۔ ہے نا؟"

"گولی مار دو اسے۔" ہیری نے کہا: "تم نے یہ اتنا بھاری لباس کیوں پہن رکھا ہے؟ اتار دو اسے"

تانیا مسکرا دی۔" اور تمہاری غیر حاضری میں اس کا کوئی دوست بھی اس کے پاس نہیں ہوتا!"

"نہیں۔ دفع کرو اسے" ہیری نے بے تاب ہو کر کہا۔" میں کہتا ہوں یہ بوجھل کپڑے اتار دو۔"

رات دو بجے وہ گھر لوٹا اور خاموشی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔ راہداری میں لیزا کے کمرے کا دروازہ کھلا دیکھ کر اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ وہ شاید اسی کا انتظار کر رہی تھی اس نے زور سے پکار کر کہا۔" ہیری!"

وہ گردن جھکائے لیزا کے کمرے میں چلا گیا۔ درد کی شدت سے لیزا کا رنگ زرد ہو رہا تھا۔ وہ بولی۔" کہاں گئے تھے؟"

ہیری نے سوچا کہ اگر کوئی مناسب جواب نہ دیا گیا تو مصیبت آجائے گی وہ جلدی سے بولا۔" کیا ہوا لیزا؟ تم ابھی تک سوئی نہیں؟"

"تم کہاں گئے تھے؟"

"نیند نہیں آرہی تھی۔ سو میں ذرا ٹہلنے کے لئے چلا گیا تھا" وہ آکر اس کے بستر پر بیٹھ گیا

"ہوں! ٹہلنے کے لئے..... اس وقت! رات کے دو بج چکے ہیں۔"

"لیزا۔ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ مجھے اکثر بے خوابی کی شکایت رہنے لگی ہے اس کا یہی بہترین طریقہ ہے۔ کہ کھلی ہوا میں ذرا ٹہلا جائے۔"

لیزا کی آنکھیں شک و شبہ سے دھندلا رہی تھیں۔" کیا تمہیں کوئی دندان ساز مل گئی ہے؟"

یہ سن کر ہیری کا خون خشک ہو گیا۔ کیا کہہ رہی ہو لیزا خواہ مخواہ وہم نہیں کیا کرتے جو مصیبت لاحق ہے وہ صرف تمہاری تو نہیں۔ تمہارا شوہر ہونے کی حیثیت سے میں بھی برابر کا شریک ہوں۔ یقین کرو۔ تمہارے سوا میری زندگی میں کوئی عورت نہیں آسکتی میں کئی بار کہہ چکا ہوں۔ کہ تم نے مجھے جو جنسی لذتیں عطا کی ہیں، دنیا کی کوئی اور عورت نہیں دے

سکتی. تو پھر میں کسی اور عورت کے پیچھے کیوں بھاگتا پھروں۔"

چند لمحوں تک لیزا گہری نگاہوں سے اسے تکتی رہی۔ پھر شانے اچکا کر بولی" اچھا جاؤ اب سو جاؤ۔ تمہارے اگلے دو دن بے حد مصروفیت کے ہوں گے۔"

کسی قدر مطمئن ہو کر ہیری اٹھا اور دروازے کے پاس پہنچا معاً لیزا کی آواز سنائی دی: "ہیری......"

زور زور سے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ وہ رک گیا۔" ہاں ڈارلنگ!"

"آئندہ رات کو تم سے منے نہ جانا۔ میں نے تمہارے کمرے میں فون کیا اور تمہیں نہ پاکر میں بدحواس ہو گئی تھی۔ آئندہ اگر نیند نہ آئے تو میرے پاس آجایا کرو۔"

ڈوبتے ہوئے دل کے ساتھ ہیری نے جواب دیا۔" بہت اچھا جانم آئندہ میں ایسا ہی کیا کروں گا۔"

ہنری لوٹا تو مارتھا اور گلاڈا بے صبری سے بہ شدت سے منتظر تھیں۔ مارتھا نے پوچھا۔ "کیا ہوا؟ کیا رقم لے آئے؟"

ہنری ایک کرسی میں دھنس گیا۔ اس کے اعصاب ابھی تک کشیدہ تھے۔ وہ بولا۔ "گلاڈا۔ بائی ڈیئر۔ ذرا تیز وہسکی کا ایک گلاس تو لے آنا۔" اس کی بگڑی ہوئی حالت دیکھ کر گلاڈا اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں پوچھتی ہوں۔ رقم لے آئے ہو؟" مارتھا نے کہا۔

"جانی لے آیا ہے۔"

"جانی! وہ کہاں ہے؟"

"اپنے کمرے میں۔" ہنری نے جواب دیا۔

غصے سے مارتھا کا بھاری بھرکم جسم کرسی میں بل کھا گیا۔ "گویا جانی لے آیا ہے اور تم اس کا دم چھلہ بن کر گئے تھے کیا؟"

"چپ چخ مت۔ ایسے شاید میں کبھی یوں پورا نہ اترتا۔" قدرے تامل کے بعد ہنری پھر بولا۔ "مارتھا۔ دراصل بات یہ ہے کہ اس قسم کے کاموں کے لئے اب ہم کچھ بوڑھے ہو گئے ہیں۔ تم ہو گئی ہو گی۔ لیکن میں نہیں"

اتنے میں سوڈا ملی وہسکی کا گلاس لئے گلاڈا آگئی۔ ہنری نے اس کا شکریہ ادا کر کے گلاس تھاما۔ آدھا گلاس غٹا غٹ چڑھانے کے بعد وہ بولا۔ "مارتھا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر جانی نہ ہوتا۔ تو ہم ایک کوڑی بھی وصول نہ کر سکتے۔ اس کے دو بدمعاش ہم سے سب کچھ چھین لیتے اور بعد میں ایک قسم کھا لیتا کہ وہ تو ان بدمعاشوں کو جانتا تک نہیں۔" اور پھر اس نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔

یہ سن کر مارتھا کانپ اٹھی۔ "میرا تو خیال تھا۔ ایسے پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔"

"اس زمانے میں اپنی ماں کے خصم پر بھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔"

اتنے میں جانی جیب تمہارے پر آ گیا۔ اس نے سو سو ڈالر کے نوٹوں کا ایک بنڈل مارتھا کے سامنے میز پر پھینکتے ہوئے کہا۔ "یہ رہا تمہارا حصہ۔ چھیاسٹھ ہزار چھ سو ستر ڈالر۔ میں نے اپنا حصہ رکھ لیا ہے۔ انہیں آپس میں بانٹ لو۔"

"اور وہ موتیوں کا ہار؟" مارتھا بولی۔

"وہ میرا ہے۔" جانی کرسی پر جا بیٹھا اور سکون سے بولا۔ "تمہاری موٹی عقل میں جو بات نہیں آ رہی وہ یہ ہے کہ تم لوگ چھوٹی موٹی وارداتوں کو تو سنبھال سکتے ہو مگر اس

قسم کی خطرناک اور گڑبڑ کھوٹالے والی واردا تیں سنبھالنا تمہارے بس کی بات نہیں۔
اور چونکہ میں زیادہ خطرہ لے رہا ہوں اس لئے میرا حصہ بھی بڑا ہونا چاہیے۔"

مارتھا بھپٹ پڑنے کو ہوئی مگر ہنری کے چہرے پر نظر ڈالتے ہی کسمسا کر رہ گئی۔
ہنری نے نرمی سے کہا۔ "تم ٹھیک کہتے ہو جانی۔ مگر انصاف سے کام لینا چاہیے۔ اس منصوبے کی ناؤ مارتھا ہے۔ اور میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ تم اہم کارکن ہو مگر یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ موتیوں کے ہار پر ہم سب کا حق ہے۔"

جانی ہنس دیا۔ "کسے سبق پڑھاتے ہو کرنل! ایسے ساتھ مول تول کس نے کیا؟ اس کالے حبشی کو کس نے سنبھالا۔ اور بڑی بات یہ ہے کہ ڈاکے کے وقت کون پیش پیش رہتا ہے! محض منصوبے بنانے سے تو دولت حاصل نہیں ہوتی اگر میں نہ ہوتا تو ایسے تم ایک چھدام بھی نہ لے سکتے۔ اس لئے اب اس تذکرے کو چھوڑو۔" وہ گلاڈا کی طرف مڑا۔ "کیا تم باہر چل کر کھانا پسند کرو گی! ہم بحری غذا مہیا کرنے والے ایک رستوران میں کھانا کھائیں گے.... چلتی ہو؟"

گلاڈا حیرت سے اس کا منہ دیکھنے کے بعد اٹھ کھڑی ہوئی۔ "ضرور، میں ضرور چلوں گی۔"

"اچھا تو اچھا سا لباس پہن آؤ۔"

اس کے جانے کے بعد جانی نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "پرسوں میں الیکٹریشن کا بہروپ بھر کے مسز بریل کے فلیٹ کا معائنہ کر آؤں گا۔ الیکٹریشن کی وردی بڑا کام دے گی۔ وہاں ساڑھے چھ لاکھ کے جواہرات ہیں ان کے لئے برنی یام سے بات کروں گا۔ ایسے میں بھرپایا ہوں۔"

مارتھا کو آپے سے باہر ہوتے دیکھ کر ہنری جلدی سے بولا۔ "مارتھا، جانی ٹھیک کہتا ہے۔ نہایت بڑا بے ایمان آدمی ہے۔"

غصے کے مارے مارتھا کی زبان بند ہو گئی۔ وہ وہیں منہ کھولے جلتی بھنتی رہی نیا فرا

پہنے گلڈا جبوترے پر آئی۔ اس لباس میں وہ بڑی موہنی لگ رہی تھی۔ جانی کی آنکھوں میں شوق کی جو ست جگمگاتے دیکھ کر گلڈا کو یقین ہو گیا کہ اس نے پالا مار لیا ہے۔ اگر یہی رفتار رہی تو اگلے چند گھنٹوں میں جانی قدموں میں ہو گا۔

کیڈ لک کو سٹارٹ کر کے اس جانی نے پوچھا۔ "اپنی پتی لے لی تم نے؟"

"میری پتی ہنری کے پاس رہے گی۔ مجھے اس پر اعتبار ہے۔" گلڈا نے جواب دیا اور پھر بولی: "مارتھا سے خبردار رہنا۔ وہ تم سے بڑی نفرت کرتی ہے۔"

جانی لاپرواہی سے ہنس دیا۔ "وہ موٹی گائے میرا کیا بگاڑ سکتی ہے!"

"وہ ایک خطرناک عورت ہے۔"

جانی پھر لاپرواہی سے ہنس دیا۔

گلڈا کو جانی ایک ایسے ریستوران میں لے گیا۔ جو سمندر کے اندر ایک جیٹی پر بنا ہوا تھا۔ گاہکوں کے لئے جیٹی پر ہی میز کرسیاں لگی ہوئی تھیں۔ رنگین قمقمے روشنی بکھیر رہے تھے۔ اور بینڈ پر ہولے ہولے سازینہ بج رہا تھا۔ یہاں کافی بھیڑ تھی۔ میز کی طرف جاتے ہوئے گلڈا کو پورا احساس تھا۔ کہ مردوں کی مشتاق نگاہیں اس پر اٹھ رہی ہیں چنانچہ اس نے اپنے کولہوں کو اور مٹکانا شروع کر دیا۔

خوراک عمدہ تھی اور سروس شاندار، کھانا کھاتے ہوئے گلڈا کی نظر ایک عورت پر پڑی جو بڑی توجہ سے جانی کو ٹکٹکی باندھے دیکھے جا رہی تھی وہ اپنی میز پر اکیلی تھی۔ پینتیس یا اڑتیس سالہ اس دبلی سی عورت نے بڑا قیمتی لباس پہن رکھا تھا۔ اس کی جنسی بھوک ظاہر کرتے والی آنکھیں ایک ٹک جانی کو ہی گھور رہی تھیں جانی ان نگاہوں سے بے خبر تھا۔ وہ بولا: "میرا خیال ہے مسز کریل کے ہاں واردات کے بعد میں الگ ہو جاؤں گا؟"

"تمہارا مطلب ہے یہ کام چھوڑ دو گے؟"

"ہاں۔ زیادہ لالچ اچھی نہیں ہوتی۔ اس کے بعد اپنا گیراج کھول لوں گا۔"

گلڈا کو اپنا دل بیٹھتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ "جانی .... کیا تم دو ہفتے اور نہیں ٹھہر سکتے

ابھی تو یہ رہائش گاہ مزید دو ہفتے ہمارے تصرف میں رہے گی اس دوران ہم ایک دوسرے سے

اچھی طرح واقف ہو جائیں گے"۔

جانی ہنس کر بولا۔ "معاملہ کھٹائی میں ڈالنے کی ضرورت ہی کیا ہے! کیوں نہ ہم کھانے

کے بعد کسی مناسب جگہ ایک دوسرے سے اچھی طرح واقف ہو جائیں۔"

گلڈا تن گئی اس کے چہرے پر کرب دیکھ کر جانی بولا: "چلو تمہاری مرضی نہیں تو نہ ہی"

پھر وہ خاموشی سے کھانا کھانے لگے۔ گلڈا کو یوں محسوس ہونے لگا۔ جیسے کھانا حلق میں

پھنسا جا رہا ہو۔ اچانک جانی کو احساس ہوا کہ وہ ایک عورت کی نگاہوں کا مرکز بنا ہوا ہے

اب اس نے بھی نگاہوں کا جواب مشتاق نگاہوں سے دینا شروع کر دیا۔ وہ عورت تو کب سے اس

جواب کی منتظر تھی اس نے بڑی اپنائیت اور محبت سے جانی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں

گلڈا یہ سب کچھ دیکھ کر سلگ اٹھی اور بولی: "کیا کوئی خواب دیکھنے لگ گئے ہو۔"

"میرے دائیں ہاتھ ایک بڑی ہی گرما گرم لونڈیا بیٹھی ہوئی ہے" جانی نے شکل سے

نگاہیں پھیر کر کہا۔

"لونڈیا" گلڈا نے جل کر کہا۔ "مجھے تو کوئی نائکہ لگتی ہے۔"

جانی بے حیائی سے مسکرا دیا۔ "کچھ بھی ہو وہ ایک صاف گو عورت ہے، اپنے آپ کو چھپاتی

نہیں۔ ایسی عورت خواہ مخواہ آدمی کا وقت ضائع نہیں کرتی۔ نہیں۔ نہیں۔ اوں ہوں بہت

چھیڑ، پھیر کبھی سہی کا نخرہ مجھے بور کر دیتا ہے۔"

گلڈا نے پلیٹ آگے سے ہٹا دی اور پھنکار کر بولی: "ہوں۔ میں بھی۔ میں تمہیں بور کر رہی ہوں"

جانی نے لاپرواہی سے کندھے جھٹک دیئے۔ "تم اور کر بھی کیا سکتی ہو۔ نخرہ کرنا تمہاری فطرت بن چکا ہے۔"

سیاہ رات، چمکتا چاند، رنگین روشنیاں اور موسیقی سب کچھ گلڈا کے لئے گڈ مڈ ہو کر رہ گئے وہ کانپتی ہوئی آواز سے بولی: "کیا۔۔ کیا تمہارے نزدیک محبت کا کوئی وجود نہیں؟"

کرسی سے ٹیک لگانے کے بعد جانی نے بھنویں اٹھائیں۔ "بے بی۔ تم ابھی نا بالغ ہی ہو۔ محبت کیا ہے جنس اور صرف جنس" اس کی نگاہیں اب خواہش کی آگ میں جلتی محسوس ہو رہی تھیں: "آؤ۔ ساحل پر کسی سنسان مقام پر چلیں۔ میرے پاس ایک کھرا سکہ ہے اور میں جانتا ہوں کہ تمہارے پاس بھی میرے لئے ایک کھرا سکہ موجود ہے اس سکے کی چمک تمہاری آنکھوں میں مجھے دکھائی دے رہی ہے۔ آؤ کہیں لیٹ کر یہ سکے بدل لیں اور رات کا الاؤ روشن کر لیں۔"

گلڈا نے سختی سے بیگ پکڑ لیا اور کپکپاتی آواز میں بولی: "یہ کیسی باتیں کر رہے ہو جانی مجھے تم سے محبت ہے۔"

"اوہ۔ خدایا۔ کیا بکواس۔۔۔۔"

گلڈا نے اسے فقرہ پورا نہ کرنے دیا اور اٹھتے ہوئے بولی: "جاؤ۔ مزے اڑاؤ۔ اس رنڈی کو ساتھ لے جاؤ۔ مارتھا سچ کہتی تھی کہ تم کوئی اچھے آدمی نہیں ہو" وہ پیر پٹختی ہوئی وہاں سے چلدی

جانی بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔ غصے کی ایک سیاہ لہر نے اس کے ذہن کو کافی دیر تک بھگوئے رکھا۔ شادی اور محبت کا اس کی زندگی میں کوئی نمایاں مقام نہیں تھا۔ گلڈا کو کبھی دیکھتے ہی اس نے اسے اپنی جسمانی ضرورت کا سامان قرار دیا تھا۔ کسی عورت کے ساتھ

ہمیشہ نہیں ہو کر رہنا اس کی طبیعت کو گوارا نہ تھا۔ بھلا یہ کیا کہ خضاب لگانے کی عمر اور پھر موت تک ایک ہی عورت کے ساتھ جکڑ کر رہو۔ بچوں کی ریں ریں۔ بیوی کی شکایتیں

.... اوں ہوں!

اچانک ایک مترنم آواز نے اسے چونکا دیا " کیا وہ تمہیں چھوڑ کر چلدی؟" جانی نے خیالات سے چونک کر سر اٹھایا۔ وہی عورت اب گلڈا کی جگہ بیٹھی ہوئی تھی۔ سفید فراک کے نیچے اس کی بھری بھری چھاتیاں لہریں لیتی دیکھ کر جانی لُٹ گئے اور سرور کی دنیا میں پہنچ گیا۔ "ہاں۔ وہ وہ کنواریوں کی طرح شرماتی ہے۔

عورت ہنس دی۔ ہنسی کافی دلکش تھی۔ پھر اس نے بال پیچھے کی طرف جھٹکتے ہوئے اپنے خوبصورت گلے کی نمائش کی۔ " ہونہہ! شرمانا کیا۔ تمہارا نام کیا ہے؟"

"جانی۔"

"جانی.... خوبصورت نام ہے میرا نام ہیلن ہے؟" اس کی نگاہیں کسی طرح بھی جانی کے وجود کو کچا چبا جانے والی نگاہوں سے کم بے قرار نہ تھیں۔" جانی۔ وقت کیوں ضائع کیا جائے مجھے تمہاری ضرورت معلوم ہے۔ میں بھی ضرورت مند ہوں۔ آؤ چلیں۔"

جانی نے بل منگوانے کے لئے بیرے کو اشارہ کیا تو ہیلن بولی" رہنے دو بل۔ یہ لوگ مجھے جانتے ہیں۔ بل میرے نام لکھ لیں گے۔"

ٹھیک ہے۔ جانی نے سوچا اور ہیلن کے ساتھ چل دیا۔

مارتھا کھانے سے فارغ ہوئی تھی کہ گلڈا چبوترے کی سیڑھیاں چڑھتی دکھائی دی اپنے لئے برانڈی ڈالتے ہوئے ہنری نے حیرت سے اسے دیکھا اور مارتھا نے پوچھا" جانی کہاں ہے؟"

گلڈا کی آنکھوں میں آنسو جھلملا رہے تھے۔ وہ رکے بغیر اپنی خوابگاہ کی طرف جاتے ہوئے بولی: "مجھے کیا پتہ!" اور خوابگاہ میں جاکر اس نے دروازہ بند کر لیا۔

مارتھا نے سوالیہ نگاہوں سے ہنری کو دیکھا۔ "یہ کیا ہو رہا ہے؟"

ہنری نے افسردگی سے سر ہلا دیا۔ "جوان لوگ ہیں۔ جوان خون میں نمک انہیں آپس میں لڑنے جھگڑنے پر اکسائے رکھتا ہے۔"

"میں پہلے ہی کہتی تھی۔ وہ جانی سور کی غدود ہے۔"

ادھر گلڈا بستر پر اوندھے منہ لیٹی سسکیاں بھر رہی تھی اور ادھر جانی اس عورت ہیلین کی ہرکری کا گو رکار میں اس کے ساتھ پہلو بہ پہلو بیٹھا ہوا تھا جب سڑک پر ٹریفک نہ ہوتی تو وہ جانی کی ران پر ہاتھ رکھ کر زور سے مٹھی بھر لیتی۔ وہ بولی۔ "تم تو فولاد کے بنے ہوئے ہو جانی"

جانی ہنس دیا۔ "تجربہ شرط ہے۔ تمہیں مایوسی نہیں ہوگی ہم جا کہاں رہے ہیں؟"

"میرے گھر۔ میرا پیارا، بوڑھا اور ناکارہ شوہر نیویارک گیا ہوا ہے۔" جانی نے بے چین ہو کر اس کا ہاتھ پرے جھٹک دیا۔

کھلے گیٹ سے گزر کر کار ایک شاندار رہائش گاہ کے سامنے جا رکی۔ رہائش گاہ اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ہیلین نے کہا۔ "غلام سو گئے ہیں۔ خاموشی سے چلے آؤ۔"

چند سیکنڈ بعد وہ ایک پر تکلف خوابگاہ میں جا پہنچے۔ ہیلن ہاتھ میں بیگ پکڑے بستر کے قریب جا کھڑی ہوئی اور جونہی جانی اس کے قریب پہنچا۔ تو ہیلن تیزی سے سانس لے رہی تھی اور اس کی نیلگوں آنکھوں میں عجیب سی مجنونانہ چمک دکھائی دے رہی تھی اس نے تیزی سے بیگ جھلا کر جانی کے منہ پر دے مارا۔ ہینڈ بیگ کے دستے سے جانی کی ناک کا ایک حصہ چر گیا۔ اور خون بہہ کر اس کی قمیض پر گرنے لگا۔ وہ جھجک کر رک گیا۔ ہیلن کی نگاہیں وحشی جذبے کے

زیرا شراب جگ مگ کر رہی تھیں۔ اس تے پھر بیگ جھلایا مگر جانی نے اس کی کلائی پکڑ کر بیگ چھڑا لیا اور دور پھینک دیا پھر اس نے ناک سے بہتے ہوئے خون کی پروا نہ کرتے ہوئے ہیلن کا لباس پھاڑ ڈالا اور اسے بستر پہ دھکیل دیا۔

صبح چار بجے مارتھا کی آنکھیں کھلیں تو اسے بھوک لگ رہی تھی۔ کچھ دیر وہ اندھیرے میں لیٹی دوبارہ سونے یا پھر فرج کی طرف جانے کے بارے میں فیصلہ کرتی رہی۔ پھر چادر لے کر اٹھی اور باورچی خانے کی طرف چل دی۔ فرج کھولتے ہوئے اسے بیرونی دروازے کی چرچراہٹ سنائی دی۔ وہ حیران ہو کر راہداری میں آگئی۔ جانی دبے پاؤں اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا اسے باورچی خانے کے دروازے پہ دیکھ کر وہ رک گیا: "بیٹ پوچھا ہو رہی تھی؟"

"میری فکر نہ کرو۔" مارتھا بولی: "تم اس وقت کہاں سے آرہے ہو؟" اور اس نے راہداری کی بتی جلا دی۔ روشنی میں جانی کی زخمی ناک اور قمیض پہ خون کے چھینٹے دیکھ کر وہ کانپ اٹھی پھر وہ چیخ کر بولی: "بتاؤ۔ کہاں سے آرہے ہو اور کیا کر کے!"

"ایک بندریا سے محبت کر کے۔" جانی نے مسکرا کر کہا۔ "شب بخیر" اور اپنی خوابگاہ میں جا کر اس نے دروازہ بند کر لیا۔

مارتھا کی بھوک وہیں مر گئی۔ وہ شروع ہی سے ڈرتی رہی تھی کہ کہیں یہ جانی کسی مصیبت میں نہ ڈال دے۔ تو کیا واقعی کوئی ایسی بات ہو گئی ہے۔ اس کی قمیض پر خون کے چھینٹے اور زخمی ناک

ادھر تو یہ کچھ ہو رہا تھا اور ادھر سان فرانسکو کے ہلٹن ہوٹل میں ہیری لیوس نے ساری رات کروٹیں بدلتے گزار دی تھی وہ ساری رات انگاروں پر لوٹتا رہا تھا۔ کوہن سٹور کے مینجر ہیری کو محض ایک کٹھ پتلی سمجھتے رہے تھے جورو کا غلام سمجھتے ہوئے کسی نے اس سے سیدھے منہ

بات نہ کی تھی۔ اس بے عزتی نے ہیری کو رات بھر بے چین کئے رکھا تھا۔ پھر وہ تانیا کے خیال سے اپنے آپ کو بہلانے لگا۔ اور آئندہ اس سے ملاقات کرنے کے لئے کوئی تجویز سوچنے لگا۔ اب رات کو چھپ کر اس سے ملنا تو ختم ہو گیا تھا اور صرف اتوار کی صبح ملاقات سے تسلی ہونا ممکن نہ تھا۔

آٹھ بجے کے قریب ٹیلیفون کی گھنٹی بجی تو اس نے بڑی بیزاری سے انگڑائی لی اور ریسیور تھام کر کہا۔ "ہیلو۔"

"مسٹر لیوس۔ میں ہیرالڈ انڑسٹی سے ڈاکٹر گورلی بول رہا ہوں۔"

ہیری کا سارا وجود ایک دم بیدار ہو گیا۔ "ہاں کیا ہے؟" پھر ڈاکٹر گورلی کی باتیں سن کر اس کے روئیں روئیں سے پسینہ پھوٹ بہا۔ اور وہ چیخا۔ "کیا کہہ رہے ہو۔ لیزا قتل کر دی گئی ہے۔ یہ کیا؟" وہ چادر پرے پھینک کر اٹھ بیٹھا۔ فون پر ڈاکٹر گورلی کی پرسکون اور ہموار لیٹے لہجے میں کہی گئی باتیں سننے کے بعد وہ بولا۔ ہاں۔ ہاں بس پہلی پرواز سے واپس آ رہا ہوں۔"

"ہاں فوراً آجاؤ۔ اور ہاں اسالڈی کا ہار بھی چوری ہو گیا ہے۔" ڈاکٹر گورلی کی آواز آئی۔ "غالباً اسی ہار کی وجہ سے لیزا قتل ہوئی ہے۔ پولیس یہاں تفتیش کر رہی ہے وہ تم سے بھی پوچھ گچھ کرنا چاہتی ہے۔"

ہیری نے ریسیور رکھ کر سوچا۔ تو لیزا قتل کر دی گئی میری خاطر اس نے کیا کچھ نہیں کیا.... درد کی وجہ سے بے چاری کی شکل کتنی بگڑ جاتی تھی۔ آہ۔ وہ قتل کر دی گئی اور اب .... اب میں آزاد ہوں۔ اس کی ہر چیز کا مالک . . . . اب مجھے کبھی جھوٹ بولنا اور بہانہ بازی نہ کرنا پڑے گی۔ کافی دیر تک بستر کے کنارے ایسی ہی سوچوں میں گم رہنے کے بعد وہ اٹھا اور سامان پیک کرنے لگا۔

فلو ناشتے کی ٹرالی دھکیلتی ہوئی مارتھا کے کمرے میں آئی اور مسکرا کر بولی ”مس مارتھا آج ناشتے میں بڑی لذیذ چیز لائی ہوں۔“ مارتھا اٹھ کر بیٹھ گئی اور اشتیاق سے ٹرالی کی طرف دیکھنے لگی۔ فلو نے سرپوش ہٹایا۔ ہلکے سے ابلے ہوئے چھ انڈے مکھن اور جام میں نہائے ہوئے ایک پتلے سے توس پر آرام کر رہے تھے۔ دوسری طرف سامن ٹراؤٹ مچھلی کے رول بنے ہوئے تھے۔ مارتھا کی آنکھیں چمک اٹھیں وہ بڑی خوشی خوشی ناشتہ کرنے لگی۔ اور ساتھ ہی مقامی خبروں کے لئے ٹرانسسٹر لگا دیا۔ ابھی وہ ایک انڈا حلق سے اتار کر دوسرے کی طرف ہاتھ بڑھا رہی تھی۔ کہ نو بج گئے اور خبریں شروع ہو گئیں۔

تین منٹ بعد وہ ناشتہ چھوڑ چھاڑ کر لیے تحاشا بستر سے اتری اس کے مرجھائے چہرے پر پسینہ بہنے لگا تھا چادر کو بمشکل لپیٹ کر وہ راہداری میں سے چبوترے کی طرف بھاگ نکلی۔ دھوپ میں ہنری اور گلاڈا کافی پی رہے تھے۔ مارتھا کو اس وحشت سے بھاگتے دیکھ کر وہ دونوں چونک اٹھے۔ مارتھا چند منٹ میں بمشکل ٹوٹے پھوٹے جملوں میں اپنا مطلب انہیں سمجھا سکی۔ اور وہ یہ کہ ہیرالڈ انڈسٹری کی امیر ترین عورت لیزالیوس قتل کر دی گئی ہے اور اسماالڈی کا ہار چوری ہو گیا ہے۔ آخر میں وہ چیختے ہوئے بولی ”میں جانتی ہوں یہ اسی حرام زادے جانی کا کام ہے اس نے اس عورت کو قتل کر کے ہار چرا لیا ہے میں نے اسے منع بھی کیا تھا۔ میں نے رات اسے آتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس کے لباس پر خون ہی خون تھا اف میرے خدا ہم بری طرح پھنس گئے۔ ہنری۔ وہ ہار میڈوکس کی کمپنی نے بیمہ کیا ہوا ہے اب ہم نہیں بچ سکتے اور وہ کراہتی ہوئی کرسی میں دھنس گئی۔

ہنری کا رنگ بھی اڑ گیا۔ اس کا دل زوروں سے دھڑکنے لگا۔ ”میں۔۔۔ مجھے یقین نہیں آتا کہ۔۔۔ جانی نے ایسا کیا ہو گا۔“

"میں جو کہتی ہوں کہ میں نے رات اسے دبے پاؤں گھرتے دیکھا تھا۔ چار بجے کا وقت تھا۔ اس کی قمیض لالوں لال ہو رہی تھی"۔ مارتھا نے چیختے ہوئے اپنی تربوز جیسی بڑی بڑی چھاتیاں دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیں۔" رلین کا سیف اور کون کھول سکتا ہے؟ وہی سب کچھ جانتا تھا۔ وہ ہم سے چوری ہی ہارا اپنا نا چاہتا تھا۔ وہ وہاں گیا ہوگا۔ لیزا نے اسے دیکھ لیا تو تم حرام نے اسے ٹھکانے لگا دیا۔ ہنری ہم بری طرح پھنس گئے ہیں"

"خاموش۔" گلاڈا چیخی۔" تم یقین سے نہیں کہہ سکتیں کہ یہ اسی کا کام ہے!" پھر وہ اٹھی اور دبا گئی ہوئی راہداری کی طرف چلی گئی اس نے جانی کی خوابگاہ کا دروازہ کھول دیا اور پھر منہ پر ہاتھ رکھ کر مبہوت ہو کر رہ گئی۔

جانی بے خبر سو رہا تھا۔ اس کی ناک پر زخم کا نشان تھا اور اس کی خون آلود قمیض فرش پر پڑی ہوئی تھی۔ جانی کے ننگے بازوؤں پر ناخنوں کی خراشیں بھی صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

گلاڈا کا سارا بدن لرز اٹھا۔ وہ آگے بڑھی اور جھنجھوڑ کر جانی کو جگا دیا۔

۶

ہوائی اڈے پر لوٹو رولز لئے ہیری کا منتظر تھا اس کی حالت سے ظاہر تھا کہ لیزا کے قتل نے اسے بھی ہلا کر رکھ دیا ہے ہیری نے کچھ معلوم کرنا چاہا تو سر ہلا کر جاپانی لہجے میں وہ

صرف اتنا بتا سکا۔ "بہت برا ہوا... بہت برا ہوا۔"
رولز رائس گھر پر رکی تو ہیری بھاگتا ہوا اندر چلا گیا۔ پولیس کی پانچ کاریں باہر کھڑی تھیں اور گھر کے اندر بے شمار باوردی اور بے وردی پولیس جمگھٹا کئے ہوئے تھی کمرہ نشست سے پولیس کیپٹن فریڈ ٹارل باہر نکلا اور اس نے ہیری سے اپنا تعارف کرایا۔ ویسے ٹارل کو ہیری کئی مرتبہ گاف کلب میں دیکھ چکا تھا۔ اور جانتا تھا کہ وہ ایک مستعد اور ذہین پولیس چیف ہے کمرہ نشست میں دوبارہ جاتے ہوئے ٹارل نے کہا۔ "قتل اور ڈاکے کی یہ دوہری واردات رات گیارہ بجے اور تین بجے کے درمیان ہوئی ہے؟"
ہیری اب بھی حواس باختہ ہو رہا تھا۔ کرسی پر بیٹھ کر کانپتے ہاتھوں سے اس نے سگرٹ سلگا کر پوچھا۔ "واقعات کیا ہیں؟"
"کچھ پیچیدہ سے ہیں؟" ٹارل نے خود بھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "اور اب ہمیں شبہ ہو رہا ہے کہ کہیں گھر کے کسی آدمی کا کام نہ ہو۔"
ہیری کا جسم اکڑ گیا۔ "کیا مطلب ہے؟"
"فی الحال تو گھر کا سٹاف مشتبہ ہے۔ ہم نے سب دروازے چیک کر لئے ہیں سب بند پائے گئے۔ البتہ تمہارے مطالعہ کے کمرے کی ایک کھڑکی اندر سے کھلی ہوئی تھی۔ یہ بھی شاید اس لئے کھلی رکھی گئی تاکہ ہمیں یہ مغالطہ لگے کہ قاتل باہر سے آیا تھا۔"
"مگر مجھے تو سٹاف پر کوئی شبہ نہیں....."
"ایک منٹ۔ یہ نرس ہلگم کب سے ملازم ہے؟"
ہلگم پر شبہ بے بنیاد ہے۔ وہ میری بیوی پر جان فدا کرتی تھی۔ اور دو سال پہلے ایکسیڈنٹ کے بعد سے ہمارے ساتھ ہے۔"

ہمدری کا رنگ پیلا پڑ گیا ہو۔ اچھا میری ضرورت ہو۔ تو میں مطالعہ کے کمرے
میں ہوں گا۔" اور وہ چل دیا۔

اس کے جانے کے بعد ہمدری سانڈ شیپے کا فریڈ ہیں اندر آیا۔ اور مایوسی کے لہجے بولا۔
"نہ تو کہیں انگلیوں کے نشان ہیں اور نہ ہی کوئی اور سراغ۔ ڈاکٹر گورلی کا بیان ہے۔ کہ
خزانچی کے قتل سے قاتل کے لباس پر ضرور کچھ دھبے ہو لگے گئے۔ مگر ملگرا اور دوسرے سٹاف کے کمروں
کی تلاشی پر خون آلود لباس کہیں نہیں ملا۔ کھلی کھڑکی سے ظاہر ہے کہ ملگرا کے کسی آدمی کا کام ہے۔"

"ہاں بشرطیکہ ہمیں مغالطہ میں ڈالنے کے لئے ایسا کیا گیا ہو۔" مارل نے سوچتے ہوئے کہا

ہمیں نے سر کھجلاتے ہوئے کہا۔ "جو کوئی بھی تھا اسے سیف کھولنے کا طریقہ بھی معلوم تھا
میں سوچ رہا ہوں کہیں یہ لیوس کی کارستانی نہ ہو۔"

"وہ ہاں فرانسسکو میں تھا۔"

"ممکن ہے اس نے کسی اور سے یہ کام کرایا ہو۔ ... وہ کمرہ دیکھ چکا ہے۔ ہو سکتا ہے اس نے
کسی کو دروازے کی چابی دے دی ہو اور سیف کھولنے کا طریقہ بھی بتا دیا ہو۔"

مارل تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد بولا۔ "فریڈ۔ تمہارا خیال کافی جاندار ہے اگر
یہ ملگرا کا کام نہیں تو پھر لیوس ہی مشتبہ لوگوں میں سرفہرست ہوگا۔ میرا خیال ہے اس کے
متعلق چھان بین کر لی جائے۔"

کلینک میں گرم لیمن جوس اور پانی کا آمیزہ پیتے ہوئے مسز لیونسٹن نے ایک بجے کی
خبریں سننے کے لئے ریڈیو لگا دیا۔ خبروں میں لیزا کے قتل اور ریسن کے سیف میں سے اسمالڈی ہار
چوری ہونے کی خبر سن کر اسے اتنا صدمہ ہوا کہ چند لمحوں تک وہ بستر پہ خالی الذہن ہو کر لیٹی رہی

لینڈا کو اس نے کبھی پسندیدہ نگاہوں سے نہ دیکھا تھا۔ مگر اس کے قتل کی خبر یقیناً افسوسناک تھی پھر اسے خیال آیا کہ لینڈا کا سیف کیسے کھول لیا گیا؟ اس کے ساتھ ہی اپنے جواہرات کا خیال آتے ہی اس کا کلیجہ منہ کو آنے لگا۔ اس نے جھپٹ کر ریسیور اٹھایا اور گھر سے سلسلہ ملایا دوسری طرف سے اس کے بٹلر بینٹر نے جواب دیا۔ "بینٹر! تم نے سنا! مسز لیوس کا ہار چوری ہو گیا ہے۔ کیا میرے زیورات محفوظ ہیں؟"

بینٹر کو یہ سوال بڑا احمقانہ اور فضول معلوم ہوا۔ "ہاں میڈیم۔ زیورات سیف میں ہیں۔"

"ہاں وہ سیف میں ہیں اسی طرح جیسے کہ اسمالڈی کا ہار تھا جاؤ اور سیف کھول کر دیکھو میرے بعد تو تم نے سیف نہیں کھولا۔"

"نہیں میڈیم۔"

"جاؤ اور دیکھنے کے بعد جلدی سے جواب دو۔ میں ہولڈ کرتی ہوں۔"

"بہت بہتر میڈیم۔" بینٹر نے ناخوشگواری سے کہا۔

چار منٹ بعد جبکہ مسز لونٹس بے صبری سے ابلنے کو تھی بینٹر لائن پر آیا تو اس کی آواز کانپ رہی تھی۔ "میڈیم۔ بڑے رنج سے کہتا ہوں کہ زیورات سیف میں نہیں ہیں۔"

"کیا سب غائب ہو گئے؟" مسز لونٹس چیخی۔

"ہاں میڈیم۔"

"پولیس کو اطلاع دے دو۔ میں بھی پہنچ رہی ہوں۔"

اسی دوران میں مسز ایلک جانسن نے نو بجے کی خبروں میں لینڈا کے قتل اور اسمالڈی کے ہار چوری ہونے کا حال معلوم کر لیا تھا۔ ان کا بجرا میامی کے ساحل پر لنگر انداز تھا۔ خبر سنتے ہی وہ شوہر کی طرف مڑی۔ "ایلک تم نے یہ خبر سنی؟"

اس کے شوہر نے اخبار سامنے کا ہٹ کر دلچسپ ما لیا تھے کے کالم پر مشکل لگا رہی تھی
اور مسکراتے ہوئے پوچھا۔ "خیر؟ کون سی خبر؟"
"تم تو کبھی کچھ سنتے ہی نہیں ہو۔ امیرالدین کی کوٹھی کی کھدائی کی گئی ہے۔ اور اس کا ہار چرا لیا گیا ہے"
جیکسن نے اخبار رکھ کر ایسے دیکھا جیسے بھانپ گیا ہو۔ بیوی کے لئے گویا قسمت کا منہ کھل گیا۔
"چلو آدمی یہ بھی تو سوچے۔ مزہ آ گیا" جیکسن نے شیشے سے گھورتے ہوئے کہا۔ "کہ اس کا ہار اس قسم کے
بہت زیادہ قیمت کا ہے جیسا کہ معلوم ہے گویا چور بہت چالاک ہیں کہ ہیرے بھی اڑا سکتے ہیں؟"
"اوہ! تم صرف یہی بتا کر کیا بتانا چاہتی ہو؟" جیکسن نے پھر اخبار اٹھا لیا۔
بیوی نے دل لگی ہو کر کہا۔ "ایک منٹ کے لئے ذرا ڈیوڈ میکینٹاش کو فون کر دو کہ میرا سیف
چیک کرے اور بتائے کہ میرے جواہرات محفوظ ہیں یا نہیں؟"
"یقیناً وہ محفوظ ہیں۔ تم فکر نہ کرو۔"
"تم فون کرتے ہو یا میں کر دوں؟"
"جانتے ہو یہ کہ جان نہیں چھوڑے گی۔" جیکسن اٹھ کھڑا ہوا۔ "ڈیوڈ یقیناً سوچے گا
کہ میرا دماغ چل گیا ہے۔"
ڈیوڈ اور جیکسن اکٹھے گولف کھیلا کرتے تھے۔ اور گہرے دوست تھے۔ جیکسن نے فون پر
کہا۔ "میں جیکسن بول رہا ہوں۔ ذرا میرا اکاؤنٹ کھول کر سیف چیک کر کے دیکھو جواہرات محفوظ ہیں
یا نہیں؟"
"اچھا میں ابھی جا کر دیکھتا ہوں۔ امید ہے وہ محفوظ ہوں گے۔"
"کیا مطلب؟" جیکسن نے چونک کر کہا۔ "امید ہے؟"
"ذرا ٹھہرو۔ میں ابھی واپس آتا ہوں۔ ہمارا ایک اور سیف کھول دیا گیا ہے"

رات ایک عورت کے ساتھ رہا ہوں۔ گلڈا سے پوچھ لو۔ اسے معلوم ہے گلڈا کے چلے آنے کے بعد وہ عورت مجھے اپنے گھر لے گئی تھی۔"

ہنری نے سوالیہ نگاہوں سے گلڈا کی طرف دیکھا۔ اس نے تصدیقی انداز میں ہولے سے سر ہلا دیا۔ ہنری نے پوچھا۔ "وہ عورت کون تھی؟"

"اس کا نام ہیلن بوتھ ہے۔ وہ ایک عیاش امیر عورت ہے اس کا شوہر نیویارک گیا ہوا ہے سو وہ مجھے اپنے گھر لے گئی اور میں صبح چار بجے تک وہیں رہا۔ وہ جنسی تشدد کی مریضہ ہے اسی نے بیگ میرے منہ پہ مارا اور ناخنوں سے میرا بدن چھیل ڈالا۔ مارتھا نے جو خون میری قمیض پر دیکھا۔ وہ میرا اپنا تھا۔"

"یہ جھوٹ بک رہا ہے۔" مارتھا نے چیخ کر کہا۔

ہنری نے رومال سے چہرے کا پسینہ صاف کرتے ہوئے پوچھا۔ "اگر تم نے پولیس کو بھی یہی بیان دیا تو کیا یہ امیر عورت تمہاری تائید کرے گی؟ کہ وہ رات بھر تمہارے ساتھ سوتی رہی ہے؟"

اس سوال پر جانی کی ٹانگوں سے جیسے جان ہی نکل گئی اور وہ بیٹھتے ہوئے بولا۔ "میں قسم کھاتا ہوں کہ یہ حقیقت ہے۔"

گلڈا نے آگے بڑھ کر جانی کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔ "مجھے تم پہ یقین ہے۔"

"تم تو یقین کرو گی ہی۔" مارتھا گرجی۔ "میں نے خبردار کیا تھا کہ یہ اچھا آدمی نہیں ہے اب اس نے ہمیں پھنسا دیا ہے۔"

جانی غصے سے دھاڑا۔ "اگر تم نے منہ نہ بند کیا تو مجھے یہ بند کرنا پڑے گا۔"

"ہاں ہاں سوچتے کیا ہو۔ آگے بڑھو اور اس عورت کی طرح مجھے بھی قتل کر دو۔" مارتھا نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

"خاموش۔ خاموش۔" ہنری نے بلند آواز سے کہا۔ "ہم سب ایک ہی کشتی کے سوار ہیں اگر کشتی ڈوبی تو سبھی ڈوبیں گے۔ مجھے بھی جانی کے بیان پر یقین ہے۔ اس نے اس عورت کو قتل نہیں کیا۔ لیکن ثابت کرنا مشکل ہوگا۔ اب یہی راستہ ہے کہ ہم سب یہاں سے پھرتی کھا جائیں یعنی نکل بھاگیں۔"

جانی نے ہنری کی طرف شکر گذار نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا: "لیکن مصیبت یہ ہے کہ ہم نے یہ رہائش گاہ مزید دو ہفتوں تک کرائے پر لے رکھی ہے اگر بھاگ نکلے تو خواہ مخواہ شک کا نشانہ بن جائیں گے نہیں۔ ہمیں دماغ لڑانا چاہیئے۔ اور یہیں ٹک کر کوئی ترکیب سوچنی چاہیئے۔ پولیس کے پاس ہمارے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے۔ نہ تو کوئی سراغ ہے اور نہ ہی انگلیوں کے نشانات، ہم مزے سے مزید دو ہفتے گذار کر چل دیں گے تو کسی کو سان گمان بھی نہ ہوگا ہاں ایک بات ہے کہ رقم کہیں منتقل کر دیں تاکہ اگر تلاشی ہو تو اتنی بڑی رقم ہمارے پاس سے نہ نکلے۔"

"میں نہیں رکوں گی۔" مارتھا نے تیزی سے کہا۔

"تم کہیں نہیں جاؤ گی۔" جانی نے کہا۔ "اپنی رقم کسی سیف ڈپازٹ بکس میں رکھ کر تم یہیں ہمارے پاس رکو گی۔"

"ہاں مارتھا۔ جانی ٹھیک کہتا ہے۔" ہنری نے جانی کی تائید کی۔ "اس طرح بچ نکلنے کے امکانات زیادہ ہیں۔"

"بینک کھلتے ہی میں رقم جمع کرانے لے جاؤں گا اور میرا خیال ہے کہ اس عورت کے شوہر نے اسے قتل کیا ہے اگر کسی طرح قاتل پکڑا جائے تو ہم پر کوئی حرف نہیں آئے گا۔ میرا ارادہ ہے کہ اس عورت کے شوہر پہ کوئی پرائیویٹ جاسوس لگا دوں۔ کیونکہ یہ کام ہم نہیں کر سکتے۔"

"بس تا۔ کوئی کار آ رہی ہے۔" گلڈا نے تن کر کہا۔

بھی مشکل نہ ہوگا۔ کہ جواہرات کے ڈاکے میں مارتھا پانچ سال کی سزا بھگت چکی ہے اور ہنری پندرہ سالوں تک جیل میں سڑتا رہا ہے۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ مارتھا پولیس کے دو جھانپڑ بھی سہ سکے گی؟ کیا کرنل پولیس کے تشدد اور ہتھکنڈوں کا مقابلہ کر سکے گا؟ کیا تم خود پولیس کی مار سہ لوگے؟ پولیس منٹوں میں تمہارے سارے کس بل نکال کر رکھ دے گی۔ اب کہو رقم واپس کرتے ہو یا دوسری صورت حال کا مقابلہ کر لوگے؟"

جانی کی آنکھوں میں خونخواری جھلک اٹھی۔ وہ سلگ کر بولا۔ "میں تمہیں اور تمہارے اس کالے بندر کو ختم کر سکتا ہوں۔"

"کوشش کر دیکھو۔" ایب نے لاپرواہی سے کہا۔ "اور دیکھو انجام کیا ہوتا ہے۔ رقم کہاں ہے؟"

سگرٹ کے لمبے لمبے کش لیتے ہوئے جانی کافی دیر سوچتا رہا۔ پھر کندھے جھٹک کر اس نے ہنری کی طرف دیکھا اور کہا۔ "یہ یہودی رقم لے کر ہی دفع ہوگا۔"

دوپہر کے قریب جب سادہ لباس والے پولیس کے آخری آفیسر لیوس کے گھر سے روانہ ہو رہے تھے۔ تو ایک چمکتی دمکتی ملائم کیڈلک کار صدر دروازے پر آ کر رکی اور لیزا کا اٹارنی وارن ویڈمین نیچے اترا۔ وہ ایک لمبے قد اور مضبوط جسم کا شخص تھا۔ اس کے جسم پر ہائی کوالٹی کا سوٹ سجا ہوا تھا۔

لوٹو اسے لے کر ہیری کے کمرہ مطالعہ میں پہنچا۔ ویڈمین کمرے میں داخل ہوا تو ہیری ایک آرام کرسی میں نیم دراز تھا اور اس کے قریب میز پر ایش ٹرے میں سگریٹ کے بجھے ہوئے ٹکڑوں کا ڈھیر سا موجود تھا۔

لیزا کی موت کی خبر پھیلتے ہی لیزا اور ہیری کے دوستوں کی طرف سے پیغامات کا

ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ بار بار فون کی گھنٹی بجنے سے پریشان ہو کر ہیری نے آپریٹر کو ہدایت کر دی تھی۔ کہ اس کے نام آنے والی تمام کالیں اس کے دفتر میں برمشن کے پاس بھیجوائی جائیں۔ اس کے باوجود وہ بڑی ابتر اور پریشان حالت میں تھا۔

ہیری کو کبھی لیزا سے محبت نہ رہی تھی۔ مگر اس کی قابل رحم حالت اور دردناک موت نے ہیری پر خاصا ناگوار اثر کیا تھا۔ اسے یہاں خاموشی سے سگریٹ پیتے ہوئے پورے تین گھنٹے ہو چکے تھے۔ اس دوران پولیس کارکن بڑی سرگرمی سے گھر میں ادھر ادھر بھاگ دوڑ کر تے رہے تھے۔ کہ کسی طرح قاتل کے متعلق کوئی سراغ مل جائے۔

"میرے عزیز" ویڈمین نے اس کے قریب پہنچ کر اس کے خیالات کو منتشر کر دیا۔

"یہ روح فرسا خبر سنتے ہی میں ادھر چلا آیا ہوں۔ تاکہ تمہارا غم بٹا سکوں" اس نے بھاری سا بریف کیس میز پر ایک طرف رکھ دیا۔ اور ہیری کے سامنے بیٹھ گیا۔

اگرچہ ویڈمین ایک قابل اور ذہین وکیل تھا۔ مگر ہیری کو یہ کبھی اچھا نہ لگا تھا۔

ویڈمین نے کہا۔ "میرے لئے کوئی خدمت ہو تو بتاؤ۔"

ہیری نے سرہلا کر کہا۔ "فی الحال کچھ نہیں ...... میں ...... میں کچھ اچھی حالت میں نہیں ہوں۔ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ ہم پھر کبھی مل لیں۔ اس وقت میرا ذہن بڑا الجھا ہوا ہے۔"

"ہاں۔ ہاں مجھے تمہاری حالت کا احساس ہے۔" وکیل نے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ "فی الحال ایک دو معاملات فوری توجہ چاہتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ اسالڈی کا ہار ساڑھے تین لاکھ ڈالر میں بیمہ ہے اس کا کلیم فوری طور پر داخل کیا جاتا ہے کیا اس سلسلے میں کاروائی شروع کر دوں؟"

"جو جی چاہے کرو۔" ہیری نے اکتاہٹ سے کہا۔

"پھر آخری انتظامات کرنا ہیں۔ مسز لیوس کی خواہش تھی کہ ان کی لاش جلادی جائے

نیشنل فائیڈیلیٹی انشورنس کارپوریشن کا چیف افسر تحقیقات سیٹو ہرمس، پیٹی شا کے کمرے میں داخل ہوا۔ وہ ایک طویل القامت بدصورت مگر ذہین افسر تھا۔ میڈوکس کی سیکرٹری پیٹی شا ٹائپ کرتے کرتے رک گئی۔ اس کی مستعدی اور خوبصورتی کی وجہ سے کارپوریشن کے سارے ہی ملازم اسے بہت اچھا جانتے تھے اس کے علاوہ وہ سٹاف کے لئے کافی مددگار بھی ثابت ہوا کرتی تھی۔

"کیا بات ہے!" سیٹو ہرمس نے زندہ دلی سے پوچھا۔

پیٹی شا نے میڈوکس کے کمرے کی طرف اشارہ کیا اور ہنس کر بولی "پچھلے آدھ گھنٹے سے تمہارے لئے ڈھنڈیا پڑائی جا رہی ہے۔"

"ابھی تو دس بھی نہیں بجے اور اسے تکلیف شروع ہو گئی ہے۔"

پیٹی شا ہنس دی۔ "جا کر پوچھ لو۔ اور ساتھ کوئی مرہم وغیرہ لیتے جاؤ۔ کہیں کاٹ نہ کھائے۔"

ہرمس نے آگے بڑھ کر میڈوکس کے دروازے پر دستک دی اور اندر چلا گیا حسب معمول میڈوکس کی میز کاغذات، لیٹرز اور پالیسیوں سے پٹی پڑی تھی۔ میڈوکس کے باریک بھورے بال الجھے ہوئے تھے اور چہرے پر خشونت اور بیزاری کے ڈونگرے برس رہے تھے بڑا آدمی نہ ہونے کے باوجود اپنی میز کے پیچھے بیٹھا وہ ایک اہم شخصیت دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے حسب عادت قیمتی سوٹ پہن رکھا تھا۔ اور آنکھوں سے سرد مہری، بے رحمی اور لیے چینی ٹپک رہی تھی اس کے آگے میز پر اور اس کی آستینوں پر سگرٹ کی راکھ بکھری ہوئی تھی۔ ہرمس کو دیکھتے ہی وہ بھونکنے لگا۔ "دس بج چکے ہیں اور نواب صاحب اب آ رہے ہیں۔ کبھی کوئی کام بھی کرتے ہو یا دام کی کھانے پر کمر باندھ رکھی ہے۔"

بلا منائے بغیر ہرمس کرسی پر بیٹھ گیا اور سگریٹ سلگا کر بولا۔ "رات دو بجے تک نیریل

کے کیس پر کام کر رہا ہوں۔ اس کے بعد کچھ دیر سونا ضروری تھا۔

میڈوکس ٹھٹک کر رہ گیا۔ اگر وہ پائے کا کلیم افسر تھا تو ہرمس بھی تحقیقات کے میدان میں مانا ہوا تھا۔ میڈوکس نے ایک ٹیلیکس اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "یہ لو۔ پڑھو۔"

ہرمس نے بیرا ڈائز ایجنسی کے ایجنٹ الان فرسبی کی بھیجوائی ہوئی ٹیلیکس پڑھی۔ یہ پڑھتے ہی وہ مستعد ہو کر بیٹھ گیا اور پھر الجھ کر بولا۔ "لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ رلین کے سیف میں سے اسمالڈی کا ہار اڑا لیا گیا ہو۔"

"یہ وہیں جا کر معلوم کرنا تمہارا کام ہے اور اگر ہار نہ ملا تو ساڑھے تین لاکھ ڈالر کا ریونیشن کو دھچکا پڑ جائے گی۔" میڈوکس نے کہا۔ "رلین کے تین سیف لوٹ لیے گئے ہیں۔ ہمیں باقیوں سے غرض نہیں پہلے جا کر ہیکٹ سے پوچھ گچھ کرو۔ آخر پتہ تو چلے کہ سیف کھولنے کا طریقہ کیسے چور کو معلوم ہوا۔ اور چور کون ہے؟ وہاں کا پولیس چیف ٹارل ایک اچھا آدمی ہے مگر اس قسم کا کیس حل کرنا اس کے بس کی بات نہیں۔ میں چاہتا ہوں اس کے ساتھ مل کر کام کرو۔ میں اس پالیسی کی رقم اس وقت تک ادا نہیں کروں گا۔ جب تک مجبور نہ ہو جاؤں گا۔ تمہیں تیزی سے کام کرنا ہوگا کلیم کسی وقت بھی مل سکتا ہے اور اگر یہ رقم ادا کرنی پڑی تو تمہیں پچھتانا پڑے گا۔"

ہرمس اتنی مرتبہ یہ دھمکی سن چکا تھا۔ کہ اب یہ محض مذاق سی لگتی تھی۔ وہ میڈوکس سے ڈرتا نہیں تھا۔ مگر میڈوکس کا یہ گمان توڑنا بھی نہ چاہتا تھا: کہ وہ اس سے نہیں ڈرتا!

وہ بولا۔ "بہت بہتر۔ اور کوئی ہدایت؟"

میڈوکس نے اپنے بالوں میں انگلیاں پھیریں۔ "سب متعلقہ لوگوں سے ملو اور ہاں ہیکٹ کی سیکرٹری سے بھی۔ ممکن ہے وہ کسی عاشق کے بہلاوے میں آ گئی ہو۔ مگر یہ کسی پیشہ ور چور کا کام ہے کیونکہ نہ تو کوئی سراغ ملا ہے اور نہ ہی انگلیوں کے نشان۔ میرا خیال ہے یہ کسی چالاک گینگ کا کام ہے۔ جس نے سیفوں کے متعلق کسی نہ کسی طرح ضروری معلومات حاصل کر لی ہیں۔"

آدمی لگا دو۔"

فریڈ ہیں سر ہلا کر دفتر سے چلا گیا۔

ٹارل نے کہا۔" اس لڑکی کا سراغ لگانا ضروری ہے شام تک کرایہ پر مکان دلانے والی تمام ایجنسیوں سے پوچھ گچھ کر دو۔ کہ پچیس سالہ کسی لڑکی اور اس کے ساتھیوں کو اس مہینے یا پچھلے مہینے کوئی مکان کرائے پہ تو نہیں دیا گیا۔ اس کے بعد ہوٹل چیک کئے جائیں گے۔"

۶

ایب کی کار چلے جانے تک چاروں بے حس و حرکت بیٹھے رہے اس کے بعد جانی نے سگرٹ سلگایا۔ پانچ ہزار ڈالر جانی نے جوئے میں ہارنے کے بہانے رکھ لئے تھے۔ ایب کو معلوم تھا کہ یہ جھوٹ ہے مگر وہ باقی رقم لے کر جلد سے جلد وہاں سے چلا جانا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے اعتراض نہ کیا اور پچانوے ہزار جیب میں ڈال کر چل دیا۔

"مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔" جانی نے آہستگی سے کہا۔" اب ذرا حساب لگا لیں کہ ہمارے پاس کتنی رقم ہے؟ میرے پاس پانچ ہزار ڈالر ایب کے ہیں۔ کرنل تمہارے پاس کیا ہے؟"

قدرے تامل کے بعد کرنل نے پانچ سو ڈالر بتلائے۔ گلاڈنے میں اور مارتھا نے اپنی رقم بتانے اور مزید رقم لگانے سے صاف انکار کر دیا۔ مجبوراً جانی نے کیڈلک بیچنے کے بعد نو ہزار کا ٹوٹل لگایا اور کہا کہ ان سے دو ہفتے آسانی سے گذر سکتے ہیں پھر اس نے ایب کے چھوڑے ہوئے جواہرات کے بکس کی طرف اشارہ کیا۔" اور یہ بھی تو ہمارے پاس ہیں۔"

"پاگل ہوگئے ہو۔" ماربھا نے مٹھی میز پر مارتے ہوئے کہا۔ "سنا نہیں ابھی کیا کہہ رہا تھا کہ یہ ڈائینا مائیٹ کی طرح گرم ہیں۔"

"ہاں. سُنا تھا۔" جانی نے سکون سے کہا۔ "مگر ایک دو سال بعد جب بات ٹھنڈی پڑ جائے گی تو ان کا سودا آسانی سے ہو سکے گا. ہاں دو سال انتظار کرنا پڑے گا۔"

ہنری نے سر ہلایا۔ "ہاں پھر انہیں نیویارک میں ملکینز کے ہاتھ بیچا جا سکے گا۔"

ایک لمبی سانس لے کر ماربھا نے کہا۔ "لیکن اب کیا کرنا ہے؟"

"میں ان جواہرات کو ایئرپورٹ کے سیف ڈپازٹ بکس میں جمع کرائے دیتا ہوں پھر کیڈلک کو بیچنے کا بندوبست کرتا ہوں۔ اب ہمارے پاس رہے گی. لیکن سب سے پہلے تمام ضروری اور اہم سراغ مٹانے ہیں. میری خون آلود قمیض، گلڈا کے سر کی وگ اور لباس. اب تک شاید ایجنسی کا پول کھل گیا ہوگا۔"

ایک گھنٹے میں جانی کی قمیض، گلڈا کی وگ، لباس اور دھوپ کے چشمے جلانے کے بعد جانی جواہرات کا بریف کیس اٹھائے وہاں سے چل دیا. گلڈا اس کے ساتھ تھی وہ بڑی مایوس اور دل برداشتہ ہو رہی تھی اس نے ٹوٹتی آواز میں کہا۔ "اب کیا ہوگا جانی؟"

"ہونا کیا ہے. اب بھی اتنی رقم مجھے مل جائے گی جس سے میں اپنا گیراج کھول سکوں گا"

"گیراج کے سوا تمہیں ہنری یا ماربھا کا کوئی خیال نہیں۔"

"ہونہہ. مجھے کیا پڑی ہے جو ان کا خیال کروں۔"

"اور میرا؟" گلڈا نے اس کی طرف شوق سے دیکھا۔

"تمہارا!" جانی نے مایوسی سے ابھری ہوئی ایک آہ بھری۔ "تم چھ مہینے بعد ہی مجھے بھول جاؤ گی. میری زندگی میں پہلے بھی لڑکیاں آتی رہی ہیں لیکن دور ہونے کے چند ہی مہینوں بعد بھول جاتی رہی ہیں۔"

گلڈا نے کار کی کھڑکی میں سے باہر دیکھا۔ سمندر، ریت اور ساحل پر خوش دل لوگ اس کے آنسوؤں کی دھند میں ڈوب گئے۔ وہ تلخی سے بولی: "شاید تم اسی زندگی کو پسند کرتے ہو۔"

جانی نے کوئی جواب نہ دیا اور کار چلاتا رہا۔

پال وٹنی اور لارس انجلینمر کے بھجوائے پتے کے سامنے فلوریڈا سیف ڈپازٹ بینک میں جواہرات کا بریف کیس جمع کرانے کے بعد جانی مطمئن ہو چکا تھا۔ کہ اب جواہرات محفوظ رہیں گے۔

اس کے بعد جانی منہ مانگی قیمت یعنی چار ہزار ڈالر میں کیڈلک کار بیچنے میں بھی کامیاب ہو گیا۔ رقم لے کر وہاں سے یہ لوگ ٹیکسی میں واپس ہوئے۔ راستے میں گلڈا نے پوچھا: "یہ دو سال انتظار کا مرحلہ کیسے طے ہو گا؟"

جانی نے جواب دیا۔ "دو ہفتوں بعد ہم سب میامی چلے جائیں گے اور وہاں چھوٹے موٹے ہاتھ مار کر گزارا کرتے رہیں گے۔ جب دو سال پورے ہو جائیں گے تو یہ جواہرات بیچ کر اپنے اپنے حصے کی رقم بانٹ لی جائے گی۔"

گلڈا نے مسرت اور اطمینان کا ایک لمبا سانس لیا۔ وہ سوچ رہی تھی۔ کہ ہو سکتا ہے اس مدت میں جانی اس پر لٹو ہو جائے۔

ولسن سیف کمپنی کا سیلز مینیجر ڈیوڈ ہیکٹ دفتر بند کرنے کو تھا۔ کہ ہرمس سیٹو وہاں جا پہنچا۔ ہیکٹ نے ہرمس کی شہرت سن رکھی تھی اس نے ہرمس کو بخندہ پیشانی خوش آمدید کہا اور پھر اپنی خوبصورت سیکرٹری ڈینا کو چھٹی کرنے کو کہا۔

ہیکٹ لمبے قد کا اڑتیس سالہ نوجوان تھا۔ رسمی بات چیت کے بعد اس نے کہا: مجھے "ڈر ہے کہ میں اور میری سیکرٹری بھی مشتبہ لوگوں کی فہرست میں ہیں؟"

"سوال یہ ہے۔" ہرمس بولا۔ "کہ لیسن کے تین سیف کیسے کھول لئے گئے!"

"یہ تو میں بھی نہیں جانتا۔ البتہ اپنی سیکرٹری کے متعلق قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ اس قسم کی لڑکی نہیں ہے۔ رہا وہ فرحچرلس تو اسے بھی لیسن کمپنی کے پاس کام کرتے ہوئے پورے تیس سال ہو چکے ہیں اس پر بھی شبہ نہیں کیا جا سکتا اور میں اپنے متعلق بھی قسم کھا سکتا ہوں لیکن اس سب کے باوجود ایسا لگتا ہے۔ جیسے گینگ کا کوئی آدمی سیفوں کی تصویریں حاصل کر چکا ہے۔ لیکن کیسے؟ یہ سمجھ میں نہیں آتا۔" ہرمس نے ناک کھجائی۔ "تصویروں والی فائل کہاں ہوتی ہے؟"

"اس الماری میں" ہیکٹ نے دیوار کی طرف اشارہ کیا اور ہرمس اٹھ کر الماری کے قفل کا جائزہ لینے لگا۔ ہیکٹ بولا۔ "یہ لاک اتنا اہم نہیں۔ دفتر بند کرنے کے بعد نظر نہ آنے والی شعاعیں دفتر کی نگرانی کرتی ہیں۔ جیسے ہی کوئی دفتر میں داخل ہو یا الماری کے قریب آئے۔ پولیس کو اطلاع مل جاتی ہے۔"

"کیا کبھی ایسا تو نہیں ہوا کہ تم الارم آن کرنا بھول گئے ہو۔"

"نہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا۔"

"اگر کبھی بجلی فیل ہو جائے تو پھر؟" ہرمس نے پوچھا

"لیسن کمپنی بجلی کمپنی پر اعتماد نہیں کرتی اور اپنے جنریٹر سے بجلی مہیا کی جاتی ہے۔"

"کیا جنریٹر کو خراب نہیں کیا جا سکتا؟"

ہیکٹ الجھ گیا۔ "میرے خیال میں یہ بے حد مشکل ہے۔ کیونکہ جنریٹر تہہ خانے میں ہے، اور دربان کو سختی سے ہدایت کی گئی ہے کہ کسی غیر متعلق شخص کو تہہ خانے میں نہ جانے دے۔"

ہرمس نے کچھ سوچتے ہوئے دفتر میں چہل قدمی شروع کر دی: "کوئی نہ کوئی فائلوں تک پہنچا ہے اور اس کا مطلب ہے کہ جنریٹر کو ناکارہ کر دیا گیا ہوگا۔ کیا ایسے لوگوں کی ایک فہرست مل سکتی ہے جو

جو پچھلے مہینے اور اس ہفتے یہاں دفتر میں کسی بھی کام سے آئے تھے؟"

"ہاں۔ ہم باقاعدہ ریکارڈ رکھتے ہیں۔ اور یہ فہرست کل صبح تمہیں مل جائے گی" ہیکٹ نے جواب دیا۔

ہیکٹ سے رخصت ہونے کے بعد ہرمس نے دربان سے کچھ دیر بات چیت کی اور تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ پولیس ہیڈ کوارٹر پہنچا۔ ٹارل اپنے کمرے میں لمبی چوڑی رپورٹوں کے مطالعہ میں مصروف تھا اس کے پاس سارجنٹ بیگلر بھی یہی کام کر رہا تھا۔ ہرمس نے اپنا تعارف کرایا تو ٹارل نے اٹھ کر اس سے مصافحہ کیا۔

رسمی بات چیت کے بعد ٹارل نے اب تک اپنی سرگرمیوں کی تفصیل یوں پیش کی: ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ گینگ کسی نہ کسی طرح سیفوں کی تعداد یہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوا اور لونٹس اور جیکسن کے سیف صاف کرنے کے بعد لیوس کے سیف پر ہاتھ مارا۔ مسز لونٹس اور جیکسن کی غیر حاضری کی اطلاعات انہیں مقامی اخبار سے مہیا ہوئی ہوں گی۔ مسز لیوس کے ہاں ڈاکے کی واردات پہلی دونوں وارداتوں سے کچھ مختلف شکل میں نظر آتی ہے۔ جس نے بھی یہاں ہاتھ مارا اسے یقیناً معلوم ہوگا کہ مسز لیوس گھر پر ہی ہے۔ قاتل پہلے ہی تیار ہو کر آیا تھا۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ قاتل نے اوپر جانے سے پہلے ہال میں سے کانسی کا مجسمہ اٹھا لیا تھا اور مسز لیوس کو اسی سے قتل کیا۔ اس طرح یہ واردات پہلی وارداتوں سے مختلف ہو جاتی ہے۔ جواہرات کے چور اکثر قتل جیسے ہولناک اقدام سے پرہیز کیا کرتے ہیں"

ہرمس نے سر ہلایا۔ ٹارل کی بات جی کو لگتی تھی۔ پھر ہرمس نے ہیکٹ سے اپنی ملاقات کا حال بتایا اور اس کے بعد دربان سے پوچھ گچھ کا حال بتاتے ہوئے کہا۔ "دربان سے معلوم ہوا ہے کہ دس دن پہلے سٹی الیکٹرک کمپنی کا ایک الیکٹریشن ضروری مرمت کے لئے آیا تھا۔ اور اس نے اسے تہہ خانے میں جنریٹر کے پاس جانے دیا تھا کیونکہ سٹی الیکٹرک کمپنی کا میٹر اور تاریں بھی تہہ خانے میں لگی ہوئی ہیں۔ میرا خیال ہے یہ بہتر ہوگا۔ کہ سٹی الیکٹرک کمپنی سے اس الیکٹریشن کے متعلق معلوم کر لیا

جائے اور انگلیوں کے نشانات کے لئے جنریٹر والا تہہ خانہ بھی چیک کر لیا جائے۔"

ٹارل نے گھوم کر جبر بیگم کو حکم دیا اور وہ اسی وقت تہہ خانے سے انگلیوں کے نشانات لینے کا انتظام کرنے چل دیا۔

ٹارل بولا۔"اگرچہ لیوس کے گھر میں ہونے والی واردات قدرے مختلف ہے مگر تینوں اس لحاظ سے ایک جیسی ہیں کہ چور کیسے گھروں میں داخل ہوئے؟ لیوس کے گھر میں ایک کھڑکی البتہ اندر سے کھلی پائی گئی۔ لیکن انگلیوں کے نشانات یہاں بھی موجود نہیں۔"

ہرمس نے کہا۔"میڈوکس نے ہیری لیوس پر بھی شبہ ظاہر کیا ہے۔"

"میں نے اس پر بھی دو ہوشیار کارکن متعین کر رکھے ہیں۔" ٹارل نے بتایا۔"اس سلسلے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مسز لونٹس اور مسز جیکسن کے جواہرات کو توڑ مروڑ کر بیچا جا سکتا ہے لیکن اما لڈی کے ہار کو توڑا گیا تو وہ آدھی قیمت کا بھی نہیں رہے گا۔ اس سے بھی یہ واردات باقیوں سے یکسانیت نہیں رکھتی۔"

ہرمس اٹھ کھڑا ہوا۔"اچھا میں اب چلتا ہوں۔ پھر ملاقات ہوگی اور ہاں میں پلازا ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہوں۔"

وہاں سے ہرمس مقامی ایجنٹ الان فربی کے گھر پہنچا الان فربی کی بیوی تعارف کے بعد کھانا تیار کرنے میں مصروف ہوگئی اور یہ دونوں گھر کے چبوترے پر بیٹھ کر ڈاکے کی واردات پر بحث کرنے لگ گئے۔

"گینگ بڑے منظم پیمانے پر کام کر رہی ہے۔" ہرمس نے کہا "اسے معلوم تھا کہ مسز لونٹس کلینک میں ہے اسی لئے وہ لڑکی ایم کمپنی کا بہانہ کر کے وہاں جا پہنچی اور اسی طرح مسز جیکسن کے ہاں بھی اس نے کوشش کی۔"

"مسز لیونٹس کی غیر حاضری کے متعلق مقامی اخبار سے معلوم ہوا ہوگا۔" الان فربی

نے سرہلا کر کہا۔

"میرا اپنا خیال یہ ہے کہ گینگ کے کارکن تم سے اور ریلین کمپنی کے کارکنوں سے کسی طرح معلومات اڑا لے گئے ہیں اور تم لوگوں کو پتہ ہی نہیں چلا۔ اب مجھے ایک ایسی فہرست ان اشخاص کی مہیا کر دو۔ جو پچھلے چند ہفتوں میں تمہارے دفتر آئے ہوں۔"

"یہ فہرست مہیا کرنا کچھ بھی مشکل نہیں مگر میرے خیال میں یہ محض وقت ضائع کرنے کے مترادف ہوگا۔"

"میڈوکس بھی اکثر یہی کہا کرتا ہے کہ میں وقت ضائع کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کرتا۔" ہرمس نے ہنس کر جواب دیا۔

ہیری لیوس مطالعہ کے کمرے میں بیٹھا وہ آوازیں سن رہا تھا۔ جو دوسرے کمرے میں لیزا کی لاش کے آخری انتظامات کے سلسلے میں سنائی دے رہی تھیں۔ جب یہ آوازیں تھم گئیں اور جنازہ بردار گاڑی کے چلنے کی آواز بھی دور ہوتے ہوتے تھم گئی تو ہیری نے جام کی طرف ہاتھ بڑھایا جب سے اس نے وصیت کا حال اور شرطیں سنی تھیں وہ برابر پیئے جا رہا تھا۔ اب وہ آزاد تھا۔ مگر لیزا ایک سنہری جال تیار کر کے مری تھی وہ اس میں سے باہر نہ جا سکتا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب اس لڑکے سٹاف کو وہ جواب دے دے گا۔ اور تانیا کے ساتھ گلچھرے اڑائے گا۔ مگر کیا تانیا موجودہ صورت حال قبول کرلے گی؟ مگر وہ تو ہیری سے شادی کرنے کی آرزومند تھی۔ اسے بڑے سلیقے سے سمجھانا ہوگا وہ اپنی دولت کے بل بوتے پر اسے دنیا بھر کی نعمتیں مہیا کر دے گا۔ اگرچہ تانیا کے ساتھ کھلے بندوں پھرنے سے انگلیاں اٹھنے کا امکان تھا۔ مگر چوری چھپے تو سب کچھ ممکن تھا۔ پھر بھی کچھ لوگ ضرور اعتراض کرتے کہ اتنا امیر آدمی ایک ویت نامی ویٹرس کی زلف کا اسیر ہے۔

اس نے سائیگان ریسٹورنٹ جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اگرچہ اس نے دوپہر کا کھانا نہیں کھایا تھا

اور اب آکلو تک لے بہ گئے۔ تاہم اسے بھوک قطعاً نہیں محسوس ہو رہی تھی۔ وہ تو تانیا سے ملکر اسے صورت حال سمجھانا چاہتا تھا۔

وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس خیال سے اسے تسکین ہوئی کہ اب چوری چھپے گھر سے جانے کی یک لخت چھوٹ مل گئی ہے۔ اب چیک کرنے والا کوئی نہیں۔ چند دنوں میں جیٹ سیٹ کا پوری طرح فیصلہ ہوگا۔ تو وہ سارے سٹاف کو چھٹی دے کر یہ گھر بھی بیچ دے گا۔ اور کوئی چھوٹا سا منا سب ٹھکانا ڈھونڈ لے گا۔

ہال میں لوٹو دکھائی دیا تو ہیری کلے نے دکھائی سے کہا۔ "میں کھانا باہر کھاؤں گا" اور پھر وہ گیراج کی طرف قدم بڑھانے لگا۔

ڈانگ تھو نے غمزدہ چہرے کے ساتھ جھکتے ہوئے اس کا استقبال کیا۔ پھر سیڑھی میں سے ہوتے ہوئے وہ دونوں پرائیویٹ روم میں پہنچے۔ ڈانگ تھو نے لیزا کی موت کے متعلق کچھ نہ کہا لیکن اپنے غمگین چہرے اور جھکنے کے انداز سے ہیری کو جتا دیا کہ اسے ہیری کے ساتھ پوری ہمدردی ہے

صرف شوربا لے آؤ" ہیری نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔" اور تانیا کو بھیج دو۔"

"بہت اچھا مسٹر لیوس۔" ڈانگ تھو نے سر جھکا کر کہا۔

ہیری کلے نے ایک سگریٹ سلگایا اسے اپنی بوکھلاہٹ کا ابھی سے شدید احساس ہو رہا تھا۔ ایک ویٹر شوربا لایا تو ہیری کلے نے سوچا کہ تانیا شوربا ختم ہونے سے پہلے نہیں آئے گی اس نے شوربا ختم کیا اور پیالہ ایک طرف سرکا کر کھڑکی میں سے ساحل کی طرف دیکھنے لگا۔

اتنے میں تانیا اندر آگئی۔ اس نے سیاہ پتلون پر سفید چوغہ پہنا ہوا تھا۔ چہرہ میک اپ سے محروم تھا۔ اور آنکھوں کے گرد جاگنے سے سیاہ حلقے نمایاں دکھائی دے رہے تھے وہ دروازہ بند کر کے ہیری کے سامنے آ بیٹھی اور نرم آواز میں کہا۔" ہیری۔ میں نے ریڈیو پر یہ خبر سنی تھی۔ میں تو اسے پڑھنے کے لئے کرتے رہ گئی۔ اور پھر اس کی یاد میں ایک شمع جلا لی۔"

ہیری نے محض سر ہلا دیا۔ تانیا کے چہرے یا اس کی باد امی آنکھوں سے ہیری کو اس کے دلی احساسات کا کچھ پتہ نہ چل رہا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ بولی۔ "تو تم اب آزاد ہو؟"

ہیری سٹپٹا کر رہ گیا۔ کسی قدر جھجکنے کے بعد اس نے تانیا کے خوبصورت مشرقی چہرے پر سے نگاہیں ہٹا لیں اور منہ دوسری طرف کر کے کہا۔ "میرے پاس دولت ہے اور اس کی ہر ایک شے ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن درحقیقت میں آزاد نہیں ہوں۔"

میز پر پھیلے ہوئے تانیا کے ہاتھ مٹھیوں کی شکل میں بند ہو گئے۔ "مہربانی کر کے اس کا مطلب بتاؤ۔"

ہیری جھجک گیا پھر متامل انداز سے بولا۔ "وصیت میں ایک شرط نے مجھے باندھ کر رکھ دیا ہے۔ اس نے بڑی مشکل سے تانیا کی طرف دیکھا۔ تانیا کا چہرہ یوں سخت ہو گیا۔ جیسے وہ پتھر کی بن گئی ہو۔

پتھرائی ہوئی نگاہوں سے وہ ہیری کو دیکھتے ہوئے بولی۔ "کیسی شرط؟"

"اگر میں نے دوبارہ شادی کی۔ تو ہر ایک شے مجھ سے چھین لی جائے گی اور معذوروں کے ایک ادارے کو دے دی جائے گی!"

تانیا پتھر کی مورتی بنی بیٹھی خالی آنکھوں سے اسے گھورتی رہی۔ اس کی زبان گنگ ہو چکی تھی۔ کانپتے ہاتھوں سے سگرٹ کو مسلتے ہوئے ہیری نے کہا۔ "مجھے افسوس ہے ڈارلنگ! وہ ایک خبیث روح تھی۔ مگر اب میرے پاس دولت ہے اور اس دولت کو تم جس طرح چاہو استعمال کرو"

"شکریہ ۔ ۔ ۔ اس کا مطلب ہے کہ میں ہمیشہ رنڈی بنی رہوں گی!"

بے تاب ہو کر ہیری نے اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا۔ مگر اس نے ہاتھ پیچھے کھینچ لئے۔ ہیری کہتا رہا۔ "ایسی باتیں نہ کرو۔ تانیا میں اب تمہارے لئے سب کچھ کر سکتا ہوں۔ لیکن شادی کے بعد کچھ نہ کچھ کر سکوں گا۔ سمجھنے کی کوشش کرو۔"

"کیا کر سکتے ہو؟" تانیا نے پھینکار کر کہا۔

"جو بھی تم مانگو، خوبصورت گھر، شاندار کار، جواہرات، کپڑے۔ میں ہر ایک چیز مہیا کرنے کے لئے تیار ہوں۔"

"لیکن میں تمہاری بیوی نہیں بن سکتی۔"

ہیری نے مایوسی سے ہاتھ پھیلا دیئے۔ "افسوس نہیں۔"

"میں تمہارے دوستوں سے نہیں مل سکتی اور ہمیشہ ایک ذلیل طوائف اور آبرو باختہ داشتہ ہی بنی رہوں گی۔"

تانیا۔ تم جانتی ہو مجھے تم سے کتنی محبت ہے۔ تمہارے یہ الفاظ مجھے بے حد دکھ پہنچا رہے ہیں۔ "سچائی اکثر دکھ پہنچایا کرتی ہے۔"

ہیری نے ایک اور سگریٹ سلگایا کیا تانیا چھن جائے گی! نتیجہ معلوم کرنے کے لئے وہ بدحال ہوا جا رہا تھا۔ "تانیا ڈارلنگ۔ مہربانی کر کے صورت حال سمجھنے کی کوشش کرو۔ میں" تانیا نے کندھے اچکائے اور اٹھنے کے بعد کہا۔ "کوشش ضرور کروں گی۔ مجھے کچھ سوچ لینے دو۔" اس نے دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔ "اور مہربانی کر کے چند دنوں کے لئے مجھ سے دور رہو۔" اور پھر تانیا باہر چلی گئی۔

کافی دیر تک ہیری خالی خالی آنکھوں سے ساحل کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر وہ کوشش کر کے اٹھا اور باہر آیا تو ڈانگ بھتو راستے میں آ گیا اس نے جھکتے ہوئے کہا۔ "مسٹر لیوس۔ وہ بڑی حساس اور حیران ہے مہربانی کر کے اس کے ساتھ تحمل اور بردباری سے پیش آؤ۔"

ہیری کوئی جواب دیئے بغیر ریستوران سے نکل آیا۔

دو سال کی طویل مدت تک انتظار کرتے کا جانی کو بھی صدمہ تھا۔ اور وہ مانتا ہیری

اور گلڈا کو تنہا کمرے پر ہی چھوڑ کر سوتے چلا گیا تھا۔ مگر نیند بڑی عجیب کیف اور بدمزہ سی رہی خواب میں وہ کار ملرکے گیراج کو پکتے ہوئے دیکھتا رہا۔

اچانک اس کی آنکھ کھلی اور اسے احساس ہوا کہ کمرے کا دروازہ آہستہ آہستہ کھل رہا ہے۔ کھڑکی میں سے چاند کی روشنی اندر آ رہی تھی۔ جانی نے گھڑی میں وقت دیکھا رات کے دو بجے تھے۔ وہ سوتے ہوئے اعصاب کے ساتھ چوکنا ہو کر لیٹا رہا مگر پھر گلڈا کو دیکھ کر وہ پرسکون ہو گیا۔

"کیا جاگ رہے ہو؟" گلڈا نے پھنسی پھنسی آواز میں پوچھا

"ہاں۔ کیا ہے؟" وہ اسی طرح لیٹا رہا۔

وہ آہستگی سے بستر کے کنارے بیٹھ گئی۔ اس نے ایک سفید چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ اور اس کے کونے مضبوطی سے پکڑ رکھے تھے "میں تم سے باتیں کرنا چاہتی تھی"۔

جانی نے ہاتھ بڑھا کر ٹیبل لیمپ جلانا چاہا مگر گلڈا نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا "نہیں اسے مت جلاؤ۔"

جانی نے غور سے اسے دیکھا پھر بولا۔ "تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا۔ کیا بات ہے؟"

"جانی میں ڈر رہی ہوں۔ کوئی مصیبت نہ پیش آجائے۔ ماد بھا کو بھی یہی خوف ہے۔ ہنری بھی سہما ہوا ہے اور ہم سب اب تمہارے سہارے پر ہیں۔"

"بھئی۔ ہمیں خطرہ تو لینا ہی ہوگا۔ خواہ مخواہ فکر کرنے سے فائدہ۔ اگر ہم ثابت قدم رہے تو ہمارے خلاف انہیں کوئی ثبوت نہیں مل سکتا۔"

"کاش میں بھی یہی محسوس کرتی۔"

"تو میں تمہاری ریڑھ کی ہڈی مضبوط نہیں کر سکتا۔"

"تم ہمیشہ اپنے ہی متعلق سوچتے ہو جانی؟"

"آخر تم نے سوچ لیا! — پھر یہ بحث چھیڑنے کا فائدہ؟"

"ہاں کوئی فائدہ نہیں۔" گلوریا نے کہا۔ وہ اپنے ہاتھ آغوش میں رکھے بیٹھی تھی اور چاند کی کرنیں اس کے بالوں اور جسم پر رقص کر رہی تھیں۔ اس کا چہرہ تاریکی میں تھا۔ ایسی حالت میں وہ بڑی دلکش لگ رہی تھی۔ "جانی۔ میرا خیال ہے کہ مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے اور حالات کچھ ایسے ہیں۔ جیسے کہ بہت بڑا حادثہ ہونے والا ہو۔ میں جانتی ہوں کہ تمہیں مجھ سے محبت نہیں لیکن میں چاہتی ہوں کہ تم مجھے ہمیشہ یاد رکھو اور اسی لئے آئی ہوں کہ تم مجھ سے محبت کرو۔ میں اپنا آپ تمہیں پیش کر رہی ہوں۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور چادر اتار پھینکی چاند کی کرنیں اب اس کی بجلی سے لبریز جوانی پر کھیل رہی تھیں۔

"تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ یہاں سے چلی جاؤ۔" جانی نے درشت لہجے میں کہا۔ "میں نے زندگی میں کوئی نیکی نہیں کی۔ لیکن میں تمہیں دھوکہ نہیں دوں گا۔ جاؤ۔ بھاگ جاؤ۔"

گلوریا بستر پر آکر لیٹ گئی اور جذبات سے سلگتی ہوئی آواز میں بولی۔ "جانی۔ میں تمہیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہتی ہوں۔ پلیز......"

چند لمحوں تک اس گرم و گداز بدن سے بچاؤ کی خاطر جانی اپنے آپ سے لڑتا رہا۔ پھر بڑی بے دردی سے اس نے گلوریا کو اپنی باہوں میں گھسیٹ لیا۔

کیپٹن ڈالی صبح ساڑھے دس بجے دفتر پہنچا تو میز پر لمبی چوڑی فائلیں اس کا انتظار کر رہی تھیں۔ اس نے ابھی ایک کا مطالعہ کیا تھا کہ سپرنٹنڈنٹ ہرمن آن پہنچا۔ اور کرسی پر بیٹھتے بولا۔ "ہائی چیف۔ کیا رفتار ہے؟"

"مارلن اور مارکس کے متعلق لکھ رہا تھا۔" ہرمن نے کہا۔ "یہ تو بڑی لمبی چوڑی ہم سب سے پہلے ان کی کارروائیوں میں دیکھو۔ کیا کہہ رہی ہیں۔ کرنل شیلی نے کہا ہے یہ کارروائی لی ہے اس

سے تمہارا بہت سا وقت بچ جائے گا۔"

"ہاں۔ والانی" ٹارل نے کہا۔ "ہاں۔ والانی
کرایہ پر اٹھنے والی گاڑیوں کی فہرست پر نظر ڈالنے کے بعد ٹارل نے کہا۔
لو میں رہنے والے کرنل شیلی نے ۲۷ اگست کو ایک سفید اپل کرائے پر لی تھی ۔۔۔ لیکن یہ تو ٹھیک
کارسن کی جگہ ہے اور وہ پندرہ سو ڈالر ماہانہ سے کم کرائے پر کبھی نہیں اٹھاتا۔"

"یہ ہمارے مطلوبہ لوگ ہو سکتے ہیں۔" ہرمس بولا۔ "میں نے اپنے ایجنٹ فربی اور
ہیکیٹ سے ان لوگوں کی ایک لسٹ لی۔ جنہوں نے پچھلے چار ہفتوں میں ان سے ملاقات
کی تھی۔ ان دونوں لسٹوں میں کرنل شیلی اور مسز شیلی کے نام پائے گئے ہیں اور اب معلوم ہوا
ہے کہ ان لوگوں نے سفید اپل بھی کرائے پر لی ہے اب اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے!" کچھ دیر سوچنے
کے بعد ٹارل نے کہا۔ "میرا خیال ہے ان لوگوں پر نظر ڈال ہی لینی چاہیئے۔"

"ابھی کچھ دیر ٹھہرو۔" ہرمس نے کہا۔ "میں میڈوکس سے بات کرتا ہوں فون پر۔
اس کے پاس جواہرات چوروں کی مکمل تفصیلات ہیں۔ فربی اور ہیکیٹ نے بتایا ہے۔ کہ
مسز شیلی بے حد موٹی عورت ہے دیکھیں میڈوکس کیا کہتا ہے؟" اور اس نے رسیور اٹھا لیا۔
پانچ منٹ میں میڈوکس سے ٹیلیفون پر بات ہو گئی اور میڈوکس نے فائل چیک کرنے
کے بعد حلیہ سن کر بتایا۔ کہ موٹی عورت گمرج اور کرنل شیلی ڈینری ہو سکتا ہے اس نے مزید
کہا کہ تین بجے کے ہوائی جہاز پر دونوں کی تصاویر بھیج رہا ہوں۔ وصول کر لینا۔ ہرمس نے
رسیور رکھ کر میڈوکس سے گفتگو کا حال ٹارل کو بتایا اور مشورہ دیا کہ تصویریں موصول ہونے
تک انتظار کر لیا جائے۔

ٹارل نے مان لینے کے انداز میں سر ہلایا اور کہا۔ لیکن تصویریں آ بھی جائیں تو ہمارے
پاس کوئی ثبوت نہیں۔"

"جنریٹر والے تہہ خانے میں سے کوئی انگلیوں کے نشان ملے؟"

"وہاں بہت سے نشانات تھے سو میں نے وہ واشنگٹن بھجوا دیئے اور ان کا نتیجہ کسی وقت بھی مل سکتا ہے۔"

"اچھا تو میں چلتا ہوں۔ تین بجے تصویریں لے کر آجاؤں گا۔"

"ٹھیک ہے۔" ٹارل نے جواب دیا اور ہرمس وہاں سے چل دیا۔

فرانسسکو سے تین بجے کی پرواز آئی تو ہرمس ہوائی اڈے پر موجود تھا۔ ایر ہوسٹس سے تصویروں والا لفافہ لے کر وہ ہیکیٹ کے پاس پہنچا۔ تصویریں دیکھ کر ہیکیٹ نے کہا۔ "ہاں یہی دونوں تھے۔ لیکن یہ ہیں کون؟"

"میڈوکس کے مطابق مولو گمریج ہے اور اس کا ساتھی ڈیزی دونوں ہی بڑے ستقد چور ہیں"

"تو تمہارے خیال میں یہ لوگ میری فائلوں تک جا پہنچے تھے۔ لیکن کیسے؟"

"یہ تو میں بھی نہیں جانتا۔ پتہ لگا رہا ہوں۔"

الان فریبی سے بھی تصویروں کی تصویروں کی تصدیق کے بعد ہرمس پولیس ہیڈ کوارٹر میں پہنچا اور ٹارل کے سامنے میز پر تصویریں رکھتے ہوئے بولا۔ "فریبی اور ہیکیٹ دونوں نے تصدیق کر دی ہے کہ یہی لوگ ان کے دفتر آئے تھے اب ان کے خلاف کوئی ثبوت یا شہادت درکار ہے۔"

"کچھ نہ کچھ ثبوت مہیا ہو گیا ہے۔" ٹارل نے بتایا۔ "انگلیوں نے نشانات جو جنریٹر والے تہہ خانے میں سے ملے۔ ان میں سے تازہ نشانات ایک سزا یافتہ شخص جانی زابنس کے ہیں۔ یہ اطلاع واشنگٹن سے موصول ہوتے پر میں نے وہاں سے پتہ کیا ہے۔ ایل کار کرایہ پر لی گئی۔ ان لوگوں نے کار لے جانے والے کا وہی حلیہ بتایا جو جانی زابنس کا ہے تاہم کار کرنل شیلی کے نام پر لی گئی۔ میں نے پھر جیک کارسن سے کرنل شیلی کے شوفر کا حلیہ طلب کیا تو جیک کارسن نے یہی حلیہ بتایا۔"

"مگر کوئی ثبوت تو اب بھی نہیں ملا۔"

"ٹھیک ہے۔ اب ہمیں دھونس اور دھاندلی سے کام لینا ہوگا۔ میں نے ولاکی تلاشی کا وارنٹ لے لیا ہے۔ ممکن ہے تلاشی پر کوئی ثبوت مل جائے ۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ چلو" یہ کار پارک میں آئے تو وہاں ہیں۔ ہینگ اور لسکی کے علاوہ چھ اور باوردی افسر بھی ان کے انتظار میں تھے۔

گلاڈا سمندر کے سینے پر سیدھی لیٹی ہوئی تیر رہی تھی۔ اور اپنا بیلنس برقرار رکھنے کے لیے ہلکے ہلکے ہاتھ مار رہی تھی اور جانی پانی کو چیرتے ہوئے اس کا طواف کر رہا تھا دونوں کی نظر ایک دوسرے پر پڑتی تو رات بھر کی رنگین اور پر لطف ہم آغوشیوں کی یاد سے ان کے لبوں پر مسکراہٹ کے پھول کھل اٹھتے۔ گلاڈا کو اب اطمینان تھا۔ کہ اس نے اپنے اس اقدام سے جانی کو جیت لیا ہے۔

کافی دیر نہانے کے بعد وہ ساحل پر آئے اور ہاتھوں میں ہاتھ دیئے ریت پر چلنے لگے۔ گلاڈا کی سفید بکینی اس کے گداز اور سفید جسم سے چپکی ہوئی تھی۔ اور جانی کا جی چاہتا تھا کہ گرم گرم ریت پر ہی دل کے ارمان نکالنے شروع کر دے۔ قابو پانے کی کوشش میں اس نے سختی سے گلاڈا کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔ مگر تکلیف کے باوجود گلاڈا مسکرا دی اور بولی "آؤ۔ جلدی چلیں۔" یہ کہہ کر اس نے ہاتھ چھڑا لیا اور بھاگ کر چبوترے کی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ لیکن آخری سیڑھی چڑھتے ہی وہ کسی بت کی طرح وہیں رک گئی۔ مارتھا کے سامنے چار آدمی بیٹھے ہوئے تھے اور پانچ باوردی افسر قریب کھڑے تھے۔

جانی اسے ہولے سے ایک طرف ہٹا کر چبوترے پر آیا اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے مارتھا کے قریب پہنچا۔ مارتھا کسی خوفزدہ خرگوش کی طرح کیپٹن ٹارل کو گھور رہی تھی۔

"کیا بات ہے؟" جانی نے سکون سے پوچھا۔

اس کے لہجے پر ہیری کا حوصلہ بندھ گیا اور وہ بولا۔" یہ پولیس افسر ہیں۔ اگر کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے ا نہیں۔"

"تم جانی رابنس ہو؟" ڈارل نے اٹھتے ہوئے پوچھا

"ہاں۔" جانی نے اطمینان سے جواب دیا

ہمیں ایسے ثبوت ملے ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ لیونٹس اور جیکسن کے ہاں جواہرات کی چوری اور مسز لیوس کے قتل سے تم لوگ کسی نہ کسی طرح متعلق ہو اور ہم تلاشی لے رہے ہیں"

جانی نے کرسی کے پیچھے پڑا ہوا تولیہ اٹھا لیا اور اس سے اپنا بدن خشک کرتے ہوئے بولا۔" معلوم نہیں قصہ کیا ہے۔ یقیناً تم لوگوں کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔"

اتنے میں ہیس اندر سے برآمد ہوا۔ اس کا چہرہ کامیابی کی مسرت سے چمک رہا تھا اس نے جانی کی طرف انگلی اٹھائی۔" راہداری میں تیسرا کمرہ تمہارا ہی ہے؟"

"ہاں۔ تو پھر کیا ہے۔" جانی دل ہی دل میں کانپ اٹھا۔

"آؤ میرے ساتھ۔ تمہیں ایک چیز دکھانا چاہتا ہوں۔"

اب تو جانی سچ مچ ہی ڈر گیا۔ وہ بڑی بے چینی سے گھسٹتا ہوا چلا۔ ہیس اسے اس کی خوابگاہ میں لے گیا اور بولا۔" میں نے اسے یونہی پڑا رہنے دیا۔ اب تم یہ کہہ دو کہ میں نے اسے پہلے کبھی دیکھا ہی نہیں۔"

سخت چہرے والا ایک پولیس افسر خوابگاہ میں جانی کی جیکٹ لٹکائے کھڑا تھا ہیس نے جیکٹ کی جیب میں سے موتیوں کی تین لڑیوں والا ہار نکالا۔" کیا یہ تمہارا ہے؟"

جانی ہار کو گھورتا رہا۔ اس کے چہرے کا خون خشک ہو چکا تھا۔ وہ تو بھول ہی بیٹھا تھا کہ یہ ہار اس نے ایب شلمین سے دھوکا دہی کے جرمانے کے طور پر لیا ہوا تھا۔ کسی قدر دیر سے اس کے اعصاب بحال ہوئے اور وہ بولا۔" مجھے کوئی پتہ نہیں۔ یہ کہاں سے آیا؟ ممکن ہے تم نے

ار رکھ دیا ہو تاکہ تجھے پھنسا سکے۔"

"یہ بات جج کو بتانا۔ وہ تمہیں رہا کر دے گا۔" ہیری نے پھنکار کر کہا۔

اب جانی پوری طرح ہوش میں آچکا تھا۔ وہ بولا۔ "یہ تم نے ہی رکھا ہے اور اب مجھے الزام دے رہے ہو۔"

"چلو۔ آؤ دیکھیں مولٹو کیا کہتی ہے؟" وہ اسے لئے راہداری سے ہوتا ہوا چھوٹے کمرے میں آگیا۔ جانی کے پیچھے پیچھے دوسرا پولیس افسر بڑی مستعدی سے آرہا تھا۔ ہیری نے ہار مارتھا کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "مولٹو۔ یہ دیکھو۔ اگر تم قتل کے الزام میں لمبی قید سے بچنا چاہتی ہو تو بات صاف بتلا دو۔"

ہار دیکھتے ہی مارتھا کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ پھر وہ چیخ کر بولی۔ "ہاں یہ اسی سور کی کرتوت کا کام ہے اسی نے لیزا کو بھی قتل کیا ہے۔ ہمیں بتائے بغیر یہ وہاں گیا۔ اور اس سالے نے ہار چراتے ہوئے لیزا کو قتل کر دیا۔"

"بکو مت۔" گلڈا چیخی۔ "اس نے لیزا کو قتل نہیں کیا۔"

مارتھا اور ہیری کو پہلی کار میں لے جایا گیا دوسری کار میں گلڈا اور نلومکئیں اور تیسری میں ہتھکڑیاں پہنے جانی اور ہیری بیٹھے۔

راستے میں ہیری نے جھک کر سرگوشی کی۔ "مارتھا تمہارے پاس وہ گولی ہے؟"

مارتھا نے نفی میں سر ہلا دیا۔ اور ہیری نے اسے ایک گندی سی گالی دے کر منہ موڑ لیا۔

۸

البرٹی نے ابرو سے اشارہ کیا اور بارمین شام بیر لئے آگیا البرٹی اب سترھویں پیگ سے جی بہلا رہا تھا۔ اپنے آپ کو تروتازہ کرنے کے لئے وہ بولا۔ "ہاں تو مسٹر۔ ساری صورتحال

واضح کرنے کے لئے اب میں اس شہر کے ڈسٹرکٹ اٹارنی فلیکس وارن کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں
میں ہمیشہ زمین سے کان لگا کر زمین کی دھڑکن سنا کرتا ہوں اور فلیکس وارن کے متعلق مجھے
یہ معلوم ہے کہ اس سے بڑا لالچی، حریص اور بے رحم سور کا کوئی اور بچہ نہیں ہو سکتا۔ خیر تو جانی
کی بد قسمتی تھی۔ کہ وارن فلیکس لیزا کے بہترین دوستوں میں سے تھا۔ صرف لیزا کا ہی نہیں
وہ ہر امیر کا بہترین دوست تھا لیزا کے قتل کی خبر گرم ہوئی تو اس شخص نے ایک پولیس کانفرنس بلوائی
اور رپورٹروں کو بتایا کہ وہ قاتل کو گرفتار کر کے رہے گا۔ لیزا کے قاتل کو پکڑنے کا اعلان اس
نے اس لئے کیا کہ اس کی ملازمت کی مدت ختم ہونے والی ہے۔ اور وہ انتخاب کرنے والی کمیٹی کو
متاثر کر کے دوبارہ منتخب ہونا چاہتا تھا۔ لیزا کے قتل میں اسے زیادہ سے زیادہ ووٹ حاصل
کرنے کی امید دکھائی دے گئی تھی۔

کیپٹن ٹارل اور اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ اٹارنی اس کے کمرے میں بیٹھے اسی مسئلے پر بحث کر
رہے تھے۔ گینگ تین دن پہلے گرفتار ہو چکی تھی۔ اور ٹارل نے تفصیلی رپورٹ تیار کر کے وارن
فلیکس کے سامنے میز پر رکھی ہوئی تھی۔ مطالعہ کے بعد پتھریلی آنکھوں والے وارن نے
رپورٹ میز پر رکھ دی اور کہا۔ "تو گویا قاتل پکڑ لیا گیا۔"

ٹارل نے ہولے سے جواب دیا: "ابھی تک تو ان پر لیونٹس اور جیکس کے جواہرات چرانے
کا الزام ثابت ہوا ہے۔ مسز لیوس کا قاتل ثابت نہیں ہو سکا۔ یہ کسی اور کا ہی کام ہے۔"

وارن یوں اچھلا جیسے بھڑ نے ڈنک مار دیا ہو۔ "کیا کہہ رہے ہو! جانی رابنسن نے
ہی اسے قتل کیا ہے۔"

"مگر عدالت ثبوت مانگے گی۔ بے شک جانی زلین سیفوں کا ماہر ہے اور سزا بھی بھگت
چکا ہے مگر اس کا بیان ہے۔ کہ لیزا کے قتل کی رات وہ اس عورت کے ساتھ رہا ہے عورت سے
بیان لینے پر اس نے کہا ہے۔ کہ اس رات ریستوران میں جانی رابنسن سے اس کی سرسری ملاقات

ہوئی۔ پھر وہ دونوں باہر آئے اور جدا ہو گئے۔ مگر مجھے یقین ہے کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے اس نے جانی سے ملاقات محض اس لئے تسلیم کی کہ بیسیوں گواہ مل سکتے ہیں۔ لیکن روانگی کا گواہ نہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ ریستوران سے نکل کر وہ الگ الگ گئے یا ایک ساتھ۔ یہ عورت کافی بدنام ہے جب کبھی اس کا شوہر میئیاڈک جاتا ہے وہ کسی نہ کسی نوجوان کو گھیر گھار کر گھر لے جایا کرتی ہے؟

غصے سے وارن فلیکس کا گول چہرہ لال ہو گیا۔" یہ تم مسز ہیلین بوتھ کے متعلق کہہ رہے ہو یہ بتادوں کہ وہ میری پرسنل فرینڈ ہے جو کچھ تم نے کہا ہے اس کی بناء پر تمہیں ملازمت سے بھی نکالا جاسکتا ہے۔ وہ ایک معزز عورت ہے۔ حیرت ہے کہ تم نے اس سے پوچھ گچھ کی۔ اس کے بیان کے مقابلے میں جانی جیسے سزا یافتہ مجرم کا بیان کیا اہمیت رکھتا ہے۔"

ڈارل جھجک گیا اور احتیاط سے بولا۔" میں وہی بتا رہا ہوں جو مجھے بتایا گیا ہے۔"

" تو پھر یہ سب بکواس ہے۔" وارن نے میز پر مکہ مار کر کہا:" میں جو کہہ رہا ہوں کہ یہ شخص جانی ہی قاتل ہے۔"

" مگر اس کے پاس سے اس لڑکی کا ہار برآمد نہیں ہوا۔"

" گولی مارو ہار کو۔ ہار کہیں بھی چھپایا جا سکتا ہے۔" اس کے بازوؤں پر خراشوں کے نشان ہیں اور اس کے قتل کا یہ ثبوت کیا کم ہے کہ اس کی قمیض کی راکھ جانچنے پر خون اسی گروپ کا ملا ہے۔ جس گروپ کا لیزا کا تھا۔

" مگر اس کے اپنے خون کا گروپ بھی وہی ہے۔"

وارن کی آنکھیں سخت ہو گئیں اس نے غصے سے ڈارل کی طرف دیکھا:" ڈارل۔ کیا تم اس کی مدد کرنا چاہتے ہو؟"

" نہیں!" ڈارل نے سکون سے جواب دیا۔" صرف یہ بتا رہا ہوں کہ عدالت میں لیزا کا قتل اس پر ثابت نہ کیا جا سکے گا۔"

وارن کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ تیر گئی۔ "اس کی تم فکر نہ کرو۔ اس کیس کا انچارج میں ہوں۔ اور میں اسے قاتل ثابت کر کے دکھاؤں گا۔ یہ عورت گمریج کہاں ہے؟ اسے ابھی یہاں میرے دفتر بھجوا دو۔"

آدھ گھنٹے میں ایک سپاہی عورت مارتھا کو وارن فلیکس کے شاندار دفتر میں لے آئی وارن نے سپاہی عورت کو باہر انتظار کرنے کو کہا۔ اور مارتھا پر نگاہ ڈالی۔ تین دنوں میں مارتھا نے رو رو کر اپنی حالت تباہ کر لی تھی۔ خوراک کی قلت نے بھی اس پر بڑا اثر کیا تھا۔ اپنا مقصد حل کرنے کے لئے وارن فلیکس نے مسکرا کر کہا: "مسز گمریج۔ بیٹھ جاؤ۔" اور مارتھا دھم سے کرسی پر بیٹھ گئی۔

سگار سلگانے کے بعد وارن نے کہا۔ "مسز گمریج۔ تمہیں پہلے بھی پانچ سال قید کی سزا ہوئی تھی۔ اور اب پھر ویسی ہی واردات۔ جج کم از کم دس سال قید کی سزا ضرور سنائے گا۔" مارتھا کانپ اٹھی۔ وارن نے دھوئیں کا مرغولہ اچھالتے ہوئے کہا: "البتہ میں جج سے کہہ کر تمہاری سزا کم کرا سکتا ہوں۔ بشرطیکہ تم اسی بیان پر ڈٹی رہو کہ لینڈا کو جانی نے ہی قتل کیا ہے۔ اگر تم نے یہی بیان دیا تو تمہیں صرف تین سال قید کی سزا ملے گی۔ بولو کیا خیال ہے۔؟"

مارتھا کو بھلا کیا انکار ہو سکتا تھا۔ اس نے فوراً "ہاں" کہہ دیا۔

سیڈو ہرمن بیٹی شا کے کمرے میں داخل ہوا۔ اور مسکرا کر بولا: "آج بہت خوبصورت دکھائی دے رہی ہو۔ میں اگر شادی شدہ نہ ہوتا تو آج تمہیں ضرور چوم لیتا۔"

"شکریہ" بیٹی شا نے ہنس کر کہا۔ "چومنے کا اتنا ہی شوق ہے تو اندر جا کر باس کو چوم لو۔ بڑا مزا آئے گا۔"

ہرمن نے منہ لٹکا کر کہا۔ "جیسے تمہاری خوشی" اور وہ میڈوکس کے کمرے کا دروازہ

کھول کر اندر چلا گیا۔

میڈوکس نے چھوٹتے ہی پوچھا۔ "اسمالڈی کا ہار مل گیا؟"

"نہیں۔" ہرمس نے کرسی پر بیٹھ کر کہا۔

"آخر کیا بھک مارتے پھر رہے ہو اب تک۔ کلیم وصول ہو گیا ہے اور تم۔۔۔۔"

ہرمس نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔ اور جیب سے لفافہ نکال کر میز پر سرکاتے ہوئے کہا۔

"پہلے یہ دیکھ لو پھر بات کرنا۔"

ہرمس کی تیار کردہ رپورٹ پڑھنے کے بعد میڈوکس نے اپنے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے خفگی سے کہا۔ "یہ کیا ہے؟ بھئی مجھے قاتل سے کوئی واسطہ نہیں۔ مجھے تو اسمالڈی کا ہار چاہیئے اور وہ ملنا چاہیئے۔ مجھے اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ لیزا کا قاتل اس کا شوہر ہے یا کوئی اور اگر تم شوہر کو قاتل سمجھتے ہو تو یقیناً ہار بھی اسی کے پاس ہوگا۔ جاؤ۔ پیرا ڈائز سٹی واپس جاؤ اور جتنے آدمیوں کی ضرورت ہو ساتھ لے جاؤ۔ اور جیسے بھی ہو وہ ہار ڈھونڈ نکالو۔ لیزا کے شوہر اور اس کے دیت نامی داشتہ پر کڑی نگرانی رکھو۔"

"بہت اچھا۔" کہہ کر ہرمس میڈوکس کے کمرے سے پیٹی شا کے کمرے میں آیا۔ اس نے دیکھا کہ پیٹی شا جھک کر الماری کے نچلے خانے سے ایک فائل نکال رہی ہے۔ ہرمس دبے پاؤں اس کے پیچھے پہنچا اور ہاتھ بڑھایا۔ پیٹی شا زور سے چیخی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی بھاری چیز ہرمس پر پھینک مارتی، ہرمس سرعت سے کمرے سے نکل گیا۔

مانیکا ڈون ریسٹوران سے واپسی کے تیسرے دن ہیری نے تانیا کو ٹیلیفون کر کے ملنے کے لئے کہا تانیا نے بڑے سپاٹ لہجے میں کہا کہ وہ تین بجے آشیانہ محبت میں پہنچ جائے گی یہ تین راتیں ہیری کے لئے بڑی بے چینی کی راتیں تھیں۔ اور اس نے گویا کانٹوں پر کروٹیں بدلتے ہوئے گذاری تھیں۔

ہیری کانے نوس ہلگمن سے یہ وعدہ کر کے اسے رخصت کر دیا تھا۔ کہ وصیت پڑھے جانے کے بعد اسے دس ہزار ڈالر دیئے جائیں گے۔ اسی طرح لوٹو کیا اور دوسرے سٹاف کو بھی مہینے کے آخر میں چھٹی کر جانے کی وارننگ دے دی گئی تھی۔

ہیری جب اپنے آشیانۂ محبت میں تانیا سے ملاقات کے لئے پہنچا تو ہرمن بڑی مستعدی سے اس کے تعاقب میں تھا۔ ہیری کا خیال تھا کہ اس کے پہنچتے ہی تانیا دروازے کے دونوں پٹ کھول دے گی۔ اور بڑے جوش و خروش سے اس کی آغوش میں سما جائے گی۔ لیکن وہاں دروازے کی گھنٹی بجانے پر کوئی جواب نہ ملا۔ تو حیران ہو کر ہیری نے اپنی چابی سے دروازہ کھولا۔ اور اندر جا کر زور سے پکار کر کہا: "تانیا!"

خواب گاہ میں سے تانیا کی تھکی ہوئی آواز سنائی دی۔ "میں یہاں ہوں۔"

ہیری نے بیرونی دروازہ بند کیا اور کمرہ نشست اور مختصر سی راہداری عبور کر کے خواب گاہ میں پہنچا۔ ایک سفید چادر اوڑھے تانیا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے کوئی تاثر ظاہر کئے بغیر دکھی آواز میں کہا۔ "ہیلو۔ ہیری!"

ہیری بڑی آرزوئیں اور ولولے لے کر آیا تھا۔ تانیا کی طرف سے یہ سرد مہری دیکھ کر اس کا دل بیٹھ گیا اور وہ سمجھ گیا کہ یہ اب بھی ناراض ہے وہ بولا۔ "کیا بات ہے؟"

"کیا تم میرا جسم حاصل کرنے آئے ہو؟" تانیا نے سپاٹ لہجے میں سوال کیا۔

"تانیا! بات کیا ہے؟ کچھ بتاؤ تو!"

"کیا میرے جسم کی طلب تمہیں یہاں لائی ہے؟" تانیا نے دہرایا۔

ہیری کا جی چاہا کہ اسے اٹھا کر بستر پر پٹخ دے اور اس کا سارا جسم مسل کے رگید ڈالے۔ مگر اس نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو روکا اور بولا۔ "تانیا! کیا تم یہ سوچتی ہو کہ میں صرف تمہارے جسم کو چاہتا ہوں۔ نہیں تانیا! مجھے تم سے محبت ہے۔"

"محبت؟ ... تمہیں مجھ سے محبت ہے؟" وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور دروازے کی طرف قدم بڑھا کر بولی۔ "میں کچھ باتیں کہنا چاہتی ہوں۔ کمرہ نشست میں چلے آؤ۔"

اب کیا ہوگا؟ — ہیری نے خفگی سے سوچا۔ اسے افسوس ہو رہا تھا کہ وہ خوابگاہ سے چلی گئی ہے۔ اگر ایک مرتبہ وہ بستر پر اسے اپنے بازوؤں کے حلقے میں لے کر پیار کر لیتا تو یقیناً وہ موم ہو جاتی۔ افسوس کیسا نادر موقع چھن گیا۔

وہ کمرہ نشست میں آیا۔ تانیا چادر مضبوطی سے تھامے ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ "مہربانی کر کے بیٹھ جاؤ۔" وہ بولی۔

"یہ سب کیا ہے تانیا؟" اس نے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"میں اپنے اور تمہارے متعلق کچھ باتیں کہنا چاہتی ہوں۔ تم نے کہا تھا کہ اگر تم نے مجھ سے شادی کر لی تو تم اپنی بیوی کی دولت سے محروم ہو جاؤ گے۔"

تو یہ بات ہے۔ ہیری نے سوچا۔ وہ بولا۔ "ہاں ڈارلنگ۔ اور کوئی راستہ نہیں ہے دولت رکھنے کا۔ دولت سے میں تمہیں ہر ایک چیز لے کر دے سکتا ہوں۔ تمہاری ہر خواہش پوری کر سکتا ہوں۔ بس تمہارے لیے ملنے کی دیر ہے۔" وہ بڑی مشکل سے مسکرایا۔

"لیکن تم نے تو وعدہ کیا تھا کہ آزاد ہونے کے بعد مجھ سے شادی کر لو گے۔"

ہیری کا جی چاہا، چیخ کر کہے۔ کیا تم اپنے آپ کو یا کسی اور عورت کو اتنی دولت کا بدل سمجھتی ہو؟ کیا تم اتنی ہی احمق ہو؟ — مگر کوشش کر کے اس نے ضبط سے کام لیا اور خاموش رہا۔

تانیا خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔ اس کی اندوہگیں آنکھوں سے خاموش آنسو کی دو لکیریں رخسار پر ڈھلک رہی تھیں۔ پھر وہ ٹوٹی ہوئی آواز میں بولی۔ "اس نے مجھے خبردار کر دیا تھا ... لیکن میں نے اس پر یقین نہ کیا۔"

"کیا کہہ رہی ہو؟ — مطلب کیا ہے تمہارا؟"

تانیا نے اپنی انگلی سے ایک بڑا سا آنسو صاف کیا۔

"کیا ہو گیا تمہیں تانیا؟" وہ اٹھ کر اس کے قریب جا پہنچا۔ "یہ رونا دھونا کیسا؟ میں تم سے پیار کرتا ہوں۔"

تانیا نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھوں میں پھیلی ہوئی اذیت اور اداسی دیکھ کر ہیری کا دل ڈوب گیا۔ وہ غمگین آواز میں بولی۔ "تم محبت کا مطلب ہی نہیں جانتے اس نے مجھے بتا دیا تھا۔"

ایک طویل سانس لے کر ہیری اپنی کرسی پر آ بیٹھا۔ "کیا کہہ رہی ہو؟ کس کی باتیں کر رہی ہو؟"

"تمہاری بیوی کی۔" تانیا نے آہستگی سے کہا۔

سلگتا ہوا خون ہیری کے چہرے کی طرف لپکا۔ "کیا کہا؟"

"ہیری۔ وہ ہمارے متعلق سب کچھ جانتی تھی۔" تانیا نے ٹکٹکی لگا کر ہیری کے ننھے کانپتے ہوئے ہاتھوں کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اس نے تمہاری نگرانی پر باقاعدہ جاسوس مقرر کر رکھے تھے۔ ریستوران میں اور یہاں ہماری سب ملاقاتیں اس کے علم میں تھیں۔ جب تم فرانس جا رہے تھے۔ اس سے ایک دن پہلے وہ مجھ سے ملنے آئی تھی۔"

"لینڈا؟ تم سے ملنے آئی؟"

"ہاں۔ اس کا جاپانی شوفر اس کی کرسی دھکیلتا ہوا ریستوران میں لایا اور پرائیویٹ کمرے میں ہماری ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا کہ وہ ہمارے معاملے سے پوری طرح باخبر ہے وہ یہ بھی جانتی ہے کہ رات کو تم چوری چھپے مجھ سے ملتے ہو۔ ہماری سب باتیں اسے معلوم تھیں جب اسے یہ معلوم ہوا تو میں پریشان ہو گئی کہ کہیں وہ تمہیں طلاق نہ دے دے اور تم اس کی دولت سے محروم نہ ہو جاؤ۔ میں خاموشی سے سنتی رہی میری زبان گنگ ہو گئی تھی پھر اس نے کہا "میرے شوہر کو تم نہیں جانتیں، میں اسے بڑی اچھی طرح جانتی ہوں۔ اس نے مجھ سے کبھی

محبت نہیں کی وہ محض میری دولت سے محبت کرتا ہے۔ وہ صرف دولت کا پجاری ہے اور دولت کے لئے تمہیں بھی۔ بلکہ دنیا کی ہر عورت کو قربان کر سکتا ہے۔

"مجھے یقین نہیں آتا......" ہیری نے الجھ کر کہا۔

"یقین کرو۔ میں جھوٹ نہیں کہتی۔ اس نے کہا تھا۔ کہ وہ اپنی وصیت میں تبدیلی کرے گی اس نے نفرت سے کہا۔" اور زرد رو رنڈی یہ وصیت پڑھنے کے بعد وہ تجھ سے کبھی شادی نہ کرے گا۔ کیونکہ وہ دولت کا پرستار ہے۔" تانیا نے ایک سرد آہ بھری۔" کاش میں اس پر یقین کر لیتی تو پھر کبھی ایسا نہ کرتی"

"کیا نہ کرتیں؟" ہیری نے سوکھتے ہوئے منہ کے ساتھ پوچھا

"مجھے اس پر یقین نہ آیا اور میں سوچتی رہی۔ سوچتی رہی۔ پھر مجھے خیال آیا کہ کیوں نہ میں ہی لیزا اقدام کروں وہ تو مرہی رہی تھی۔ اور مجھے معلوم تھا کہ آتشدان کی چابی کہاں رکھی رہتی ہے"

"اوہ خدا! تو کیا تم نے اسے قتل کیا؟" ہیری چلایا۔

"ہاں۔ اسے مرتے دیر نہ لگی اور وہ اب کبھی نہ جاگے گی وہاں سے آتے وقت مجھے ایمرالڈ کا ہار یاد آیا۔ اتنا خوبصورت ہار کسی میوزیم کو دیا جائے یہ بات مجھے بڑی افسوسناک معلوم ہوئی۔ چنانچہ میں نے سیف کھولا۔ اور ہار ساتھ لے آئی۔" یہ کہہ کر تانیا اٹھی اور میز کی ایک دراز میں سے اسمالڈ کا ہار نکال کر ہیری کے قدموں میں پھینک دیا۔" یہ ہار پہن کر میں نے شیشے میں دیکھا تو مجھے شیشے میں اس کی کریہہ صورت دکھائی دی۔ ہار ساتھ لانا میری غلطی تھی۔ اور اسے قتل کر کے بھی میں نے غلطی کی کیونکہ وہ تمہارے متعلق ٹھیک ہی کہتی تھی۔ ہیری۔ جاؤ۔ یہ ہار بھی ساتھ لے جاؤ۔ اور اپنی دولت سے خوب گلچھرے اڑاؤ۔" پھر وہ ہیری کی طرف دیکھے بغیر خواب گاہ میں چلی گئی اور اندر سے دروازہ بند کر لیا۔

ہیری بڑی دیر تک بے حس و حرکت بیٹھا رہا مختلف خیالات اس کے ذہن میں گردش کرتے رہے۔ کبھی وہ سوچتا کہ پولیس کو صورت حال سے مطلع کر دے۔ کبھی سوچتا کہ بجرے پر بیٹھ کر کہیں دور چلا جائے۔ تانیا نے کس بے دردی سے اسے قتل کیا۔ لیکن تانیا کو پولیس کے حوالے کرنا..... اس کے بس کی بات نہ تھی۔

آخر وہ زور لگا کر اٹھا اور اس کی نظر ہار پر پڑی۔ کھڑکی کا پردہ تھوڑا سا ہٹا ہوا تھا اور سورج کی ایک کرن کھڑکی کی راہ سے ہار پر پڑ رہی تھی اور ہار جگ مگ کر رہا تھا ہیری کے قدم رک گئے عجائب گھر میں اس ہار کا کیا فائدہ ہوگا۔ بیمہ کی رقم ساڑھے تین لاکھ ڈالر مل ہی جائے گی ہاں یہ ٹھیک ہے ہار عجائب گھر کو کیوں ملے۔ میں بیمہ کی رقم جیب میں ڈال لوں گا۔ اور ہار کو سمندر میں پھینک دوں گا تانیا کبھی اس ہار کا ذکر نہ کرے گی۔ اس نے جھک کر کانپتے ہاتھوں سے ہار اٹھایا اور جیب میں ڈال لیا۔ اس وقت اسے یہ خیال نہیں آیا۔ کہ وہ اتنی دولت کا مالک ہو چکا ہے کہ ایسے بے شمار ہار خرید سکتا ہے۔ اس وقت تو بس وہ یہ سوچ رہا تھا۔ کہ ساڑھے تین لاکھ ڈالر کی رقم مفت میں ہاتھ آ جائے گی۔

جب وہ بیرونی دروازے کی طرف چلا تو اس نے دھب کی زوردار آواز سنی جیسے کوئی بھاری چیز فرش پہ زور سے گری ہو۔ ہیری چونک گیا۔ یہ کیسی آواز تھی؟ — تانیا خوابگاہ میں کیا کر رہی تھی! وہ دوڑا دوڑا خوابگاہ کی طرف گیا۔ اور دھکا دے کر دروازہ کو کھولا۔ تانیا اوندھے منہ بستر کے قریب فرش پر گری ہوئی تھی۔ "تانیا!" ہیری نے چیخ کر کہا اور پھر جلدی سے آگے بڑھ کر اسے سیدھا کیا۔ وہ کسی لاش کی طرح گھوم گئی۔ باورچی خانے کی بڑی چھری کا دستہ تانیا کے دبلے جسم میں کھبا ہوا تھا۔ "تانیا" ہیری نے چھر کراہتے ہوئے کہا۔ اور دستہ پکڑ کر چھری اس کے جسم سے باہر نکالی اس کے ساتھ ہی تانیا کے جسم سے خون کا ایک فوارہ سا چھوٹا اور ہیری کے ہاتھ اور بدن خون میں بھیگ گئے۔ ہیری گھبرا کر پیچھے ہٹا۔

نظر سے محروم تانیا کی آنکھوں کی خالی خالی چمک بتا رہی تھی۔ کہ وہ مر چکی ہے ہیری کے کانپتے ہاتھوں سے چھری نیچے گر پڑی۔ پھر ہوش میں آکر اس نے اپنے رومال سے جلدی جلدی ہاتھ صاف کئے اور تیزی سے آشیانہ محبت سے نکل گیا۔

سیٹو ہرمس بدستور نگرانی کر رہا تھا۔ اس نے ہیری کو گھر سے نکلتے اور اس کے بوٹوں پر چمکتا ہوا خون دیکھا تو جلدی سے اپنی کار میں سے نکل کر لپکا اور پکار کر کہا: "ہے ای۔۔۔ تم۔۔۔"

ہیری نے چونک کر اس کی طرف دیکھا پھر اسے اپنی طرف بھاگتا پا کر وہ بدحواس ہو کر اندھا دھند سڑک پار کرنے کے لئے بھاگا۔ اسے کچھ دکھائی نہ دے رہا تھا۔ اور اگلے ہی لمحہ ایک تیز رفتار کار نے ہیری کو ہوا میں اچھال دیا۔ پھر اسے وہ سڑک پر گرا ہی تھا کہ ایک اور تیز رفتار کار اسے کچلتی ہوئی گذر گئی۔

"تو یہ تھا ہیری کا انجام۔"

البرٹی نے یہ کہہ کر بیئر کا آخری نصف گلاس حلق میں انڈیلا اور گلاس میز پر رکھ دیا۔

"تو مسٹر یہ تھی کہانی اسمالڈی کے ہار کی۔"

"گینگ کا کیا بنا؟" میں نے پوچھا۔

"وہ سب ابھی سزا بھگت رہے ہیں اور مارتھا کا وزن ساٹھ پاؤنڈ کم ہو گیا ہے۔" البرٹی نے بتایا۔

"اور جانی کو کیا سزا ملی؟"

"ہیری کی جیب میں سے اسمالڈی ہار ملنے کے بعد جانی کو قتل کے الزام میں نہ پھانسا جا سکا یہ قیاس کر لیا گیا کہ ہیری اور تانیا نے مل بھگت کر کے لیزا کو قتل کیا تھا۔ اور بعد میں ہار کے معاملے میں دونوں میں جھگڑا ہو گیا۔ ہیری نے تانیا کو قتل کر دیا۔ اور رہا سلے کر جا رہا تھا۔ کہ کار کی زد میں آ گیا جانی کو صرف پانچ سال قید کی سزا ہوئی۔"

"اسمالڈی کے ہار کا کیا بنا؟"

"اسے عجائب گھر والے لے گئے اور یہ ہار دیکھنے کے لئے لوگوں کا جمگھٹا رہتا ہے۔"
میں نے غور سے البرنی کی طرف دیکھا۔ وہ مسکرا دیا۔ اور پھر بولا۔ "میں جانتا ہوں جو تم سوچ رہے ہو مسٹر۔ یہ شبہ تمہاری آنکھوں سے جھانک رہا تھا۔ کہ مجھے پولیس کی نسبت اتنی زیادہ باتیں کیسے معلوم ہیں؟ یہ کیسے معلوم ہوا۔ کہ ہیری نے تانیا کو قتل نہیں کیا!" البرنی نے ایک ہچکی لی اور بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔ "جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ کہ میرے کان ہمیشہ زمین سے لگے رہتے ہیں۔ لوگ مجھے وہ سب باتیں بتا دیتے ہیں۔ جو پولیس کو نہیں بتاتے۔ وہ لڑکی اینادو جس نے پہلی مرتبہ تانیا کو ہیری سے ملنے کے لئے اپنا اپارٹمنٹ دیا تھا۔ وہ اپنے مکان کی دیوار کے ساتھ لگی آتشیاتہ محبت میں ہونے والی سب باتیں سنتی رہی تھی۔ اینادو میری بڑی گہری دوست ہے۔ اسی نے مجھے یہ بات بتائی تھی۔ اب یہ بات تم تک ہی ہے۔ پولیس کو بتانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ قصہ ختم ہو چکا ہے۔" یہ کہہ البرنی اٹھ کھڑا ہوا۔

میں نے بٹوے میں سے پچاس ڈالر نکال کر اسے اور دیئے۔ وہ بولا۔ "سوگوار کہانی تھی بس ہے نا؟"
میں نے جواب دیا۔ "ہاں" اور اس سے رخصت ہو گیا۔

ختم شد

سراج الدین سید

۱۰-۱۱-۲۰۰۵

محمد سجاد بھٹی، سیف الملوک عباسی، یاسر حسنین